

INTERNATIONAL URDU MONTHLY
KHILAFAT-E-RASHDA
Faisalabad Pakistan



کلمہ اسلام لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُوْلُهُ لَا نَدْرُ

”اور اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھامو اور تفسیر نہ ڈالو“

ماہنامہ سپاہ صحابہ پاکستان کاترجمان

خلفۃ المسیح

فیصل آباد (پاکستان)

رمضان المبارک ۱۴۱۵ھ

بانی، مجدد العصر امیر غزیت مولانا حق نواز جھنگوی شہیدؒ



جنگِ عمریت کے نول و نرین بانی کیوں

تالیف: ایضاً
قادی سعید الرحمن شہید کے مختصر حالات زندگی

محمد یاسر! اکوٹی

اور گورٹ میں سے کچھ ایسے بھی ہیں جو کہتے ہیں ہم اللہ تعالیٰ اور آخرت کے دن تک ہر چیز کو مانتے ہیں حالانکہ وہ مومنین نہیں۔

ترجمہ حضرت ابرہہؓ بن عبد منافؓ نے نقل کرتے ہوئے کہ کہ جس نے علیؓ کو ملنے فرمایا۔ میرے صحابہ کو گالیات نہ دینا پس اگرچہ تم میں سے کوئی ایک اعد پہلا جتنا سونا بھی راہ خدا میں خرچ کر ڈالے تب بھی وہ انکے ایک ٹوہ ناچ حرف کرنے کو پہنچ نہ سکتا ہے۔ ملاحظہ فرمائیے ثواب کو۔

اس بات / آیت کریمہ کا پورا تسلسل اچھے نیک دیکھنے والوں کے لئے معلوم ہوتا ہے کہ آیت صحابہ و مشرکین اور منافقین کے بارے میں ہے کیونکہ آگے آ رہا ہے جب انہیں کہا جائے کہ دیر الی ایام لاؤ جب ایامان یہ لوگ صحابہ کرام، لانے ہیں تو وہ صحابہ کرام کو بیوقوف بتلاتے ہیں اور ارشاد نبوی یہ ہیں نظر ڈال لیں ۔ آخر کرنے سبحانی کا دل اس کا کیا نتائج دیتے ہوا یا : جو کے حکم جس کے پاس پہنچاؤ دے کے برابر سنا ہوگا ۔ اور پھر وہ اسے دل گردے کا مالک ہوگا کہ وہ سارے کا سارا راہ خدا میں لٹا دے بالفرض اگر ایسا ہو بھی جائے تو بیخبر خدا ارشاد فرماتے ہیں کہ میرے صحابہ کے مقابلہ کا قصور ہے ترک کر دو ۔ نہ انکی برابر کے ممکن نہ کوئی کر سکتا ہے نہ کسی کی مجال ۔ تمثیل سے سمجھایا کہ احد پہاڑ سنا انکی دو کلو اناج یا ایک کلو کو نسبت مجھے نہیں بنتے ایک طرف رب ذوالجلال کا ارشاد اور فرمائے بنویں ہے ۔ دوسری طرف مسرت لافتن مترجم مقبول دہرے کا اس آیت پر حاشیہ پڑھتے ہیں اور انکی گڑی زہنت کا اندازہ لگاتے دیکھتے ہیں ۔ تفسیر امام مسکوک کے میں کچھ وارد ہے ۔ اس کا خلاصہ یہ ہے کہ

غدير کے دن رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب صحابہ کرام امیر المؤمنین سے بیعت کرنے اور اسے بلفظ امیر المؤمنین سلام کرنے کا حکم دیا تو ابوبکر و عمر ہاجرین و انصار میں سے ترشح فرماتے کہ پاس گئے اور اسے اس بارہ میں بیعت و پذیر کر لی کہ جس وقت رسول اللہ کا انتقال ہو جائے تو علی المرتضیٰ سے امر خلافت جمیعینے لینے کی کوشش کرے اور جس حال سے ممکن ہو انہیں خلیفہ نہ ہونے دے۔

جو کہ اللہ تعالیٰ جانتا تھا کہ ان کے دل میں عداوت ہے اور سختی کو اس کے دے سے الگ کرنا چاہتے ہیں آیت کے

دیکھتے کس دیدہ دلیر سے اس محرم قرآن نے اب اللہ کے اس عبادت و مصروفیت کے ساتھ تمام
..... ایسوں کو کھانا کابدترین غیظ ترین کانفرنس کہیں

صاحب کرام پر تہمت لگانے ہے ۔
تو کہا مر سنے مانے لیتے ؟

آئینہ مضامین

اداریہ

انٹرویو

ضیاء الرحمن نازقی
کشمیریہ کا نائب الامام

صفحہ 3

5

45

سیرت و کردار

تاریکی چھٹتی ہے ڈاکٹر ابو نعیم معاویہ 12
حیدرآباد میراج حسن ضیاء الرحمن نازقی 70
امیر عنایت کے امت پر اسائنمنٹ ایم آئی صریفی 8
چلہ آمد محمد الیاس ہالاکوٹی 21
عظیم شخصیت کے عظیم کارنامے محمد یونس مجاہد 23
تجربہ سے تاریخ کو چھیننے بابائی محمد حیل خاں 28
یہ کون؟ محمد اعجاز 32
اجپہ عنایت دولان خان نواز چیلوئی شہید 31
محمد افضل بلوچ 31

دولان خان نواز شہید کی حق گوئی تاری عنایت آگن 34
بانی سپاہ صحابہ پاکستان
دولان خان نواز خان محمد شفقت 33
شہید ناموس صحابہ تاری سعید الرحمن
قاری اللہ دین 37

جماعتی کارگردگر

خانہ سپاہ صحابہ دولان ضیاء الرحمن نازقی قاری محمد علیہ قاسمی 39
کلادہ ہائے خانہ
تیسری سالانہ سیام مصطفیٰ کالج قاسمی سے
مولانا اعظم طارق کا خطاب راشد محمد نازقی 38

خطاب جہنوری

شکوہ جاپ شکر علیہ قاسمی 20

خبرنامہ

صفحہ

عدالد اشبال قاسمی شہید
کانفہ نسیم ایم قاسمی 40

بزم طلباء ابی معاویہ 43

وعلمکرم السلام ایم آئی صریفی 47

ہمارا آئندہ
تاری خلیل احمد 43
کلام منظوم جلیگنا نارا
طاہر چیلوئی 44

دیگر عنوانات

مضامین المبارک سلیم معاویہ 36

اداریہ

شیعہ جارحیت اور سنی قوم و حکمرانوں کے لئے لمحہ فکریہ

یوں تو شیعہ مذہب کی پوری تاریخ ابست پر ظلم و ستم سے بھری ہوئی ہے ابن سبکی تیشہ زنی سے لیکر ہلاکو اور چنگیزی کی ستم گری تک، تیمور لنگ کے قتل و قتل سے لیکر میر جنغز اور میر صادق کی جنگاری تک ہر جگہ آپ کو سبائیت و راقبیت کی تعدی اور تجارہ کا بازار گرم نظر آئے گا مبینی انتخاب کے بعد سے لیکر آج تک ایران کے مظلوم و مقنوز اہل سنت کے ساتھ جو کچھ ہو رہا ہے وہ کس سے پوشیدہ ہے کشمیر، بوسنیا، فلسطین اور لیبیا میں انسانی حقوق کی خلاف ورزیوں پر آواز اٹھانے والی تنظیمیں بھی ایرانی اہل سنت کی حالت زار کے باب میں تعصب اور جانبداری کا شکار ہو کر کین پشمر کی مسجد شریف فیض کا اندام ہو یا اصنامان کے سنی مراکز پر حملے ہوں ہر جگہ یہودیت کی کوکھ سے جنم لینے والا یہ فتنہ نامور سرگرم عمل نظر آئے گا۔ مولانا حق نواز بھنگوی کو شیعہ کرنے کے بعد اگرچہ شیعہ کا کفر بے نقاب ہوا جس تمام ہمارا گمان بھی نہ تھا وہاں بھی شیعہ کو ہر سرعام غیر مسلم قرار دیا جائے گا جوں جوں سپاہ صحابہ کا مشن پھیل رہا ہے بھنگوی شیعہ کی آواز گونج رہی ہے یونٹوں کے یونٹ اور مراکز کے مراکز قائم ہو رہے ہیں اسی طرح شیعہ کے دشمنوں کی ٹیمیں بھی تیز ہو گئی ہے ابن سبکی بقاء کی جنگ لڑنے کے لئے کھل کر میدان میں اتر آیا ہے، دلائل کی جنگ ہار کر جس طرح تاریخ عالم کا ہر باطل تشدد پر اترتا ہے بے مینہ شیعہ بھی کرلیوں بھوں، اور کاکا بھنگو سے لیں ہو کر کار زار میں چکا ہے۔

ڈیرہ اسماعیل خان کے نائب صدر حاجی محمد عارف کی شہادت

ڈیرہ کے بہت ہی سرگرم سماجی اور رابطہ افغان مجاہد، عرصہ دراز سے یہودی نسل سے نیرو آزما اور شہادت کی آرزو میں طویل عرصہ صرف کرنے والے مجاہد قاری محمد عارف بھی ۳ جنوری کو دہرے کے وقت ڈیرہ شہر سے اپنے گاؤں حاتی مہو آتے ہوئے اپنے ہی گاؤں کے دو شیعہ ریاض دھیرہ کی گولی کا نشانہ بن گئے۔ قاری محمد عارف کے دو لڑکے اور تین لڑکیاں ہیں راقم (ابو رحمان ضیاء الرحمن فاروقی) کو قاری صاحب کی شہادت کی خبر ملا تو میر ٹی۔ دفعہ دماغ چکر اٹھا گیتا جیہ میں شرکت کے لئے انتظامیہ نے خصوصی طور پر وائلڈ کھول دیا۔ اس طرح جب میں ڈیرہ پہنچا تو مجب منظر تھا قاری عارف ایسے سویا ہوا تھا جیسے وہ کل ہی مجھ سے مل کر آیا اور تھکان اٹار رہا ہو۔

قاری محمد عارف کی شہادت پر پورے صوبہ سرحد کے لئے ناقابل فراموش سانحہ ہے یہ بات خوش آئند ہے کہ بڑا طوم گرفتار ہو چکا ہے۔

مولانا محمد اسلم عابد صدر ضلع منڈی بہاؤ الدین کی شہادت

قاری محمد عارف کو قبر میں اتارے ابھی تین ہی روز گزرے تھے کہ سپاہ صحابہ کے بے باک اور مجاہد لیڈر مولانا اسلم عابد کو ۷ جنوری کو صبح اپنے گھر بیاباں سے سکول جاتے ہوئے شیعہ غنڈوں نے شہید کر ڈالا۔ قاری اسلم عابد انتہائی شریف النفس و درینہ رفیق، اعلیٰ کمالات والے عالم تھے ان کا شمار سپاہ صحابہ کے قابل فخر فرزندوں میں ہوتا تھا وہ پہلے گجرات کے صدر تھے اب منڈی بہاؤ الدین کی صدارت بھی ان کے پاس منتقلی رات کو راقم نے ان کے گاؤں میں پہنچ کر دیکھا تو شہید سردی اور بارش کے موسم میں ہزاروں نوجوان دھاڑیں مار کر دور رہے تھے ساڑھے گیارہ بجے نماز جنازہ ہوئی راقم سے پہلے مولانا نواز بلوچ صاحب صوبائی صدر نے ایف آئی آر اور پوسٹ مارٹم کا کام اپنی نگرانی میں کرایا جنازہ کے اجتماع میں راقم کو ہزاروں نوجوانوں نے مولانا حق نواز کے مشن کو تیز تر کر دینے کا کلمہ پڑھ کر حلف دیا۔ افریقہ کے دورے میں مذکورہ جنازوں نے کئی روز کی تاخیر کر دی تھی۔

عبید اللہ اور امانت علی کی شہادت

دو روزی بعد دس جنوری کو صبح سات بجے مسجد بابل بنبرہ زار سکیم میں شیعہ غنڈوں نے سفید کھولے سے ٹانگہ کر کے ایک کارکن امانت علی کو زنج کر ڈالا۔ نصف گمنام بعد میں کار دفاعی کالونی میں قاری یوسف کے گھر پہنچی دو غنڈوں نے نکاح پڑھانے کے بہانے دیکھ دی قاری کے بھائی عبید اللہ باہر نکلے قاری صاحب غمناک ہونے کے باوجود غیر محتاط ہو کر باہر نکلے ہی تھے کہ تانکوں نے برست مارا قاری صاحب کی ٹانگوں میں زخم آئے لیکن ان کے بھائی قربان ہو گئے۔ اس طرح دونو جوانوں کا خون لاہور کی زمین پر گہرہ گہرا اندر میں حالات جبکہ شیعہ جارحیت عروج پر پہنچ چکی ہے اور حکومت نے اسلمہ لہرانے پر پابندی عائد کر کے ہمیں نشتا کرنے میں کوئی کسر نہ چھوڑی ہے ملک بھر کی پوری سنی قوم سے سپاہ صحابہ اپیل کرتی ہے کہ اس وقت کے آنے سے پہلے جب

ہر جگہ ہر کوچہ شیعہ ائمہ کی لاشوں سے اٹ جائے ہر جگہ ہر جگہ ہی خون اور لہو تھوڑے ہی کو تھوڑے ہڑے ہوں غارت جنگی کالوں ہو، ان حالات کے آنے سے عمل ہی اس کا رد کیا جائے۔ سپاہ صحابہ کا شیعہ سے کوئی ذاتی جھڑا نہیں ہمارا موقف یہ ہے کہ صحابہ کرام کو کافر کہنے والا تحریف قرآن کا مقصد رکھنے والا کلمہ طیبہ کو تبدیل کرنے والا ریب کافر ہے۔ ہمارا یہ نقطہ نظر بالکل اور براہین سے مزین ہے لاشوں کے کرنے سے اس میں سزا و جزا نہیں آسکتا۔ لیکن شیعہ کو دلائل کا جواب دینی سے دینے سے روکنے کے لئے اہل سنت کے زعماء اور سحرانوں کو دلائل کرنی چاہئے ہم اپنا موقف فرقہ واریت کے خلاف کی سبکی سے ٹیکر اشارات کے فوراً ہوں ہر جگہ پیش کر رہے ہیں ہماری رائے ہے کہ ملک کو شیعہ سنی فسادات سے بچانے کے لئے تمام قبل اعتراض لڑنے کی سبکی کیا جائے معصومین کو کڑی سے کڑی سزائیں دی جائیں لاہور سمیت تمام مقامات کے دارے قاتلوں کو گرفتار کیا جائے۔ اگر ہماری گزارشات پر غور نہ کیا گیا تو یہ خود اعلیٰ انصاف اپنے شہداء کا انتقام لیں گے۔ ہر اس طوفان کو روکنا کسی کے بس میں نہ ہوگا۔ کارکنوں کو ہر صورت سے بچنے کے لئے عمل طور پر تیار رہنا چاہئے۔

حضرت پیر طریقت مولانا عبد العظیم شہید رائے پوری کا ہیمنہ قتل

حضرت شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ کے خلیفہ حضرت پیر عبد العظیمؒ کے صاحبزادے اور حضرت مولانا عبدالعزیز صاحب پک ڈالے کے بچھے حضرت مولانا پیر عبد العظیمؒ اور ان کے صاحبی شیخ امجد کو شیعہ غلاموں نے عداوتی کو کوئی مار کر شہید کر دیا گیا۔ حضرت پیر عبد العظیم شہید کی تعزیت اور حریت خاص طور پر رائے پوری علاقہ عام طور پر ملک کے جملہ سنی حضرات کے نزدیک انتہائی قبل احترام حق ان کا شمار اعلیٰ ترین صالح علماء میں ہوتا تھا وہ ایک اور صوفی بزرگ اور ہر جگہ شہید سے معقول تھے وہ اگرچہ سپاہ صحابہ کے نہ دیکھتے تھے نہ عہد یاد بلکہ صرف سپاہ صحابہ سے اخلاقی سرپرستی کا تعلق تھا وہ پیشہ سپاہ صحابہ کے مشن اور پروگرام سے بالکل علیحدہ تھا کرتے تھے ہر مسلمان کی طرح باہوس صحابہ کے جھنڈے کے مشن میں کسی سے بچنے نہ تھے۔ حضرت پیر عبد العظیمؒ اور ان کے صاحبی کی شہادت پر ملک بھر میں احتجاج کیا گیا۔

سپاہ صحابہ کو شکست سے کوئی توقع نہیں کہ وہ ایسے انصاف دے سکے جن ان کا انتقام لیکر رہیں گے ضلع ساہیوال کے ایس ایس پی جو کہ شیعہ بیعت سے متعلق رہتے ہیں اگر ان میں کسی کی شمولیت کی تصدیق ہوگی تو ہم ان سے بھی اس کا بدلہ لیں گے۔

مجاہدین کی کس کس عزم و ہمت کا ذکر کر سکتے قرابت میت و راس قرآن سے لے کر جہنم تک۔ قاری عزیز مرتضیٰ اور ہماری علامہ سید قاسم شہید جبر گئے جھنگ جہادہ آئے آملی وطن بالاکوٹ پہنچے اس طرح دارمترین میں غمناک اور محمد عظیم کو ہم شہداء و شہداء نورانی کرنا پڑا۔

سپاہ صحابہ اپنے تمام شہداء کی قربانی کو قرآن حسین پیش کرتے ہوئے یہ عہد کرتی ہے کہ ہم کسی قسم کی دہشت گردی سے مرعوب ہو کر اپنے مشن سے سزا و جزا لیں کریں گے۔

قائد سپاہ صحابہ کا خصوصی حکم

شیعہ جارحیت سے نمٹنے کے لئے ہر جگہ مکمل تیاری کریں

قائد سپاہ صحابہ مولانا سپاہی الرحمن قادری نے ملک بھر میں سپاہ صحابہ کے تمام کارکنوں کو حکم دیا کہ شیعہ غلاموں کی جارحیت اور قتل و مارت کی اطلاع کارروائی کے ہاتھ اپنے آپ کو قانونی سطح سے لیں کریں۔ ہر کارکن اپنی بیگم کو کاغذی طور پر ہتھیار دے دیں بھی دشمن حملہ آور ہو اسکو موقع پر ہی ہتھیار دے کر دیا جائے۔ سحرانوں اور انصاف سے کسی قسم کی توقع مت رکھیں۔ دشمن کی سرگرمیوں پر کڑی نظر رکھیں۔



ابو آبی صدیقی

خاندان سجاد صحابہ

مولانا ضیاء الرحمن فاروقی کی زندگی کا شاہکار

صفحہ 7

پر اتر آتا اور جارحیت کرتا یہ شیعہ کا مشن ہے اور اہل سنت کا مشن اس کو برداشت کرنا ہے دنیا کے اندر جتنی بھی نظریاتی تحریکیں ہیں انہوں نے قربانیاں دی ہیں جانیں دی ہیں۔ مثال سے بات سمجھنا، ہو کہ ۱۹۵۳ء میں پاکستان میں ختم نبوت کی تحریک چلی قادیانوں کے خلاف حالانکہ اس وقت قادیانوں کے پاس حکومت بھی نہیں تھی بلکہ ان کے سرپرست حکمران تھے تو اس کے باوجود دس ہزار آدمی شیعہ ہوا کہ کوئی کہہ سکتا ہے کہ عطاء اللہ شاہ بخاریؒ تم نے اتنے آدمی کیوں مروائے ختم نبوت کے لئے دین کے لئے آدمی کا شہید ہونا یہ تو حضورؐ کے دور سے ہوا ہے۔ حضرت ابوہریرہؓ کے دور میں کتنے شیعہ ہوئے حضورؐ کے دور میں کتنے شیعہ ہوئے۔ دین کے لئے شیعہ ہونے تو دین کے لئے شہادت یہ درجہ ہمارا ہے اب ہم اس درجہ پر چل رہے ہیں اگر ہم شاد حق نہ دیں ہم قادیانوں نے دین تو اس کا مطلب ہے کہ ہم شہادت ہے ہمارا کام صحیح نہیں جا رہا اگر ہم قادیانوں نے دین ہماری تو لڑی ان سے ملتی ہے۔ قادیانوں دین سے یا قتل و غارت ہونے سے نظریاتی تحریکیں ختم نہیں ہوا کرتیں۔ ختم ہوئی ہوئی تو ہو جاتی دس ہزار آدمی مرا تھا ختم نبوت کے لئے۔ آپ اور دیکھیں افغانستان کی دینی تحریک حتیٰ ان کے ملک میں مداخلت غیر ملکیوں نے کی کافروں نے کی اور اسلام کا تشخص مٹانے کی سازش کی لیکن اس کے مقابلہ میں پندرہ لاکھ آدمی شہید ہو گیا لیکن وہ

لوگوں سے ملتی ہے اور انہوں نے دینی شیعوں کے خلاف ہے اور شیعہ چودہ سو سال سے تو ہر دور کے علماء نے ان کے خلاف کام کیا مثلاً شیعہ کے خلاف فتویٰ دیئے مناعہ کے شیعہ کے جتنے بھی مسائل ہیں ان کا جواب دیا یہ دور تھا پہلا لیکن اب دور اور ہے اب شیعہ کو امت مسلمہ سے علیحدہ کرنے کا جو پروگرام ہے۔ یہ باقاعدہ طریقہ سے پہلی دفعہ شروع ہوا حالانکہ فتویٰ جات علماء کے ہیں۔ کہ جن لوگوں نے شیعہ کا مطالعہ کیا انہوں نے کہا یہ کافر ہیں۔ لیکن اس کفر کو منوایا نہیں گیا۔ لیکن کفر کو منوانا جیسائیوں اور یہودیوں کی طرح کہ یہ کافر ہیں یہ پہلی دفعہ ہوا اور یہ ہوا ایران کے اس انتخاب کی وجہ سے۔ تو جو فہمی کا انتخاب آیا اس نے زور دیا کہ ہم اسلام کے علمبردار ہیں اس کے جواب میں سپاہ صحابہ نے اس طرح دھواں ادا کیا۔ اور اس کے پاس حکومت تھی اقتدار تھا پیسہ تھا جس طرح سابقہ ادوار میں تمام باطل قوتوں سے لڑائی علماء نے کی اور باطل قوتیں پیشہ اسطو اور روپے پیسے سے لیس رہی ہیں اور علماء پیشہ فقیر اور درویش رہے ہیں تو بالکل اسی طرح آج بھی سپاہ صحابہ فقیر اور درویش کی طرح ان کے خلاف کام کر رہی ہے اور وہ قوت اور پیسہ سے لیس ہیں لیکن ہمیں یقین ہے کہ کالیباہی اللہ تعالیٰ ہمیں ضرور دیں گے۔ انشاء اللہ۔

دی بات جارحیت کی شیعہ کا جارحیت

سوال۔ کچھ عرصہ سے شیعت انتہائی دہشت گردی پر اتر آئی ہے۔ کارکن اپنے آپ کو ہر جگہ غیر محفوظ سمجھتے ہیں آپ نے اس سلسلہ میں قادیانوں اور کارکنان کی حفاظت کے لئے کیا سوچا ہے؟۔

جواب۔ سپاہ صحابہ ایک نظریاتی جماعت ہے اور دینی اور نظریاتی جماعتیں جو ہیں وہ پیشہ قربانیاں دیتی آئی ہیں۔ یہ تاریخ اسلام کی روشنی میں میں کہ رہا ہوں کہ دنیا کے اندر جتنی بھی مذہبی اور دینی جماعتیں آج تک قائم ہوئی ہیں۔ جس جماعت نے بھی نظریاتی طور سے کام کو آگے بڑھایا ہے۔ جو جماعت بھی نظریاتی طور سے کام شروع کرے گی۔ اس کو مشکلات کا سامنا ہو گا اگر وہ اپنے کام میں قلمب ہے۔ چودہ سو سال کی اسلامی تاریخ میں کوئی ایسی دینی جماعت اور گروہ ایسا نہیں آیا کہ جس نے دین کا کام اخلاص سے شروع کیا ہو اور اس کو پریشانی نہ ہوئی ہو آپ احمد کی تاریخ کو دیکھیں کہ امام ابوحنیفہؒ نے جیل کائی امام شافعیؒ نے کوڑے کھائے امام مالکؒ کا منہ کالا کر کے مدینہ کی گلیوں میں پھرایا گیا امام بخاریؒ کو دھکے دیکر شہر سے نکال دیا گیا تو یہ پرانی ایک بھڑی ہے اسلام کی اور اسی طرح جو بھی قتلے آئے قتلہ تآمار آیا تآمار کا قتلہ سب سے بڑا تھا فلاسفہ کا قتلہ تھا منتر کا قتلہ تھا جتنے بھی قتلے تھے ہر ایک کا مقابلہ اس دور کے علماء نے کیا تو میں سمجھتا ہوں اسی طرح سپاہ صحابہ کی جو تاریخ ہے اس کی لڑی بھی ان

مونت کامیاب ہو گئی۔ اسی طرح آپ دیکھیں ختم ہو اس لئے ان کے ساتھ بیٹھے بھی ہیں۔ چھٹینے نے چالیس سال سے جہاد شروع کر رکھا ہے اپنے حق کے لئے وہ نہیں مرنے تو ہماری ذرا بھل ہے کہ اس ملک میں تشدد اور جو خاص دین کی قربانی دے گا وہ کیسے ختم ہو۔ فساد گروہی ختم ہو اور سپاہ صحابہ کے جو بائے گا ستر ہزار آدمی شہید ہو گئے شہید کے قاتلوں میں مولانا اعظم طارق صاحب ہیں اور اندر لیکن وہ شہید کی جہاد نہیں ختم ہوئی۔ اسی طرح مولانا علی شیر حیدری ہیں یوسف مجاہد ان کا ہم نہیں ملتا۔ اسی طرح سپاہ صحابہ کے ۱۸۷ کارکن مولانا حق نواز سے آج تک بھی ۲۰ دسمبر ۱۹۹۳ء تک شہید ہوئے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ ساقی جو ہم سے جدا ہو رہے ہیں ہمیں تکلیف اور دکھ ہے۔ لیکن ٹھیکرانی طور پر اسلام کا جو مقابلہ ہوتا ہے وہ مرنے سے کبھی نہیں ڈرا کرتا اس بات سے اپنا مشن نہیں چھوڑتا کہ میری لاش ہو گی میں مر جاؤں گا۔ جب ہم سارے لوگ اس کے لئے تیار ہیں تو پھر ٹھیکرانی آدمی اس پر پریشان نہیں ہوتا۔ اور دیکھیں جارحیت شیعہ کا کام ہے۔ مہر کرتا اور دین کے مشن کو پیچھا یہ ہمارا کام ہے۔ ہم اس پر گامزن ہیں ہمارے اندر بڑی کوتاہیاں ہیں کمزوریاں ہیں غلطیاں ہمارے اندر لیکن اس کے باوجود ہم دین کے اس کام کو یک نیتی سے کر رہے ہیں اور اللہ تعالیٰ اس کے ذریعے ہماری لغزشوں کو بھی معاف کریں گے۔ میں پوری سپاہ صحابہ کی بات کر رہا ہوں۔ سپاہ صحابہ میں بڑی کوتاہیاں ہیں کمزوریاں ہیں سب باتیں ٹھیک ہیں لیکن اس کے باوجود یہ جو کار ہے صحابہ کے مشن کا اس میں سب لوگ تھکے ہیں۔ کام دین کا کر رہے ہیں ناموس صحابہ کا تحفظ اور غلبہ اسلام۔ میں اپنے تمام کارکنوں سے کہوں گا کہ سپاہ صحابہ کے تمام ساقی اپنے پاس حفاظتی اسلحہ رکھیں اور ہتھیار رکھیں اس لئے کہ حکومت نے اسلحہ لہرانے پر پابندی لگائی ہے اور ہم نے اس پابندی کو قبول کیا ہے اس لئے اسلحہ کو لہرانے نہیں لیکن حفاظت کے لئے اپنے پاس اسلحہ رکھنا چھپا کر رکھنا یہ ضروری ہے۔ ہم حکومت سے بھی مذاکرات کر رہے ہیں کہ پورے ملک سے تشدد کا راستہ ختم ہو اور شیعہ کو بھی اس بنیاد پر کہ اسن ہو۔ تشدد

پریشان نہیں ہونا چاہئے اس لئے کہ یہ اس کا آخری وقت ہے۔ سوال۔ مولانا حکومت نے سپاہ صحابہ کے کارکنوں کے قاتلوں کو گرفتار نہ کرنے کی قسم کھا رکھی ہے حکومت کی یہ پالیسی آپ کب تک برداشت کریں گے؟ جواب۔ اصل بات یہ ہے کہ حکومت بیٹھ ایسے ہی کرتی ہے۔ حکومت سپاہ صحابہ کی تو ہے نہیں سپاہ صحابہ کی حکومت ہو اور جس طرح ہماری مرضی ہو ایسے کریں گے۔ اب حکومت وعدہ کرتی رہتی ہے۔ اور سو میں سے ایک آدھ پورا بھی ہو جاتا ہے۔ مثلاً پنجاب حکومت نے ہمارے ساتھ جو وعدہ کیا تھا کہ ہم آپ کے مطالبات مانیں گے تو ہم عزم کی چھٹی انہوں نے کرائی۔ ہم نے کما کیم عزم کی چھٹی اس کا جو مطالبہ مانا گیا۔ یہ بت دیا ہے اس کے مقابلے میں سو مطالبے نہیں مانے ہم زور دے رہے ہیں کہ قاتلوں کو پکڑو۔ اور جماعت حکومت قاتلوں کو نہیں پکڑتی وہاں ری ایکشن ہوتا ہے جواب میں پھر میرے بس میں بھی بات نہیں رہتی میرے کئے بغیر مثلاً ہماؤنگر میں قاری سلطان احمد، گھڑا ہارون آباد میں شہید ہوا میں نے وہاں جا کر حکمرانوں سے کہا کہ اس کے قاتلوں کو پکڑو اس کا بدلہ لو انہوں نے نہیں پکڑا تو جواب میں ری ایکشن ہوا سچن آباد میں پانچ آدمی شہید مارے گئے۔ اب اچھا سمجھو تو یہ ی نہیں بنے کس نے مارے کیوں مارے اور کب مارے لیکن یہ تو ری ایکشن تو اگر ہماری بات کو تسلیم کرتے تو بھگڑا اور فساد ختم ہو سکتا ورنہ ری ایکشن ہوتا ہے اور ری ایکشن کا مطلب یہ نہیں ہوتا کہ جماعت نے کرایا خود بخود آدمی اٹھ جاتے ہیں اور بدلہ لینے لگ جاتے ہیں۔ تو حکومت کو چاہئے ہمارے تمام شداء کے قاتلوں کو پکڑے اگر نہیں پکڑیں گے تو ہم خود انتقام لینے کا حق محفوظ رکھتے ہیں اور یہ حکومت کے مفاد میں نہیں ہے ملک کے مفاد میں نہیں ہے تو حکمرانوں کو بار بار ہم کہتے ہیں زور دیکر کہتے

میر افانہ میرا محسن

مصر - عرب میں، عجم میں، برطانیہ میں ہر جگہ اس قائد قہاساری قوم کا رہبر قادیان بھر کا سنی اس کا رخصا کی کیسیں پٹنیں۔ مختلف زبانوں میں اس کا ترجمہ کار تھا ہر اختلاف بول کر ہر شخص اس کے پرچم کے بول۔ اس کی کٹ دار آواز نے کفر کے گھوڑوں نیچے گرا دیا کارواں پھیل رہا ہے۔ اس کی صدائیں میں شکاف ڈالا۔ اس کے نام پر چیلنے والا کٹر کئے دور افتادہ وادیوں میں بھی نغمہ زن ہیں اس کا خون میں رہ گیا۔ کہ تھا شخص نے کس طرح حکومتی راستہ بنا رہا ہے۔ ہر شر کا ہر ہستی کا ہر دل ہر دماغ کا ہاں اب سینکڑوں خون اس کے ساتھ شامل ہو گئے ہیں۔ سرفی شہیداں سے اب تازہ مک اٹھے کی۔

ایہاؤں کو لرزہ برانداز کیا۔ ۔۔۔ ایرانی کفر کے تار پود بکیرے ہر شے وہ کس طرح الیشائی مسلمانوں کو رخص کے کفر سے بھا کر لے گیا ہے اس نے اسی حالت سے زندانوں کے شب و روز ہیں مٹا لاہور میں ۳۶ آدمی ہمارے شہید مزار کر، طے کر دکھ افکار، کرب میں جتا ہو ہوئے تو ان کا کوئی قاتل ابھی تک نہیں پکڑا کر، مشکلات کا سمندر عبور کر کے، صحابہ کی کیا تو اب ایک دو آدمی پکڑے گئے تھانہ لوڑ گھٹاؤں سے گزر کر عواقب کے اندھروں سے نکل مال کے ہم رکبے والے پکڑے گئے تو انہیں کر سخت ہائے دار کو قریب سے دیکھ کر دامن فکر سے پرچھا جا سکتا ہے کہ باقی دھماکے بھی انہیں سمیٹا ہے۔ اسے آشکار کیا ہے اسے قلوب و اذان نے کئے۔

میں اتارا ہے سنی قوم کو نیت کے حقوق سے آشنا اسی طرح قادی مطیع الرحمن کے کیا ہے کفر اور اسلام میں تیز سکائی ہے یہ سب قاتلوں کا بھی سراغ لگ چکا ہے تو انشاء اللہ کچھ کر کے لے نہیں شہرت کے لئے نہیں۔ اپنی باقی بھی ہم سراغ لگائیں گے یہ بات ریکارڈ پر ناموس کے لئے نہیں دنیا بھر کے اہلسنت کو شہید کی آئی چاہئے کہ سپاہ صحابہ کا ایک بچہ جو شہید یلغار ہے (جو ایرانی حکومت کی صورت میں جلہو گر ہوا حکومت کے زہد اس کا قاتل پکڑا ہے۔ حقی) پچانے کے لئے تھا۔ اگر حکومت نہیں پکڑتی اور پتہ چل جاتا ہے وہ اس میں کس قدر غلط تماماف نیت تھا کہ قاتل غلاں ہے تو اس کو ٹھکانے لگا یہ

اس کا اندازہ اس کے جنازے سے لگایا جا سکتا ہے ہماری زہد داری ہے اور سپاہ صحابہ کی قیادت اس شہید کے خون کی سرفی سے کیا جا سکتا ہے کہ وہ کی زہد داری ہے۔ اس نے اپنے کانکوں کا تماخو شخص قاتل کوڑوں مسلمان اس پر انگبار ہیں بدلہ لیتا ہے۔ کارکن کی شہادت پر اس کا اس کی جدائی پر تالہ دل سے زخمی ہیں اب وہ تماخو انتقام لیتا۔ حکومت سے ہم انصاف مانگتے ہیں شخص نہیں لاکھوں کوڑوں کے لئے میر کارواں ایف آئی آر کڑوائے ہیں۔ دو چار مینے گزر تھے اس کا فکر محبوب رہا ہے اس کا نظریہ پھیلا ہے جاتے ہیں اگر حکومت نہیں کرتی تو ہمیں انتقام اس کی حرارت نے گری نص عطا کر دی ہے۔ لینا چاہئے اگر ہم انتقام نہیں لیتے تو یہ ہماری بلاخر ۲۲ فروری کو وہ ہم سے جدا ہوا تب وہ کزوری ہے۔

مولانا فیاض الرحمن فاروقی
معتز سرلا۔ لاغر جسم جرات و بہادری سے
معمور چہرہ حریت فکر کی حامل سوچ، جمل جسات
کی مجسم فکر عقلت کردار کی رمزائی، بے خوف
گونج سے چپکنے والی گویائی، فصاحت علم اور بلاغت
کی زیبائی، گلشن خیال کی نغمہ آرائی سے آراستہ
ایک شخص افق شرق سے سپیدہ سحر کی مانند نمودار
ہوا تھانہ مسن ساحل پنجاب سے چلا، دیار غیر میں
اترا، حصول علم کے لئے عبدالکیم، کبیر والا اور
ملکن کے مدرسہ ہائے فکر و فکر سے خط وافر لیکر
مصرفت و فضل کے غلت مرصع سے لیس ہو کر
جنگ کے گھناؤپ اندھیروں میں علوم امیہ کے
وہ چلائے لگا، اس کی زندگی کا جنازہ موسم دھر کے
تپشوں میں تابواری کے پھولے کھاتا، ششیر آتما
سورداں ہے ہم کلام ہوا۔ طوفانوں سے نبو آتما
ہوا۔ مہرہ شکست ایک طرف، استقلال،
و استقامت دوسری طرف، مصرفت و علم کی گونج
گرانیہ ایک جانب اور توکل سرمدی کا سرمایہ
دوسری جانب۔

رفزہ رنہ اس کی روشنی چیلنے لگی اس کے
انکار منکے گئے اس کے اقوال کے ش پاروں نے
شام جاں کو معطر کرنا شروع کر دیا۔ چارواک عالم
چوبک اغما، متوجہ ہوا اس کی جانب بڑھنے لگا۔ تما
فرض نے سحر طرازی سے قلوب عالم کو سحر
کر لیا۔ جہم در جہم، فوج در فوج اور مفلوس کا
اڑ دھام اس کے گرد جمع ہوئے۔ ماتباب کی روشنی
کی طرح آفتاب کی کرنوں کی مانند اس کی آواز ہر
مک میں پھیلی، ہر خط میں گونجی ہر تری میں پھیلی
ہر شہر میں اٹھی۔ ملکوں ملکوں، گلشن گلشن، صوبہ

امیرِ مہم کے اہم پر اہمات

ام آئی صدیقی
نیا کرم ﷺ کا ارشاد ہے کہ میری امت
میں ۵۵ فرستے ہوں گے جن میں سے ایک باقی ہوگا
باقی باری ہوں صحابہ کرامؓ نے عرض کیا کہ باقی
فرستے کی علامات کیا ہیں۔ فرمایا "ما انا علیہ
واصحابہ" یعنی جو اس راستہ پر چلے گا جس پر
میں اور میرے اصحابؓ چلے ہوں گے۔
شیطان انسان کا اولیٰ اور سب سے بڑا کھلا
دشمن ہے۔ وہ بیش انسانوں کو گمراہی میں مبتلا کرنا
آگیا ہے اس نے ظاہراً خوش نما عنوانات کے تحت
انسانوں کو شرک و بدعت میں مبتلا کیا ہے اس امت
میں جتنے بھی فرستے پیدا ہوئے وہ سب کے سب
ذہبی لبادہ اوڑھے ہوئے تھے ان کے ہاتھوں کو ان
کے پیروکار ذہنی رہنما تصور کر کے ان کی پیروی
کرتے تھے۔ اسلام سے قبل یسوع و صہابی تجوی
اور بت پرست قومیں نمایاں تھیں ان میں سے یسوع
اپنے آپ کو سب سے معزز تصور کرتے تھے۔ ظہور
اسلام کے بعد تمام سابقہ مذاہب مغلوب ہوتے چلے
گئے یسوعیت نے بھی اپنی بناء کے لئے بڑے ہاتھ
پاؤں مارے۔ مسلمانوں کے ساتھ متعدد جھگڑیں بھی
ہوئیں۔ آخر اسلام مکمل طور پر غالب آگیا۔ بنی
کچھ فطرتاً ہی یسوعیت اپنی بناء کے لئے سنے
منسوبے کے تحت اسلام میں متانت انداز میں
داخل ہو گئی اور امت مسلمہ کی قیادت کو ختم کرنے
اور امت مسلمہ میں باہمی انتشار اور افتراق کا
پروگرام بنایا۔ چنانچہ امت مسلمہ کو جو سب سے
پہلا عظیم سیاسی نقصان پہنچا وہ حضرت عمر فاروقؓ کی
شہادت تھی۔ جس میں یسوعیت بھی ملوث تھی۔
اس کے بعد حضرت عثمانؓ جو جوہر نام مزاج تھے کہ

دور خلافت میں یسوعیت نے عبد اللہ بن سبا کے
ذریعے اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کرتے ہوئے مکمل
کر سازشیں کرنی شروع کر دیں۔ چنانچہ اس کے
بعد شہادت حضرت عثمانؓ "جنگ جمل"، جنگ صفین
شہادت حضرت علیؓ "شہادت حضرت حسنؓ" واقعہ کربلا
میں امت مسلمہ کو پہنچنے والے نئے نئے عقائد ایجاد
کئے۔ اللہ تعالیٰ کی صفات اور قدرت کو حضرت علیؓ
اور دیگر ائمہ سے منسوب کر کے امت کو دبا دہا
شرک میں مبتلا کیا۔ اسی طرح مخصوص انداز کا مسلہ
امت وضع کر کے تمام ائمہ کو تمام انبیاء کرامؓ حتی
کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی افضل
قرار دیکر امت کو گمراہ کن افراط و تفریط میں مبتلا
کیا۔

یسوعیت نے مختلف نکات کو بنیاد بنا کر امت
مسلمہ میں بت سے فرستے تشکیل دیئے تاکہ جمعی
طور پر زیادہ سے زیادہ لوگوں کو گمراہ کیا جاسکے۔
شیعہ، غاربی، اسماعیلی، معتزلہ، اور اس کے علاوہ
امت کے ابتدائی دور میں متعدد فرستے وجود میں
آئے جن میں بت سے قوانین وجود قائم نہ رکھ
سکے۔ یا اس کی وجہ یہ بھی ہو سکتی ہے کہ مذکورہ بالا
فرق باطلہ میں سے چند ایک یسوعیت کی بھرپور محنت
کی وجہ سے جب امت میں اس کی جڑیں خاصی
مضبوط ہو گئیں تو دیگر کمزور فرق باطلہ پر یسوعیت نے
تقدار توجہ دینا چھوڑ دی۔ تاکہ چند ایک پر اور
خصوصاً شیعیت پر بھرپور توجہ دے سکے شیعیت
کو فروغ دینے کے لئے اس میں تفرق اور جد کے
ٹام پر عیاشی اور فحاشی پر مبنی عبادات شامل کر کے عام
لوگوں کے لئے اور خصوصاً گمراہ امراء اور وزراء کے
لئے پرکشش بنایا گیا تاکہ حکمران اس مذہب کو قبول

کرنے میں رغبت اختیار کریں۔ اس طرح شیعیت
نے غیر محسوس طریقہ سے یا قیادت پر قبضہ کر لیا یا
اتحاد اور سوخ ضرور حاصل کر لیا کہ وہ مسلم
حکمرانوں کو اپنی مرضی سے چلا سکے اور یہی شیعیت
کا مقصد تھا دراصل وہ سیاسی قوت ہی حاصل کرنا
چاہتے تھے۔ مذہبی عقائد اور مذہبی رسومات کو
انہوں نے منزل کے حصول کے ذریعہ کے طور پر
اپنایا ہوا ہے برعکس یہ حقیقت ہے کہ شیعیت ایک
مضبوط سیاسی قوت بن چکی ہے اور اس کی ذمہ
داری کم و بیش چودہ صدیوں کے علماء کرام پر عائد
ہوتی ہے جنہوں نے اس بارے کی اصل شکل سامنے
آجائے کے بعد ابتداء ہی سے ختم کرنے کی تحریک
انداز میں کماحقہ محنت اور کوشش نہیں کی۔ اگرچہ
بعض اکابرین نے اس ضد کی سرکوبی کے لئے کچھ
توجہ دی۔ اس فرقہ باطلہ کی انقلابی پوزیشن بھی واضح
کی۔ علامہ شاہی نقوی، عالمگیری کے منتقدین کرام
حضرت سید عبدالقادر جیلانی، حضرت شیخ احمد رستوی
مجدد الف ثانی، حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی، حضرت
شاہ عبدالعزیز دہلوی، قطب المآل قطاب مولانا
رشید احمد گنگوہی، حضرت مولانا عبدالکفر کھٹوٹی
حضرت مولانا امجد رضا خان بریلوی، حضرت مولانا
دوست محمد قریشی، حضرت مولانا سید نور الحسن شاہ
سابقہ بخاری، استاذ العلماء حضرت مولانا عبدالستار
تونسوی مدظلہ العالی علامہ احسان الہی خلیفہ اور کچھ
دیگر علماء نے شیعیت کا کفر واضح طور پر بیان کیا لیکن
شیعیت کی امت مسلمہ سے جداگانہ حیثیت دینے
جاننے کے لئے عوامی اور سیاسی سطح پر کوئی تحریک
نہیں چلائی۔ اس کی مثالیں مجھے کہ "الف" اور
"ب" دو افراط میں کسی معاملہ میں باہمی بھڑکا

ایک طویل اور بنیادی ہوم ورک کرنا ضروری تھا چنانچہ امیر عزیمت نے مندرجہ ذیل عملی اقدامات اختیار فرما کر امت مسلمہ پر عظیم احسانات کئے۔ (۱)..... مولانا حق نواز شہید سے قبل ہمارے علماء کرام شیعت کے ساتھ جنگ میں دفائی پوزیشن اختیار کئے ہوئے تھے شیعت صحابہ کرامؓ کی اکثریت کو عموماً اور حضرات ابوبکر صدیقؓ عمر فاروقؓ عثمانؓ فہمیؓ امیر معاویہؓ کو خصوصاً آج تک اپنے لہجہ کے حوالے سے کافر قرار دیتے رہے ہیں۔

ہمارے علماء کرام خانائے راشدین اور دیگر صحابہ کرامؓ کے ایمان کا دفاع کرتے رہے ہیں اور صحابہ کرام کو اپنی درجہ کے اور مثالی صاحب ایمان ثابت کرتے رہے ہیں امیر عزیمت مولانا حق نواز شہید نے دلائل کے میدان میں پہلی مرتبہ دفائی حکمت عملی کی بجائے آگے بڑھ کر حملہ آور ہوئے اس کی پالیسی اختیار کی۔ اور شیعت کو پہنچ کیا کہ وہ اہلوس کو انبیاء کرام سے افضل سمجھتے۔ تحریف لے جائے مغرت کرتے تھے جو شرعاً منع ہے امیر قرآن کے قائل ہوئے اور صحابیت ابوبکر صدیقؓ کا عزیمت نے ان مسائل پر بحث فرما کر مسلمانوں کو انکار کرنے جیسے عقائد کی بناء پر اپنا ایمان ثابت ان عظیم نقصانات سے بچا کر امت مسلمہ پر بہت بڑا احسان کیا۔

امیر عزیمت کا یہ پہنچ آج تک شیعت کے (۳)..... شیعت کو مسلمان سمجھنے کی وجہ سے مسلمان لے مسئلہ بنا ہوا ہے وہ مذکورہ بالا عقائد کو ترک نہ کرے ایک بہت بڑے معاشرتی فتنہ میں مبتلا ہے وہ یہ کہ کرنے کی بناء پر اپنا ایمان ثابت کرنے سے عاجز ہیں مسلمان والدین اپنے بچوں کا نکاح شیعوں سے کر دیتے اس طرح امیر عزیمت کا امت مسلمہ پر یہ عظیم تھے جو کہ سرے سے قائم ہی نہیں ہوا تھا کیونکہ احسان ہے کہ اس نے مسلمانوں کو دفائی مسلم کا نکاح غیر مسلم سے نہیں ہو سکتا۔ ظاہراً نکاح (DEFENSIVE) پوزیشن سے نکال کر شیعت کو جو جانے کی وجہ سے وہ ساری زندگی ازدواجی دفائی پوزیشن اختیار کرنے پر مجبور کر دیا۔ تعلقات قائم رکھتے تھے لیکن شرعاً نکاح قائم نہ (۴)..... امیر عزیمت سے قبل کیونکہ اس بات کا ہونے کی وجہ سے وہ غیر شعوری طور پر زنا کرتے عموماً اور عوامی تذکرہ موجود نہ تھا کہ شیعہ مسلمان رہتے تھے اسی طرح جو اولاد ہوتی تھی وہ بھی دلالتاً نہیں ہے اس لئے مسلمان شیعوں کو مسلمان سمجھتے ہوتی تھی ظلم ہے کہ اس گناہ عظیم سے بچنے کی وجہ سے ان سے عبادت اور معاشرتی معاملات کو شش اس لئے نہیں ہوتی تھی کہ اس کے اس میں اشتراک کرتے تھے۔ درجہ سنگین گناہ ہونے کا لوگوں کو علم ہی نہیں تھا۔

امیر عزیمت مولانا حق نواز شہید کو اس معاملہ میں اتنا گہرا اور تڑپ تھی کہ ایسی تمام رشتہ داریوں پر انہوں نے شدید احتجاج کیا۔ لوگوں کی منت خوشامد کی۔ ذاتی طور پر لوگوں سے ملاقاتیں کر کے ایسے رشتے کرنے سے باز رکھا اور میرے علم میں

ہو جائے۔ معاملہ قاضی کو یا کسی دور حاضر کی سال عدالت میں پہنچے۔ جہاں سے ان کو حق نواز کو نامب اور جابر قرار دے دیا جائے اور حکم دیا جائے کہ ب نے جو ان کا حق نصب کیا ہوا ہے وہ ان کو لوٹا دیا جائے اس فیصلہ یا فتویٰ کے باوجود اپنے جابرانہ عزائم کی بناء پر ان کو اس کا حق نہ لوٹائے اور ان کا قاضی عدالت یا مفتی کے اس فیصلہ کو جیب میں ڈال کر صرف اس بات پر اکتفاء کر لے کہ "ب" کو نامب اور جابر قرار دیا گیا ہے۔ تاہم صرف اتنی بات سے "ب" کو عملی طور پر کیا نقصان ہوا اور ان کو عملی طور پر کیا ناکہ پہنچا۔ ان دوبارہ اسی عدالت یا مفتی کے پاس جائے اور کے کہ اسے عملی طور پر حق دلایا جائے تو عدالت یا مفتی یہ کہہ کر اس کو واپس بھیج دے کہ اس کا کام صرف حق دہاں کی نشان دہی کرنا تھا اس فیصلہ پر عمل درآمد کرانے کے لئے محکمہ پولیس کی خدمات حاصل کرو۔ جس کے پاس قوت ہے اس طرح اگر ان اس قوت کو اپنے حق میں استعمال کرے گا تو اس سے اپنا حق حاصل کر لے گا ورنہ صرف "ب" کی جابریت کا فتویٰ جس میں ڈال کر پھرتا رہے گا۔

شیعت کے معاملہ میں بھی ہمارے اکابرین اور علماء کرام نے فتویٰ کی حد تک ان کا کفر تو بیان کیا لیکن اس کفر کو امت مسلمہ سے الگ حیثیت دلوانے کے لئے وہ قوت حاصل نہ کی۔ جس سے اس فتویٰ پر عمل درآمد کیا جانا اور شیعت کو آئینی اور قانونی حیثیت سے کفر تصور کیا جاتا۔ اس طرح شیعت کو بھی مسلمانوں کے تمام حقوق و مراعات حاصل رہے۔ بلکہ اکثر کلیدی عہدوں پر شیعت قابض رہی اور جب تک ان کو آئینی طور پر غیر مسلم قرار نہیں دیا جائے گا اس وقت تک وہ اسی طرح کلیدی عہدوں پر چھائے رہیں گے۔

میری معلومات کے مطابق امیر عزیمت حضرت مولانا حق نواز شہید نے پہلی مرتبہ شیعت کے مسئلہ کے ہاتھوں سے سیاسی قوت نہیں چھینی جائے گی۔ اس وقت تک اس فتنہ کی سرکوبی نہیں کی جا سکے گی۔ لیکن شیعت کے ہاتھوں سے سیاسی قوت چھیننا آسان نہیں تھا اس کے لئے پہلے

جب تک شیعت کے ہاتھوں سے سیاسی قوت نہیں چھینی جائے گی۔ اس وقت تک اس کفر کی سرکوبی ناممکن رہے گی۔

ایسے لوگ بھی ہیں جنہوں نے مسئلہ سے واقفیت کے بعد اپنا شیعہ عقائد یا شیعہ پوری کو شیعہ سے بے نقاب کر کر از سر نو نکاح کیا یا تنہا نہ ہونے کی صورت میں بیوہ کے لئے قطع قلعہ کر لیا اور اپنے آپ کو زمانہ گیمہ کیمرو سے محفوظ کر لیا۔

(۳)۔ امیر عزیمت نے اس بات پر بھی محنت فرمائی۔ کہ کسی شیعہ دو گنہار سے کوئی سودا نہ خرید جائے۔ بعض افراد کو یہ بات پڑی عجیب لگے گی کہ کسی مسلم معاشرہ میں غیر مسلموں کو زندہ رہنے اور کاروبار کرنے کی عمل آزادی ہے پھر امیر عزیمت نے شیعوں سے سودا خریدنے سے منع کیوں فرمایا۔

اس کی وجہ امیر عزیمت یہ فرمایا کرتے تھے۔ کہ جو غیر مسلم اپنے آپ کو غیر مسلم تسلیم کرنا ہو، اس کے حقوق کا تحفظ کرنا مسلم معاشرہ کی ذمہ داری نہیں ہے دوسرے یہ کہ شیعہ دو گنہار سے جو خرید و فروخت کی جائے گی اس سے جو اس کو منافع حاصل ہوگا اس میں سے واخر حصہ وہ باطل عطا کر و نظریات جو کہ صحابہ کرام کے خلاف تبرا بازی پر مشتمل ہیں کہ اشاعت اور اہل سنت علماء و عوام کو قتل کرنے کے لئے اسلحہ کی خریداری پر خرچ کرے گا۔ ان وجوہات کی بناء پر امیر عزیمت نے شیعہ دو گنہاروں سے خرید و فروخت خصوصاً خریدنے سے منع فرمایا اور الحمد للہ بہت سے لوگوں نے اس پر عمل کر کے صحابہ کرام کے خلاف تبرا بازی اور اہل سنت و علماء عوام کے قتل میں بلا واسطہ طور پر معاون بننے سے اپنے آپ کو محفوظ کر لیا۔ نیز اس عمل سے شیعہ کو معاشی نقصان بھی پہنچا۔

(۵)۔ بہت سے کم عقل اہل سنت شیعوں کی مجالس میں ثواب سمجھ کر شامل ہوتے تھے شیعوں کی نفی محفلوں میں اکثر بیٹھے تھے اہل بیت کے منابت کی بنیاد پر ببولے بھالے اہل سنت نے جو انوں کو آہستہ آہستہ شیعہ کی طرف پوری طرح مائل کر لینے تھے وہ ہر طرح کی تحریص و ترغیب کے اختیار استعمال کر کے اپنے جال میں پھنسا لیتے تھے جیسے ذہر کی مٹی کی گولی پر مٹا لگا دیا جاتا ہے کوئی سن میں والے سے مٹی گنتی ہے لیکن تھوڑی دیر بعد ذہر اپنا کام دکھاتا ہے امیر عزیمت نے اہل سنت و جہاںوں پر

خصوصی محنت کر کے ان کو شیعوں کی مجالس میں شمولیت کے قصاصات سے آگاہ کیا اور ان کو ان مجالس کے قصاصات سے آگاہ کیا اور ان کو ان مجالس میں شمولیت سے باز رکھنے میں کامیاب ہوئے اس کا مقابلہ کیا۔ ۱۹۸۸ء کے الٹیشن میں بھی بریلی امیر عزیمت نے حرم الخرام کے مروج پر جنگ میں ملتان تین روزہ شدائے اسلام کانفرنس کا حزیہ امیر عزیمت جنگوی شیعہ کے مقدس مشن کے انجام فرمایا تاکہ اہل سنت عوام اپنے علماء سے شیعہ اسلام کا تذکرہ و فلسفہ شہادت سننے میں بعد یہ جذبہ برکت چاہا اور اختلافات کے قائل مصروف رہیں اور شیعوں کی مجالس اور باقی جلسوں میں شرکت نہ کر سکیں اس طرح شیعہ اور اہل سنت کے عدم اعتقاد کی وجہ سے شیعہ مٹی ترا جا رہا تھا حضرت جنگوی شیعہ کے جانشین فسادات کا ارتکاب بھی کم ہوتا چلا گیا۔ اہل سنت حضرت مولانا امیر اتھالی کا تینوں طبقات نے بہت گہرائی کے گڑے میں گرنے سے بھی بچ گئے۔ ہی زیادہ تعداد کیا اور شیعوں اور شیعہ ایکٹوں کو اور ان کے اپنے عقائد میں بھی پچھلی آتی چلی گئی۔ اہل سنت کا یہ عقیم اتحاد قطعاً کارور نہ تھا چنانچہ (۶)۔ اہل سنت کے تین بڑے عناصر دیندہ، مورخ دہ بخوری ۱۹۹۱ء کو شیعہ ایکٹ شامہ اقبال بریلی اور اہل حدیث میں چند فردی مسائل میں اور اس کے خاندان اور دیگر فرقوں نے جس میں اختلافات ہیں جن کی بناء پر کبھی کبھی بعض غیر مذہب دار شیعہ خود بھی شامل تھے جرنیل سپاہ صحابہ حضرت اور غیر شیعہ حضرات کی وجہ سے اختلافات میں مولانا امیر اتھالی ایم این اے جو اہل سنت کے دلوں شدت پیدا ہو جاتی ہے ان اختلافات کو بھلا کر ان کی وجوہات بن چکے تھے کہ انتہائی ظالمانہ طریقہ سے تینوں عناصر کو متحد کرنے کے لئے کسی ایسی بنیاد کی قتل کر دیا گیا لیکن ان شہداء حضرت جنگوی شیعہ ضرورت تھی جو ان عناصر کو یکجہ کی لڑی میں کے اس مقدس مشن کی برکت سے اہل سنت عوام پر دیکھتے۔ ختم نبوت کے مسئلہ پر ان تینوں میں کوئی کے تینوں طبقات میں اور زیادہ محبت و تعاون بڑے اختلاف نہیں ہے اس لئے تحریک ختم نبوت میں یہ گاہ جس کے واضح شاہد حضرت قاضی شیعہ کی تینوں طبقات باہمی اتحاد مشاورت و تعاون کے ساتھ شہادت کے بعد نظر آنے لگے ہیں۔

کام کرتے رہے۔ پاکستان کے آئین میں مرزائیوں (۷)۔ شیعہ کا صحابہ کرام کے خلاف اتنا زیادہ اور کو کافر قرار دیئے جانے کے بعد مسئلہ ختم نبوت میں زہریلا پر ایکٹو ہے کہ بہت سے اہل سنت عوام وہ شدت نہ رہی اس لئے باہمی رابطہ میں کی پیدا بھی خصوصاً حضرت امیر معاویہ کے متعلق بدگمانیاں ہونے لگی۔ صحابہ کرام اور اہل سنت المؤمنین تینوں اور غلط جذبات رکھتے تھے۔ ہائیں رجب کو کوئٹہ میں طبقات کا مشترکہ سرپا یہ ہیں اور ان کے خلاف کے نام سے رسم میں اہل سنت بھی جلتا تھے امیر شیعوں کی طرف سے تحریری و تقریری تبرا بازی عام عزیمت نے معاویہ کی شان میں اور ان کے مناقب ہے جس میں ایرانی فتنی انقلاب کے بعد شدت پیدا و فضاہل اور ان کے متعلق نبی کریم ﷺ کی ہو گئی ہے چنانچہ امیر عزیمت حضرت مولانا قنواز و عاکین بڑے دھل انداز میں بیان فرما کر اہل سنت شیعہ نے اہل سنت کے ان تینوں طبقات کے عوام کے دلوں سے ان کی شان میں مشکلات اکایں سے ملاقاتیں کر کے شیعہ لڑ پڑ اور جارحیت اور اعتراضات دور فرما کر صحابہ دشمنی جیسے قبیح فعل تحریب کاری کی طرف توجہ دلائی جس پر تینوں سے محفوظ فرمایا۔ امیر عزیمت نے کوئٹہ کی دم طبقات کے علماء کرام نے وفد فرمایا۔ امیر عزیمت کی حقیقت سے روشناس فرماتے ہوئے انکشاف کے اس جدوجہد کا اثر بریلی اور اہل حدیث عوام فرمایا کہ ۲۲ رجب کو نہ تو حضرت امام جعفر صادق کا

اور اسلام کی دولت سے کبھی طور پر مستفیض ہوتے وہ شیعہ سے تائب ہو کر مذہب اہل سنت اختیار کر لیں چنانچہ اللہ کا احسان ہے کہ امیر عزیمت کی (۹)..... آخر میں امیر عزیمت کے ایسے احسان کا ذکر کرتا ہوں جو امیر عزیمت نے شیعوں پر کیا ہے بہت پرست مارم سے بہت سے شیعہ ہدایت پر آگئے سے شیعوں کو اپنے مذہب شیعہ کے واقفیت کی بناء پر معلوم نہیں تھا کہ ان کے اکثر مجتہدین نے موجودہ قرآن کا انکار کیا ہے اور اسے حرف لکھا ہے ان کو ان کے ذاکروں نے چند ایک مخصوص اور غیر مستند کتابیں سنا رکھی تھیں جو قرآن وحدیث سے کٹا رہی ہیں امیر عزیمت کے ذریعہ شیعہ کو شیعہ مذہب کی صحیح تصویر نظر آئی جو امیر عزیمت نے شیعہ لڑیچک کے ذریعہ دکھائی۔ شیعہ یہ سمجھتے تھے کہ حضرت ابوبکرؓ عمرؓ عثمانؓ اور حضرت علیؓ کے درمیان صرف خلافت کا جھگڑا تھا مذکورہ کا جھگڑا حقایق کی وجہ سے شیعہ حضرات ابوبکرؓ عمرؓ معاویہؓ کو اچھا نہ سمجھتے تھے لیکن وہ ان کو کافر بھی نہ سمجھتے تھے۔ امیر عزیمت نے شیعہ لڑیچک سے ان کو بتایا اور ان کے مجتہدین نے ملاحظہ کیا کہ ان کے امام مثنیٰ نے ان مقدس ہستیوں کو کافر اور جنمی لکھا ہے بلکہ سوائے چار پانچ کے تمام صحابہ کرامؓ کو مرتد لکھا ہے اماموں کو انبیاء سے افضل لکھا ہے چنانچہ صاحب فہم شیعہ حضرات کو اپنے مذہب کے کفریہ عقائد کا سامنا کرنا پڑا جو کہ وہ تسلیم کرنے کے لئے تیار نہ تھے اب ان کے سامنے تین صورتیں تھیں ایک تو یہ کہ وہ بھی ان کو یہ عقائد کو تسلیم کرتے ہوئے اپنے آپ پر مرگوائیں۔ دوسری یہ کہ خود کفریہ عقائد سے انکار کر دیں لیکن شیعہ مذہبی اعتبار سے رکھیں اور اپنے ان مجتہدین جن کے یہ کفریہ عقائد ہیں کو حسب سابق احرام کی نظر سے دیکھتے رہیں اور ان کے لڑیچک کو اپنے مذہب کا بنیادی لڑیچک سمجھتے رہیں اس صورت میں یہ مشکل پیش آئی کہ مذکورہ مجتہدین کے ان عقائد کی بناء پر جو ان پر لازم آتا ہے اور وہ کافر قرار پاتے ہیں اس کے بعد ان کو کافر نہ سمجھنے والا اور ان کا اقرار کرنے والا خود کفر سے نہیں بچتا۔ جیسے لاہور مرزائی غلام احمد قادیانی کو نبیؐ نہ ماننے کے باوجود محض اس کو کافر کہتے اور اس کو مسلح اور مجرمانہ کی بناء پر کافر قرار پائے چنانچہ یہ صورت قابل عمل نہ تھی تیسری صورت یہ تھی کہ

یوم ولادت ہے اور نہ ان کا یوم وفات۔ اس لئے کوئٹہ کی رسم ۲۴ رجب منائی جاتی ہے اور رات کے اندر جسے میں گھروں میں چھپا کر طوطہ اور مٹھائی تقسیم کی جاتی ہے دراصل حضرت امیر معاویہؓ کی وفات پر ۲۴ رجب کو ہے کی خوشی میں شیعہ نے دور نبی امیہ میں نبی امیہ کے ذریعے سے پھپھ کر گھر میں بٹھا کر صبح منہ اندر حضرت مٹھائی تقسیم کی تھی اسی نسبت سے اسی طریقہ سے ہر سال ۲۴ رجب کو مٹھائی طوطہ تقسیم کیا جاتا ہے اور اہل سنت کے ذریعے سے اور بھولے بھالے اہل سنت عوام کو دھوکہ دینے کے لئے اس رسم کو امام جعفر صادقؓ سے منسوب کر دی گیا ہے تاکہ اہل سنت بھی معاویہؓ کی دشمنی میں غیر محسوس طریقہ سے ان کے ساتھ شامل ہو جائیں۔ امیر عزیمت کی محنت سے مجھے اللہ اہل سنت نے نہ صرف کوئٹہ کی رسم ترک کر دی بلکہ اب وہ کوئٹہ کا طوطہ کھانے سے بھی انکار کر دیتے ہیں یہ بہت افسوس کی بات تھی کہ اہل سنت کھلوانے والے بھی صحابہ دشمنی میں مبتلا تھے جس سے اللہ تعالیٰ نے امیر عزیمت کے ذریعہ نجات عطا فرمادی۔

(۸)..... جو لوگ دیگر مذہب سے توبہ کر کے اسلام میں داخل ہوتے تھے ان کے سامنے عرف عام میں اسلام کے کئی ایک فرقے سامنے ہوتے تھے۔ مثلاً وہ بندی، بریلی، اہلحدیث، اسی طرح وہ شیعہ کو بھی اسلامی فرقہ سمجھتے تھے اور ان کو نو مسلموں کو اسلام میں داخل کرنے کی جو گروہ بھی سمائی کرنا تھا عام طور پر وہ نو مسلم وہی مسلک اختیار کر لیتا تھا وہ بندی، بریلی، اور اہلحدیث مسلک میں کوئی بنیادی اختلافات نہیں ہیں لیکن شیعہ کا اپنے بنیادی اور باطل نظریات کی بناء پر اسلام سے کوئی تعلق نہیں ہے اس طرح جو نو مسلم دیگر ادیان باطلہ سے تائب ہو کر اسلام میں داخل ہوتے تھے لیکن شیعت اختیار کر لیتے تھے تو وہ پھر بھی غیر مسلم ہی رہتے تھے اور یہ بہت بڑا ایلا تھا چنانچہ امیر عزیمت کی شیعت کے کٹر بددل نظریہ کی کمیٹی پر پورے عالم میں پہنچ جانے کی وجہ سے ایسے نو مسلم افراد اسلام میں داخل ہوتے وقت اب شیعت کو اختیار نہیں کرتے

امت کے ہر فرد پر لازم ہے کہ ان عظیم احکامات کے پیش نظر امیر عزیمت کے مشن کی تحلیل کے لئے کاربند ہو جائے اور ہر طرح کی مالی و جانی قربانی کے لئے ہر وقت تیار رہے بچے بچے باہمی اختلافات کو بھی ختم کر دیا جائے اور امیر عزیمت کی جماعت سپاہ صحابہ کے پیچھے سے حکومت پر دباؤ ڈالا جائے کہ وہ آئین میں ترمیم کر کے حکومت کو سنی قرار دے شیعہ کو غیر مسلم اقلیت قرار دے۔ صحابہ کرامؓ کی توبہ کے مرکب کو سرائے موت دے۔ ان کی تعداد کے مطابق ان کو ملازمتوں میں حصہ دے۔ کلیدی عہدوں کے لئے شیعوں پر پابندی لگائی جائے۔ صحابہ کرام کے خلاف تحریک بازی پر مشتمل ہر قسم کا لڑیچک ضبط کر کے ان کے مستغنیں کے خلاف قانونی کارروائی کی جائے۔ تمام ناجی جلوس بند کئے جائیں اور غلامانہ راشدین کے ایام سرکاری طور پر منائے جائیں۔

زورۃ صرقات سینہ
گلشن جھنگوی
جامعہ محمودیہ
گرچہ روڈ جھنگ صہ
اکاؤنٹنمبر 426 حبیب بینک
شعبہ روڈ جھنگ صہ
طہارک فخر 350
اساتہ 15 سالانہ انتخابات 89
دائلہ 8 شوال 1440 شوال تک

دی تھا جو بیچے میں نے لکھا ہے۔ قرعہ معادیہ مسلمان کو تیار کروایا۔ جس نے صحرائے افریقہ بھائی! اب اس صورت کو کیا نام دیا جائے اس اسلامی سلطنت میں شامل کیا جس نے پہلی کہ جلاء قوم نے سید الکونین کے گرامی نامہ بار سسلی پر لنگر کشی کی۔ جس کے زمین دور کو پھاڑنے والے ملعون و طغیبت ایرانی پاری میں اہل اسلام نہر یون کو عبور کرتے ہوئے کسریٰ "پرویز" لعنت اللہ علیہ کے سراسر کفر بخارا تک پہنچ گئے۔ جس نے سرحد جیسے وارث اور ملعون نام پر اپنے بچوں کا نام "پرویز" تک تو رکھنا گوارا کر لیا لیکن خال المؤمنین سیدنا مرشدنا امام معادیہ کو صحابی بھی جہنمزا کر لیا۔ وہ کلمات جہاں اسلام کے خلاف امام کاتب وحی بھی تسلیم کیا اور پھر بھی اپنے بچوں کا نام معادیہ نہ رکھا۔ آپ نے اکثر علماء میں وہ مجاہدین کے گھوڑوں کے اسطبل بنے خطباء و ائمین، صوفیاء، اہل بیت اور نہ جانے کیا ہوتے تھے۔ معبود کو مسجد میں بدلا، کربا کیا التاباۃ والے علماء کو سیدنا امام معادیہ کو کھڑوں میں قال اللہ وقال الرسول اللہ کی صحابی برلا کھتے ہوئے بنا ہو گا۔ لیکن ان کے صدائے دلنواز گونجیں۔ وہ محسن امت سیدنا بچوں میں کسی کا نام معادیہ نہ بنا ہو گا۔ امام معادیہ جو ساڑھے اسی سال تک الامامشاہ اللہ۔ دیکھو بھائی قرعہ معادیہ ایک ہے مسلمانوں کا خلیفہ راشد رہا جس میں میں برس معادیہ نام ویسے نہ رکھنا اور ایک ہے خوف، گورنری کی اور ساڑھے اسی سال تک لامنت، ذر رسوائی سے نام نہ رکھنا اس میں خلافت کی۔ جس نے شام میں بیٹہ کر آدھا زمین آسمان سے نزادہ فرق ہے۔ اول الذکر یورپ مسلمان کیا۔ آدھا افریقہ فتح کیا۔ وہ مدبر لوگ شاید گرفت سے بچ جائیں لیکن رہ محمد اعظم امام معادیہ جس نے طرابلس کے کنکریستان کی قسم! جو سیدنا امام معادیہ کا نام کسی خوف یا بے عزتی سے نہ رکھتے ہوں۔ ان کا گرفت سے بچنا مشکل ہی نہیں نامکن ہے۔ غضب خدا کا کہ مسلمان صحابی کا نام رکھتے ہوئے کھڑے۔ اور مسلمان کھڑے۔ کاش اس لئے آپ میرے پاس ہوتے تو میں آپ تک جذبات منتقل کر سکتا۔ الفاظ میں کہاں وہ طاقت کہ اندر کے لادے کو مستیال کیں۔ ایمان کے منہ زور سیلاب کو منتقل کر سکیں۔ وہ امام معادیہ جس نے روم کا شر قیاریہ فتح کیا۔ قسطنطنیہ فتح کیا۔ جزیرہ قبرص پر اسلامی علم لرایا۔ سائنس کے جزیرے کو پہلی دفعہ اسلامی تاریخ میں اسلامی بحری بیڑہ سے روندنا۔ جو بیڑہ روم کو عبور کرتے ہوئے قسطنطنیہ تک پہنچ گیا۔ افریقہ اور ملایہ کو زیر کیا۔ غزوہ ذی شیب کی قیادت کی۔ غزوہ ہجستان میں قائم بنا۔ سندھ کے صحرائوں کو اسلامی گھوڑوں کی ٹاپوں سے روندنا۔ کابل میں اذانیں دوائیں۔ جس نے ہندوستان کے مقام قذابل تک

جو خود صحابی جن کا والد صحابی جن کا بھائی صحابی جن کی والدہ صحابیہ جن کی بہن صحابیہ و اُمّ المؤمنین۔ وہ عظیم امام معادیہ جو ایک وقت محدث، مفسر، فقیہ، مجاہد، فاج، مجتہد، محسن، امت، کاتب، پرنسپل سیکرٹری رسالت مآب، ہادی و مددی وہ عظیم امام معادیہ جن کی والدہ ماجدہ ہندہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے رجزیہ کلمات سے عیسویں کی آکھاڑی ہوئی چڑیوں سے اور مسلمانوں کو غیرت دلائے والے فقرات سے جنگ یرموک جیتی گئی۔ وہ عظیم امام معادیہ جن کے والد محترم و محترم سیدنا ابوسفیانؓ کو غزوہ حنین میں سید الکونین نے ۱۰۰ اونٹ اور ۶۰ اونٹ چاندی عطا کی۔ جن کی اسلام کی اشاعت میں طائف کی لڑائی کے وقت ایک آنکھ جاتی رہی۔ جنگ یرموک میں دوسری آنکھ بھی راہ اللہ سے دی گئی، جن کا مزار ہنت البقیع میں بنا اور جن کی نماز جنازہ امام علم و حیاء سیدنا عثمان غنیؓ نے پڑھائی۔ وہ خوش بخت و خوش خصال و خوش کلام و خوش شکل و خوش اخلاق امام معادیہ جن کی خلافت کی خبر کائنات کے سچے ترین انسان کائنات کے دی فرمایا معادیہ۔ اگر تجھے اللہ خلافت دے تو تقویٰ کو لازم پکڑنا ام المؤمنین سیدہ ام حبیبہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا میرے بھائی کو اللہ خلافت کا فیض پہنچائے گا فرمایا ہاں۔ (مکن ہے قرعہ معادیہ بھائی۔ آپ سوچیں کہ یہ روایت کہاں درج ہے۔ تو مجمع الزوائد کو پڑھ لیتا)۔ وہ سعید امام معادیہ جن کو امام علم سیدنا علیؓ نے خود فرمایا کہ آنحضرت نے مجھے خود بتایا تھا کہ میرے بعد (معادیہ) نے خلیفہ بنا ہے۔ (آئینہ امتی)۔ جس کے متعلق نطق رسالت بھی یوں گویا رہا ہوئی اللہ نے جبریل کو امین بنایا مجھے امین بنایا اور معادیہ کو امین بنایا۔ (الروای المؤمنون) جس خوش بخت کے متعلق جبرائیلؑ نے سید الکونین سے عرض کیا۔ " اے محمدؐ معادیہ کو السلام علیک کہیں۔ اس کو عمدہ وصیت کریں۔ کیونکہ وہ کتاب الہی کا امین ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی وحی کا امین ہے

اور ابو عمرو امین ہے۔ (علامہ سیوطی) بھائی قمر معاویہ۔ اسی کتاب میں علامہ سیوطی مزید اسی عظیم انسان کی شان میں رقمطراز ہیں کہ حضورؐ نے فرمایا قیامت کی دن اللہ تعالیٰ معاویہؓ کو یوں اٹھائے گا کہ اس کے سر پر نور کی چادر ہوگی جو سید الکونین کی اس حدیث کے موافق جس کو امام بخاری نے درج کیا ہے کہ وہ

امام حسنؑ و حسینؑ جیسے نواسہ رسولؐ و سبط رسولؐ نے ۱۰ سال تک (حضرت حسنؑ) اور ۲۰ سال تک (حضرت حسینؑ) نے وغنیہ لیا جن کی عقلت و رفعت کے متعلق جب محدث جلیل، عبداللہ بن مبارکؒ سے پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا کہ خدا کی قسم۔ نبی کریمؐ کے ہمراہ وہ کر امیر معاویہؓ کے گھوڑے کی ناک میں جو غبار راہ الکا اس کی شان بھی سیکڑوں عمر بن عبدالعزیزؒ سے بلند ہے۔ فتاویٰ اللہ۔ شہ۔ ۱۰۰
یاد ارم قمر معاویہؓ ! سیدنا معاویہؓ وہ مقدس ترین ہستی ہے۔ جس کے متعلق بقول طبری ہادی برحقؑ نے یوں فرمایا و ما حب سری معاویہ بن ابی سفیانؓ انہم فسد فساداً و من یفهم فسد فساداً معاویہؓ میرا ہرماز ہے جو اسے محب رکھے گا وہ نجات پائے گا۔ جو بغض رکھے گا وہ ہلاک ہو گا۔ اور کبھی بقول صاحب کز الاموال یوں ارشاد فرمایا اھم مکتا فی البلاد۔ اے اللہ ! معاویہؓ کو شہروں کی حکومت عطا فرما۔ اور ایک بار جب ام حبیبہؓ کو آپؐ نے

دیکھا کہ سیدنا معاویہؓ کا پیار سے سر سلا ری ہے۔ تو آپؐ نے پوچھا کیا تم معاویہؓ کو محبوب رکھتی ہو عرض کیا کوئی جمن ہے نہ اپنے دیر سے محبت نہ کرے فرمایا فان الله رسول بیانا۔ بیشک اللہ اور اس کا رسول بھی معاویہؓ سے محبت رکھتے ہیں۔ (تظہیر البیان) جس اقدس انسان کے حقیقی امام احمد بن حنبلؒ یوں فرمایا کرتے تھے تم لوگ اگر حضرت معاویہؓ کے احسن واطہر کردار کو دیکھتے تو سیدنا کے دینے کے مدد بھی ہے) (المستفی)۔ امام مالکؒ امام معاویہؓ کے حقیقی یوں کہا کرتے "حضرت معاویہؓ کو برا کہنا ویاہی جرم ہے بیجا حضرت ابوبکرؓ و عمرؓ کو برا کہنا" (شہنازعہ صواعق وجرق) اور عقب زمانہ حضرت پیر عبدالقادر جیلانیؒ یوں ارشاد فرماتے ہیں کہ میں امام معاویہؓ کے رست میں بیٹھا ہوں اور انکے گھوڑے کے پیر کی دھول اڑ کر مجھ پر پڑ جائے تو میں سمجھوں کہ یہی میری نجات کا وسیلہ ہے۔ (امار التتاری) ابن خلدونؒ ایسا بالغ نظر مورخ یوں لکھتا ہے کہ امام معاویہؓ کا ذکر بھی خلفائے راشدین کے ذکر کے ساتھ کیا جائے کہوں کہ وہ خلف ہیں۔ (ابن خلدون)۔

امام شاہ ولی اللہ ازالہ الخلفاء میں
فرماتے ہیں امام حادیہ جلیل القدر صحابی ہیں
خیر اور ان کے حق میں بدگمانی نہ کرنا اور نہ ان
کی بدگمانی میں پڑ کر فضل حرام کے مرگب ہونا۔
برادر م گذشتہ جہ کو عباس حادیہ کی
تقدار داری کے لئے جانے کا افاق ہوا اس کے
پس حضرت احمد رضا خان بریلوی کی فتویٰ
بابت پڑ جی کتاب احکام شریعت موجود تھی
اس کو دیکھا تو لکھا تھا کہ "جو حضرت حادیہ پر
ظن کرے وہ جہنمی نکوں میں سے ایک نکا
ہے۔ ایسے شخص کے پیچھے نماز حرام ہے"
برادر م۔ اس لئے جبکہ آپ سے بصورت تحریر
قابلیت کا شرف حاصل کر رہا ہوں۔ باہر م
مجمجم رم مجم کا ساما ہے۔ کئی کئی بڑا باندی
وہی ہے اور دل کی دنیا میں امام حادیہ کے
مخالفت نے ایک نکشیں نکیر رکھی ہیں۔ دل

کی دنیا خوشبوؤں کا حسن بن چکی ہے۔ مہر
الرحمان کا منظر دل میں ملایا ہوا ہے۔ ایسے
محسوس کر رہا ہوں کہ فردوسِ عین نے اپنی
تمام تر رنگینیاں، دھناتیاں، بادل، گھنٹیں
میرے دل کو سوپ دی ہیں۔ یہ سب گرم
سیدھا عادیہ فدا، اپنی دلی کے پھیل کر رہا
ہے۔

وہ نام آئے زبانِ ولب پر تو دل میں ناز
گلاب اتریں گے

معمر کا صدیق سیدنا امامِ معاویہؓ کا ذکر خیر
سکون کا باعث بنا ہوا ہے۔ اب خود ہی قراء
کہ ایسے عظیم شخص پر امتِ مسلمہ کو کس
قدر فخر کرنا چاہیے کاش میرا بیٹے تو ہر گھر
کا نام کا شانہ معاویہ رکھ دوں۔ ہر گلی کا نام
معاویہ شریف رکھ دوں۔ ہر گھر کا نام معاویہ
مگر رکھ دوں۔ ہر بچے کا نام 'فخر معاویہ'، 'قدس
معاویہ'، 'غلام معاویہ' الغرض فیلی نام معاویہ رکھ
دوں۔ اور ہر وہ دل جو ایسے نام سے بچپکا ہٹ
محسوس کرے اس کو سینہِ مسلمان سے نکال
دوں اور وہاں ایسا دل رکھ چھوڑوں جو سیدنا
معاویہؓ پر فخر کرے۔ اب ذرا معاویہؓ کے لغوی
معانی بھی دیکھ لو۔

۵۔ لفظ معاویہ کے لغوی معانی۔ لغت کی مشہور کتب مفتی العرب جلد نمبر ۲ ص ۲۱۵ 'لسان العرب اور تاج الحروس میں معاویہ کے پانچ معانی درج ہیں۔ باب مفاعلہ اور مادہ کے اصلی حروف ع۔ و۔ ی ہیں۔

- ۱- کسی چیز کو موڑنا۔ مڑنا۔ دہرا کرنا۔
- ۲- کسی کا دفاع کرنا۔ مدافعت کرنا۔
- ۳- آواز دیکر پکارنا۔
- ۴- تیس برس کی جوانی کی عمر کو چہنچا اور جوانی اس قدر مضبوط ہو کہ فریق خطاب کا بچہ مڑوڑا لے۔

۵۔ حمایت یا جنگ کیلئے لوگوں کو بلانا اور جمع کرنا۔

برادرم قمر معاویہ - گذشتہ خط کے حوالے سے جو چند باتیں آپ نے پوچھی ہیں میں نے تو یہ سوچ کر نہیں لکھی تھیں کہ آپ کے علم میں

ہو گا۔
 خطہ جنگ منین واصل کے بعد ابھی
 شائیں پھر اپنے اپنے مقام پر آگئی تھیں
 تب نے پوچھا کہ شائیں کیسے واپس آئی
 تھیں۔ مگر کہ تاریخ کی کتابوں میں تو بات
 نہیں ملتی کہ سیدہ عائشہ کے بعد انہوں نے
 بائیں میں قتل شدہ شخصیات پھر سے جڑ گئے
 ہوں۔ برادر ام ایک بنیادی بات تاریخ کے
 حقائق جان لو کہ اموی دور میں تحریک و تمدن
 حدت کا زیادہ کام اور تاریخ کا تقریباً تمام تر
 کام عد عباس میں ہوا ہے۔ جو امیہ کے
 تفری قلیل دور ہو عباس کے ابتدائی عہد
 میں چونکہ ایک باہمی چٹکتل چل رہی تھی۔
 اس لئے تاریخ میں اس چٹکتل کا اثر چلا۔ شاہ
 مبین الدین بخاری میرا صاحب ہیں گئے ہیں کہ
 چونکہ جو عباس جو امیہ کے اور بائیں میں
 سیدہ امام معاویہ کے دشمن تھے۔ اور تاریخ کا
 تنازعہ اسی زمانے میں ہوا اس لئے انہوں نے
 واقعات سادہ دور کی طرف کچھ تو بیا روایتیں
 منسوب کیں اور جو غلطیاں فی الواقعہ عد بنو
 امیہ میں ہوئیں ان کو جو عباس نے خاص طور
 پر رنگ چھڑا کر پیش کیا اور چونکہ معاویہ
 پاس تاریخ کا مستند ذریعہ ہو عباس کے حوالے
 سے پچھا ہے اس لئے ہم اس بنیادی وجہ کو
 بھول کر تاریخ پر اصرار کر بیٹھے کہ اس کے گھٹے
 والوں کو سادہ دور سے ایک فخرانہ مناد تھا۔
 یہی بات برادر ام قمر معاویہ تاریخ الامت کے
 مولف نے بھی رقم کی ہے کہ بنو عباس
 چونکہ بنو امیہ کے سخت ترین دشمن تھے اور
 تاریخ کی کتابیں عد عباس میں لکھی گئیں۔
 اس لئے ہوا امیہ کے حقائق اور چونکہ اموی
 دور حکومت کے بانی سیدہ امام معاویہ تھے اس
 لئے تنقید کا آثار وہاں سے کیا۔ اس لحاظ سے
 بنو امیہ کی تاریخ تکلفور ہم تک پہنچی ہے۔
 برادر ام قمر معاویہ۔ تاریخ پر مرتب کرنے والوں
 کے جذبات و افکار و پسند واپسند کا بڑا اثر ہوا
 ہے۔ جیسا مورخ کا مزاج ہو گا تاریخ اسی
 رنگ میں رنگی ہوئی ہو گی۔ مثلاً اگر ہم سیدہ
 اپنی مرحوم کے دور کے حقائق صرف صحیح
 سے لیں کہ وہ اس عہد کے حالات و واقعات
 ہم نہ کریں۔ تو کیا خیال ہے کہ سادات کا
 ایضاً جنگ کا ایضاً فرائض وقت کا ایضاً
 تعبیر کا ایضاً احتیاط کا ایضاً اور دیگر امور
 صحافی جو تاریخ مرتب کریں گے وہ ایک جیسی ہو
 گی؟ سادات کے ایضاً کو سیدہ مرحوم کی
 پائیں سے بنیادی اختلاف تھا اس لئے اس
 کی مرتب کردہ تاریخ جو پڑے گا سیدہ دور کو
 تاریک ترین دور گردانے کا جبکہ جنگ کے
 ایضاً کو ایک گونہ بھروئی تھی اس لئے اس
 کی ترتیب دی گئی تاریخ میں کچھ عیب اور کچھ
 خامی ہوں گے۔ اور بنو اس تاریخ کا مطالعہ
 کرے گا وہ سچ کی راہ اختیار کرے گا اور جس
 صحافی کا مزاج سیدہ مرحوم سے ملتا تھا اس کی
 تاریخ میں تمام تر خامی ہی ہوں گے۔ اب
 تاریخ کو ۱۰۰ سال کے بعد جو نئی نسل سیدہ کے
 دور کو جاننا چاہے گی وہ کیا کہہ سکتا؟ جس
 اس پر قیاس کر لے۔ باقی کی تاریخ بہتر تو
 عباس کے عہد میں لکھی گئی۔ بنو ایک جزیہ کی وصیت کی کہ پنا حسین تیرے مقابلے
 مودعین میں بنیوں نے کچھ اصلاح کا راستہ میں۔ میں تو ان سے درگزر کرنا۔ عزت و محبت
 اختیار کیا اور پھر مزید تم یہ کہ متعدد مورخین سے پیش تھا وہ بکر گوشت رسول ہیں۔ ایک
 بنیادی طور پر شیعہ تھے۔ ان کی قلم سے اور شیعہ مصنف علی نقی شیعہ کے کلام میں گھٹتا
 ہوا امیہ کے حق میں کیا لکھا جائے گی تو قریح ہے کہ امیر معاویہ کی حقیقی بھانجی ملی بنت
 ہے؟ میرا خیال ہے میرے موقف کو سمجھ گئے ہو امام حسین کے عہد میں قمی جس جن سے ملی
 ہوں گے۔ کہ تاریخ پر لکھتے "احادیث کیلئے" اکبر پیدا ہوئے۔
 نہیں کرنا چاہیے۔ اب ذرا اپنے اصل سوال
 کی طرف پلٹا کھڑا کہ جنگ منین واصل کے عہد میں اس لئے کھ رہا ہوں کہ نظام عثمانی
 بعد شائیں جو کسی غارتی تحریک سے باہم نکلے
 گئی تھیں بعد میں کیسے معمول پر آگئیں۔
 صاحب ریاض الفکر لکھتے ہیں کہ جنگ منین
 کے بعد کسی نے امام معاویہ سے کوئی مسئلہ
 روایات کیا فرمایا جاؤ امام علی سے پوچھو۔
 صاحب البدایہ والنہایہ و تقریر ہیں کہ سیدہ
 علی کی شہادت کی خبر سن کر فرمایا آج لوگوں
 نے ظلم و فساد اور فتنہ کو روا۔
 تاریخ نبی اللہ میں صاف لکھا ہے
 کہ سیدہ علی نے ایک عسکری فرماں جاری کیا
 جس میں امیر معاویہ کی مذمت ہے۔
 پہلی کہ بتلوا اور امیر معاویہ کا مقابلہ ہوا۔
 اور معاویہ کے کہ بتلوا خدا اور ان کا خدا ایک۔
 بتلوا اور ان کا نانی ایک۔ بتلوا اور ان کا اسلام
 یکساں اور ان کے رسول کی تصدیق
 میں نہ تم اپنے گونہ سے زیادہ گھٹے ہیں۔ نہ
 اپنے گونہ سے زیادہ گھٹے ہیں۔
 مگر ان کی روایت تو سادہ و سادہ
 دور کر دیتی ہے فرمایا سیدہ علی نے قتل
 و قسقم فی الجنت معاویہ اور معاویہ کے متحول
 جس بنت ہیں۔
 تاریخ ابن کثیر اور ابن الجوزی الخلفاء میں
 سیدہ علی کی سیدہ حسن کو وصیت درج ہے
 فرمایا ! معاویہ کی امارت قبول کرنے سے
 نفرت نہ کرنا۔ روز باہم کشت و خون درجی
 دیکھو گے۔
 مشہور شیعہ مجدد باقر مجلسی بھی بلاخر
 حقائق لکھتے ہیں مجبور ہو گیا اس نے جہاد امین
 میں لکھا ہے کہ سیدہ معاویہ نے اپنے بیٹے
 عباس کے عہد میں لکھی گئی۔ بنو ایک جزیہ کی وصیت کی کہ پنا حسین تیرے مقابلے
 مودعین میں بنیوں نے کچھ اصلاح کا راستہ میں۔ میں تو ان سے درگزر کرنا۔ عزت و محبت
 اختیار کیا اور پھر مزید تم یہ کہ متعدد مورخین سے پیش تھا وہ بکر گوشت رسول ہیں۔ ایک
 بنیادی طور پر شیعہ تھے۔ ان کی قلم سے اور شیعہ مصنف علی نقی شیعہ کے کلام میں گھٹتا
 ہوا امیہ کے حق میں کیا لکھا جائے گی تو قریح ہے کہ امیر معاویہ کی حقیقی بھانجی ملی بنت
 ہے؟ میرا خیال ہے میرے موقف کو سمجھ گئے ہو امام حسین کے عہد میں قمی جس جن سے ملی
 ہوں گے۔ کہ تاریخ پر لکھتے "احادیث کیلئے" اکبر پیدا ہوئے۔
 نہیں کرنا چاہیے۔ اب ذرا اپنے اصل سوال
 کی طرف پلٹا کھڑا کہ جنگ منین واصل کے عہد میں اس لئے کھ رہا ہوں کہ نظام عثمانی
 بعد شائیں جو کسی غارتی تحریک سے باہم نکلے
 گئی تھیں بعد میں کیسے معمول پر آگئیں۔
 صاحب ریاض الفکر لکھتے ہیں کہ جنگ منین
 کے بعد کسی نے امام معاویہ سے کوئی مسئلہ
 روایات کیا فرمایا جاؤ امام علی سے پوچھو۔
 صاحب البدایہ والنہایہ و تقریر ہیں کہ سیدہ
 علی کی شہادت کی خبر سن کر فرمایا آج لوگوں
 نے ظلم و فساد اور فتنہ کو روا۔
 تاریخ نبی اللہ میں صاف لکھا ہے
 کہ سیدہ علی نے ایک عسکری فرماں جاری کیا
 جس میں امیر معاویہ کی مذمت ہے۔
 پہلی کہ بتلوا اور امیر معاویہ کا مقابلہ ہوا۔
 اور معاویہ کے کہ بتلوا خدا اور ان کا خدا ایک۔
 بتلوا اور ان کا نانی ایک۔ بتلوا اور ان کا اسلام
 یکساں اور ان کے رسول کی تصدیق
 میں نہ تم اپنے گونہ سے زیادہ گھٹے ہیں۔ نہ
 اپنے گونہ سے زیادہ گھٹے ہیں۔
 مگر ان کی روایت تو سادہ و سادہ
 دور کر دیتی ہے فرمایا سیدہ علی نے قتل
 و قسقم فی الجنت معاویہ اور معاویہ کے متحول
 جس بنت ہیں۔
 تاریخ ابن کثیر اور ابن الجوزی الخلفاء میں
 سیدہ علی کی سیدہ حسن کو وصیت درج ہے
 فرمایا ! معاویہ کی امارت قبول کرنے سے
 نفرت نہ کرنا۔ روز باہم کشت و خون درجی
 دیکھو گے۔
 مشہور شیعہ مجدد باقر مجلسی بھی بلاخر
 حقائق لکھتے ہیں مجبور ہو گیا اس نے جہاد امین
 میں لکھا ہے کہ سیدہ معاویہ نے اپنے بیٹے
 عباس کے عہد میں لکھی گئی۔ بنو ایک جزیہ کی وصیت کی کہ پنا حسین تیرے مقابلے
 مودعین میں بنیوں نے کچھ اصلاح کا راستہ میں۔ میں تو ان سے درگزر کرنا۔ عزت و محبت
 اختیار کیا اور پھر مزید تم یہ کہ متعدد مورخین سے پیش تھا وہ بکر گوشت رسول ہیں۔ ایک
 بنیادی طور پر شیعہ تھے۔ ان کی قلم سے اور شیعہ مصنف علی نقی شیعہ کے کلام میں گھٹتا
 ہوا امیہ کے حق میں کیا لکھا جائے گی تو قریح ہے کہ امیر معاویہ کی حقیقی بھانجی ملی بنت
 ہے؟ میرا خیال ہے میرے موقف کو سمجھ گئے ہو امام حسین کے عہد میں قمی جس جن سے ملی
 ہوں گے۔ کہ تاریخ پر لکھتے "احادیث کیلئے" اکبر پیدا ہوئے۔

و مودت کے حالات راہ راست پر آتے جلدی سکتا ہے۔ اور اس بگاڑ کی زد بالواسطہ ایمان والا نصار۔

کیوں آگئے۔ اس کی ۵ وجوہات ہیں۔ ۱۔ آخرت پر پڑتی ہے کیونکہ صحابہ کا موضوع

ان کی لڑائی میں ذاتی غرض نہ تھی بلکہ ایمان و عقائد سے تعلق رکھتا ہے نہ کہ تاریخ و فلسفہ سے۔ حرف آخر میں پھر آپ کے سوال

۲۔ خود لڑتے نہیں تھے بلکہ شریکوں نے کو دہرائے دیتا ہوں کہ جنگ منین کے بعد رات کی تاریکی میں دونوں طرف سے تیر چلا تعلقات معمول پر نہیں آ سکے اور دوبارہ کر غلط فہمی پیدا کر دی تھی۔

۳۔ ان کی لڑائی کوئی ہماری لڑائیوں جیسی نہ تھی کہ معمولی سے اختلاف سے عمر بھر کے چاند معاویہ (قر معاویہ) کو خط لکھا تھا مگر جوڑ

۴۔ وہ اشد علی الکفار تھے اور رماء و نسیم جواب سے محروم ہوں۔ سچی بات ہے کہ برادر ام عثمان علی معاویہ نے جب آپ کا نام

۵۔ ان کی (امویوں و ہاشمیوں) کی رشتہ داریوں قمری بجائے چاند معاویہ لکھا مجھے برا بھلا کی جڑیں بڑی مضبوط تھیں۔ تاریخ الامت کیونکہ چاند اور معاویہ میں بڑی معنوی نسبت میں لکھا ہے کہ حرب بن امیہ (اموی) اور ہے۔ خیر بابا۔ جواب دیا کرو۔ آپ کے اب عبدالمطلب بن ہاشم (ہاشمی) بڑے قریبی دوست کے بار خط میں یہ بات بھی درج تھی کہ غلام تھے۔ ابو سفیان بن حرب (اموی) اور عباس مبین نے دوران گفتگو یہ بھی کہا تھا کہ اموی بن عبدالمطلب (ہاشمی) بڑے گہرے دوست خاندان روز اول سے دشمن اسلام رہا ہے۔

تھے۔ حضور کی دو چوہیں تھیں۔ یہاں بت اس کی وضاحت کریں۔ برادر۔ خط کے شروع میں امام معاویہ کی چند خدمات کا میں نے ذکر کیا ہے۔ ان کو بھی اسی سوال کا جواب تصور کرو۔ بخدا اسلام میں صرف سیدنا امام معاویہ کی اس قدر خدمات ہیں کہ اس پر ہم فخر کر سکتے ہیں تاہم تسلی قلب کیلئے چند مزید باتیں عرض کیے دیتا ہوں۔

برادر۔ ابن ہشام کی انساب الاشراف کا وہ باب جو ذکر ماجرین جشہ پر مشتمل ہے۔ وہ نظر سے مدت ہوئی گذرا تھا۔ اس میں ابن ہشام نے سابقہ تالافوں کے نام تحریر کیے ہیں ان میں سچ ماننے غالب اکثریت امویوں کی ہے۔ خالد بن سعید، عثمان بن عفان، عمرو بن سعید ابو حذیفہ بن عتبہ، عبداللہ بن سعید، سموا بن حبیب، اردی بنت کریر، سعدی بنت کریر، ام حبیبہ بنت ابی سفیان، قارہ بنت ابی سفیان، ہند بنت ولید، فاطمہ بنت ولید، اور ام کلثوم بنت عقبہ یہ سب اموی ہیں اور سابقہ تالافوں میں جن کی تعریف قرآن کرتا ہے۔ سابقہ تالافوں میں ام المہاجرین

اب اگر کوئی مفتری خیال صرف کفر کا

ملاحظہ کرے اور اسلام کا نہ کرے تو اس کی کج فکری اس کو مبارک ہم اس سے لٹھوڑے ہی بھلے۔ اب ممکن ہے کہ آپ کے ذہن میں یہ بات ہے کہ عد جاہلیت میں اسلام کے خلاف تمام کاوشوں میں بنو امیہ کی قیادت کرتے نظر آتے ہیں لیکن قریباً ! اگر کوئی شخص پوری عمر بھی کفر کا تقیب رہے اور آخر میں اسلام کا گرویدہ ہو جائے تو پھر بھی اس کو طعنہ دینے کا اور اس کے اعمال کفریہ پر مذمت کرنے کا حق پہنچتا ہے۔ سوال آپ کے روشن ضمیر کی عدالت میں دائر کرتا ہوں۔ اگر ایسا کرنے کی اجازت عطا کی جاوے تو بھلا کونسا صحابی اس طعنہ سے بچ سکتا ہے؟ ایک دفعہ حضرت عمرؓ نے بھی یہی شکایت آپؐ کی بارگاہ میں کی کہ لوگ مجھے میرے باپ ابو جہل کی وجہ سے طعنہ دیتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ یہ دشمن خدا کا بیٹہ ہے آپؐ نے فرمایا کہ جو لوگ کفر میں سرور تھے اسلام میں بھی سرور

عبدالمطلب (ہاشمی) کریر بن ربیعہ (اموی) کے عقد میں اور صفیہ بنت عبدالمطلب (ہاشمی) ہارث بن حرب (اموی) کے نکاح میں تھیں۔ خود حضور کی تین بیٹیاں زینب، رقیہ، ام کلثوم امویوں کے عقد میں تھیں۔ اسی طرح حرب بن امیہ (اموی) کی بیٹی ام جمیل ابولب (ہاشمی) کے نکاح میں تھیں بن ربیعہ (اموی) کی بیٹی فاطمہ، عقیلہ بن ابی طالب (ہاشمی) کے نکاح میں اور ابو سفیان بن حرب (اموی) کی بیٹی ام حبیبہ، حضورؐ (ہاشمی) کی زوجیت میں تھی۔ خود ہی بنظر انصاف فرماؤ کہ آخر یہ گہرے رشتے کس طرح ہوا کے معمولی جھوٹوں سے ٹوٹ سکتے تھے۔ برادر۔ تھک تو نہیں گئے۔ تاریخ کے اچھے ہوئی موضوع کی گھنٹیاں سلجھا رہا ہوں اس لئے اس میں ذہن کا الجھنا، الجھنا، الٹ پلٹ ایک ناگزیر امر ہے۔ اور بات کو تفصیل سے اس لیے پیش کر رہا ہوں کہ اگر کوئی گوشہ بھی صحابہ کے معاملے میں الجھا ہوا رہ گیا تو معاملہ بہت بگڑ

جن ان کی تفریح اس نگرہ کو آپ نے
کہ نہ اشتغال کیا تھا۔ مگر حجاب بالہ اکب
المساحر۔ اسے ہے بات سمجھ گئے ہوں
گے۔

برادر قمر معاویہ۔ جہاں تک سیدنا
امام معاویہ کے اسلام لانے کا تعلق ہے اور
آپ نے لکھا ہے۔ کہ فتح مکہ کے بعد مسلمان
ہوئے یہ بات درست نہیں ہے۔ امام ابن جریر
کئی جہتوں نے بخاری کی شرح الہاری لکھی
ہے۔ اس میں تحریر کیا ہے سندہ میں جب
حضورؐ نے عمرہ القضاء ادا کیا۔ اور زیارت حرم
کیلئے کعبہ تشریف لائے اس وقت امام معاویہ
نے والدین سے چھپ کر اسلام قبول کیا۔ اور
مزید صحیح بخاری اور مسند احمد میں متبل میں
ایک روایت سے اس کی تائید ہوتی ہے وہاں
لکھا ہے کہ عمرہ القضاء کے موقع پر امام
معاویہؓ نے سید الکونین کی زینب مبارک کو
اپنے ہاتھوں سے سلجھایا اور قبضی سے درست
کیا اور پھر مکہ پہلے گئے اور طبقات الکبریٰ کے
مطابق آپ فتح مکہ کے دن اپنے والد ماجد
کے ساتھ سید الکونین کی خدمت میں حاضر
ہوئے آپ نے دیکھا تو مسکرا اٹھے اور مبارک
باد دی۔ اور اپنے قریب بٹھا لیا۔

اور برادر قمر۔ ابن ہشام اور ابن
خلدون کی ایک اور روایت میرے اس موقف
کی تائید کرتی ہے۔ وہ یہ کہ چونکہ فتح مکہ کے
بعد ہجرت وموافات قتم ہو چکی تھیں۔ اس
لئے فتح مکہ کے بعد کسی کی موافات ثابت
نہیں لیکن سیدنا امام معاویہؓ چونکہ فتح مکہ سے
پہلے اسلام لائے تھے اس لئے آپ کی
موافات حیات مجاشی سے کرائی۔ اور بغیر
امد الغایہ کے یہ امتیازی خصوصیت صرف امام
معاویہؓ کی ہے۔

میں اس لئے یہ محسوس کر رہا ہوں
کہ شاید آپ کے دل میں یہ سوال آئے کہ
پھر ایمان چھپایا کیوں؟ اور غلام نہیں اسی بات
کو بنیاد بنا کر طعن نہ دے کہ ایمان بقیہ سب

صحابہ نے واضح کیا اور آپ کے امام معاویہ
نے چھپایا۔ (اور سب مسکرا رہے اس سوال
کو پڑھنے کے بعد آپ کے لہجے پر کھل دی
ہے میں چھپوں سے دیکھ رہا ہوں)۔ اس سے
گناہ کا اس معاملے میں سیدنا امام معاویہؓ نے
سیدنا عباسؓ کی تقلید کی ہے۔ وہ پوچھے کیے؟
تو کہنا حضرت عباسؓ اسلام کب لائے تھے؟
اور ظاہر کب کیا تھا؟ وہ یہی کہے گا کہ
حضرت عباسؓ تو بدر کے موقع پر خیر مسلمان
ہو گئے تھے مگر اعلان فتح مکہ کے بعد کیا۔ کہنا
بس یہی صورت سیدنا معاویہؓ کی ہے اگر سیدنا
عباسؓ مورد الزام نہیں تو سیدنا معاویہؓ بھی
نہیں۔

برادر قمر معاویہ۔ آپ نے غلام
شیعی کی اس بات پر کہ حدیث میں ہے کہ
ایک دفعہ حضرت معاویہؓ یزید کو اٹھا کر حضورؐ
کی بارگاہ میں آئے تو آپ نے فرمایا کہ ایک
جنتی ایک دوڑنی کو اٹھائے ہوئے ہے۔ لہذا
یزید دوڑنی ہے۔ برادر قمر ہانچ سازی میں
جموت تو بھرنا شامل ہو ہی جاتا ہے۔ اب
سنو اگر وہ کسی کتاب کا حوالہ دیتا تب تو تاریخ
کے جموت پر آپ کو مہارت ہو جاتی۔

حقیقت یہ ہے کہ یزید کی پیدائش سیدنا عثمان
کے زمانہ خلافت میں ہوئی۔ ایسا اثر نے
الاجاب میں اسی بات کو تحریر کیا ہے۔ بات وہی
ہے۔ دیتے ہیں دھوکہ یہ بازی کر نکلا۔

اور آپ نے جو یہ پوچھا ہے کہ سیدنا
حسنؓ کی بیوی جعدہ بنت اشعث کو کس نے
کہا تھا کہ حضرت حسنؓ کو زہر دو۔ تو برادر قمر
عرض ہے کہ قدم شیشی مورخ مسعودی تو یہی
لکھتا ہے۔ کہ حسنؓ بن علیؓ کو زہر ان کی بیوی
نے یزید یا امیر معاویہؓ کے کہنے پر دیا تھا۔
لیکن آگے چل کر یہی مورخ لکھتا ہے کہ جب
حضرت حسنؓ سے پوچھا گیا کہ آپ کو زہر کس
نے دیا؟ تو انہوں نے نام بتانے سے انکار کر
دیا۔ سوال یہ پیدا ہوتے ہیں کہ۔

۱۔ جب حضرت حسنؓ نے بتانے سے انکار کیا تو
۲۔

مسعودی کو ۲۵۰ سال بعد کسی نے لکھا؟
۱۔ حضرت حسنؓ نے پھر بت سنبھال کر کہاں نہ
گما کہ تم قتل کر رہا اور امیر معاویہؓ سے غدیر
نہ لیا۔

۲۔ کیا سیدنا حسنؓ کے دودھ میں سے کسی نے
سیدنا معاویہؓ کے خلاف آواز اٹھایا؟
اصل بات یہی ہے کہ جموت کے ہاں میں
ہونے کے جم سکیں۔ ابن خلدون نے یہی عمدہ
بات کی ہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ یہ روایت ہے
اصل ہے کیونکہ یہ شیعوں کی افد کہہ ہے۔
رہا آپ کا یہ سوال کہ جنگ صفین

دجل میں حق نہ کون تھا اور باطل پر کون؟
کیونکہ دونوں میں ایک تو حق پر ہو گا اور
ایک باطل پر۔ یہ سوال آپ کے گذشتہ خط
میں بھی درج تھا۔ ان دونوں جواب دینا چاہتا
تھا مگر قدرت نے اپنا ایک خاص مسلمان
(نہایتی) کو میرے جسم کے ہاں ٹھونکا تھا لہذا
اس کی تیار داری سے فرصت نہ مل سکی۔
برادر قمر معاویہ۔ اس سوال کے جواب میں
چند باتیں لکھ بیٹھتا ہوں۔ اللہ حق کے آگے
سر خم کرنے کی توفیق عطا کرے۔

۱۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ گذشتہ خط

میں بھی عرض کیا تھا کہ حضور اقدسؐ کی ذات
وہ واحد یونوردی تھی جس سے صحابیت کی
ڈگری مل سکتی تھی۔ حضورؐ کے تشریف لے
جانے کے بعد نبوت وصحابیت کے بغیر تمام
کالات حاصل کیے جا سکتے تھے مگر یہ دو کمال
تمام خلق انہی تمام تر صلاحیتوں کے باوصف
حاصل نہیں کر سکتے۔ حضورؐ کی درس گاہ کوئی
عرض ہے کہ قدم شیشی مورخ مسعودی تو یہی
لکھتا ہے۔ کہ حسنؓ بن علیؓ کو زہر ان کی بیوی
نے یزید یا امیر معاویہؓ کے کہنے پر دیا تھا۔
لیکن آگے چل کر یہی مورخ لکھتا ہے کہ جب
حضرت حسنؓ سے پوچھا گیا کہ آپ کو زہر کس
نے دیا؟ تو انہوں نے نام بتانے سے انکار کر
دیا۔ سوال یہ پیدا ہوتے ہیں کہ۔

۱۔ جب حضرت حسنؓ نے بتانے سے انکار کیا تو
۲۔

الذین امتحن اللہ قلوبہم للتقویٰ۔ یعنی یہ وہ لوگ ہیں جن کا اللہ نے تقویٰ کے ذریعہ ٹیسٹ لیا اور نتیجہ سنا دیا کہ ان میں تقویٰ ہے۔ اب قرعہ جاری ہوئی۔ اب کوئی صحابہؓ میں تھیں کھانا ہے تو دراصل وہ اللہ کے پیچہ مارنگ پر اعزاز کرتا ہے۔ ایسے شخص کا علاج سوائے جہنم کے اور کیا ہے۔ اور صحابہؓ اپنے بچہ میں ایسے کامیاب ہوئے کہ ان کے پیچہ میٹاری قرار پائے فرمایا فان اعدوا بمثل ما لعنتم بہ فقد اهلوا۔ یعنی اگر آپ قامت تک لوگ اس طرح ایمان لائیں جیسے صحابہؓ لائے تو وہ ہدایت پا ہی گئے ورنہ نہیں۔ اور آگے چل کر قرآن نے اتباع صحابہؓ کی تلقین کی اور سختیں بھی خاص انداز اور خاص شرط سے کی۔ فرمایا والذین اتبعوا باحسان۔ کہ کامیاب وہ ہیں جو صحابہؓ کی پیروی کرے وہ کامیاب ہے۔ اور پیروی میں بھائی قرآن احسان کی قید لگا دی تاکہ قارئین کو علم ہو جائے کہ یہ اتباع محض ضابطہ کی کاروائی نہ ہو بلکہ ان کی پیروی ہو تو دل چاہے ہو۔ اب ایک کاوش تو یہ ہے کہ انسانیت کو صحابہؓ کی فکر پر چلایا جائے۔ اور دوسری کاوش یہ ہے کہ اصل نقوش کو ہی دستبرد دیا جائے۔ تم کر دیا جائے یا اعتراضات کی گرد میں مشکوک بنا دیا جائے تاکہ نہ رہے پائس نہ بچے ہائری۔ میں صحابہؓ کے متعلق زور کیوں دیتا ہوں۔ اسی واسطے کہ اگر یہ نشان راہ قائم رہے تو آنے والی نسلوں کو منزل تک پہنچنے میں آسانی رہے گی۔ اور اگر یہ نقوش خدا خواست فاکم بدہن مٹ گئے تو آنے والی انسانیت سر بیٹ کے رہ جائے گی۔ اور پھر حال وہی ہو گا۔

نہ کوئی جاہ منزل نہ روشنی کا سراغ بھٹک رہی ہے غلاؤں میں زندگی میری اب ذرا اپنے سوال کے الفاظ پر غور کرو۔ کہ ان میں حق پر کون تھا اور باطل پر کون۔ برادر ام! متحد ہار عرض کر چکا ہوں کہ صحابہؓ کے بارے انتہائی محتاط رویہ اختیار کیا کرو۔

خود سوچو "باطل" کس قدر سخت لفظ ہے کس قدر ہولناک مفہوم یہ لفظ رکھتا ہے۔ "باطل" حق کا متضاد ہے اور صحابہؓ معیار حق ہیں اور جنگ جمل دشمنین میں دونوں طرف صحابہؓ ہیں اور آپ یہ لفظ صحابہؓ پر فٹ کروانے پر مصر ہیں۔

۲۔ دوسری بات یہ وجہ طلب ہے کہ جن کے یائین یہ واقعہ ہوا تھا۔ وہ اس واقعہ کو کیا نوعیت دیتے تھے۔ پہلے سیدنا علیؓ کا قول نقل کر چکا ہوں کہ ہماری اور معاویہؓ کی لڑائی یائین دھوکہ میں نہ ڈالے حالانکہ یہ بات ظاہر ہے کہ ہمارا اور ان کا خدا رسول اور دعوت اسلام ایک ہے۔ ہم میں سے کوئی بھی دوسرے پہ فیصلت کا دعویدار نہیں دراصل مسئلہ قتل عثمان کا تھا حالانکہ ہم اس سے بری تھے (نہج البلاغہ) اب معاویہؓ بھائی سیدنا علیؓ تو جنگ کو حق و باطل قرار نہ دیں تو ہم کیسے دے سکتے ہیں۔

۳۔ تیسری بات یہ سوچنے کی ہے کہ اگر ایک طرف حق اور دوسری طرف باطل ہوتا تو سعد بن ابی وقاصؓ، عبداللہ بن عمرؓ، محمد بن مسلمہؓ، اسامہ بن زیدؓ وغیرہ ضرور ان جنگوں میں شرکت کرتے۔ سعد بن ابی وقاصؓ کے متعلق حضورؐ فرمایا کرتے۔ میرے یہ ماں ہیں کوئی ان جیسا ہو تو لائے۔ متحاب الدعوات تھے۔ جنگ قادسیہ کے فاتح تھے۔ نو شیرواں کے قہرانیوں میں پہلی دفعہ نماز جمعہ ادا کروانے کا شرف حاصل کیا تھا۔ غزوہ احد میں حضورؐ نے حیر دیکر فرمایا تھا میرے ماں باپ تھے پر خدا ہوں۔ غزوہ بدر میں سے تھے۔ اگر حق و باطل کا معاملہ ہوتا تو یہ شرکت سے کیوں رہتے؟ گنہگار یہ ان دور رس لگا ہوں سے محروم تھے جو حق و باطل میں تمیز کرتی ہیں؟ عبداللہ بن عمرؓ حضورؐ کے سالے تھے۔ بدری اصحاب میں تھے۔ حضرت علیؓ و معاویہؓ کے زمانہ جنگ میں ان کو غلیظہ بنانے کی تجویز ابو موسیٰ اشعریؓ نے دی تھی۔ انہوں نے سیدنا علیؓ سے فرمایا تھا آپ ایسی چیز کی شرکت کیلئے مجھے مجبور نہ

کریں جس کے حق و باطل ہونے کا فیصلہ میں نہیں کر سکا۔ حضرت عمر بن مسلمہؓ حضورؐ کے سوار کھاتے تھے۔ ایک غزوہ میں حضورؐ نے ان کو عینہ کا چاشنک بنایا تھا۔ انہوں نے سیدنا علیؓ کو جنگ جمل میں عرض کی تھی کہ حضورؐ نے مجھے حکم دیا تھا کہ اپنی گواہوں کو مشرکوں کے مقابلہ میں استعمال کروں اور جب مسلمانوں سے لڑنے کا وقت آئے تو گوہ احد کے پتھر پر نیک لگا کر توڑ دوں چنانچہ کل میں نے اس کو توڑ دیا۔ حضرت اسامہؓ حضورؐ کے چیتے غلام کے چیتے بیٹے تھے بڑے فغاسک کے مالک تھے۔ انہوں نے بھی یہی کہا تھا کہ دونوں طرف عظیم الشان صحابہؓ ہیں مجھے شرکت سے معاف سمجھا جائے۔ برادر ام! یہ وہ لوگ تھے۔ جن کو تمام شرکائے جنگ کا علم تھا۔ تمام حالات سے واقف تھے۔ انہوں نے حق و باطل نہ کہا تو بھلا ہم کیسے کہہ سکتے ہیں۔

۴۔ قرعہ جاری ہوئی! نجانے جو کچھ باتیں میں جس جذبے سے عرض کر رہا ہوں آپ اسی جذبے سے میری باتوں کو لے رہے ہوں گے یا نہیں تاہم آپ کے ذوقِ کرم سے اور قلبِ سلیم سے یہ توقع رکھنے میں حق بجانب ہوں کہ آپ حسب سابق میری معروضات کو بغور مطالعہ فرمائیں گے۔ بات یہ کر رہا ہوں کہ حق و باطل کا لفظ ہم کیوں استعمال نہیں کر سکتے۔ یہ تو علم میں ہو گا کہ جن صحابہؓ کے یائین یہ جنگیں ہوئیں یعنی ای عاتکہؓ، سیدنا علیؓ اور سیدنا معاویہؓ۔ یہ تینوں مجتہد تھے۔ جس کے ہر پر قرآن اترتا اور جس سے جید صحابہؓ مسائل پوچھیں اگر وہ مجتہد نہیں تو اور کون ہو گا۔ امام علم وحیا سیدنا علیؓ رضی اللہ عنہ کے لقب سے مقرب اور متعدد اچھی ہوئی گروہوں کو سلجھانے والے اگر درجہ اجتہاد پر فائز نہیں تو اور اس مسئلہ پر کون فائز ہو گا۔ اور جس شخصیت کو ابن عباسؓ جی ترمذی القرآن قصید کے ایک آدی نے سیدنا عباسؓ سے کہا کہ امیر معاویہؓ ایک وتر پڑھتے

جہاد العصر حضرت جہنگوی شہیدؒ کا انوکھا انداز کا خطاب شکوہ جواب شکوہ

سید عبدالحق رشیدی

آذیت خٹہ

دوسری کتاب شیعہ مذہب کی مستند بنیادی کتاب جیسے اہل سنت کے ہاں بخاری شریف کو افضل الکتاب بعد کتاب اللہ کا درجہ ہے۔ اسی طرح شیعہ مذہب میں الکافی نام سے کتاب ہے جس کو وہ اپنے ہاں انتہائی مستند کتاب کہتے ہیں حتیٰ کہ اس حد تک اس کو مستند کہا گیا ہے شیعہ فرقہ نے کہ امام ممدی جو عار میں پوشیدہ ہیں ان کے پاس سفریہ کتاب لے کر گیا اور امام نے اس کتاب کو پڑھنے کے بعد اس کے سرورق پر لکھ دیا بڑا کچھ شیعہ کہ یہ میرے شیعوں کے لئے کافی ہے۔ یہ وہ کتاب امام ممدی کی تصدیق شدہ شیعہ مذہب کی معتبر ترین کتاب میرے ہاتھ میں ہے اگر اس سے دیکھا دوں کہ کالا لباس، جمنیں کا لباس ہے۔ پھر تو مان لو گے۔ صفحہ ۳۰۳ کتاب کا نام کیا الکافی صفحہ ۳۰۳ پکالیں۔ یاد کر لیں۔ صفحہ ۳۰۳ توجہ۔ اس میں تحریر ہے ان ابی عبداللہ علیہ السلام امام جعفر صادقؑ سے پوچھا گیا کہ۔

راوی کہتا ہے۔ کیا ہم کالی ٹوپیوں میں میں نماز پڑھ لیں اجازت ہے امام نے کہا فقال لا تصلی فیہا انتہا لباس اہل النار اس کالی ٹوپی میں نماز نہ پڑھی جائے آقا کیوں انما لباس اہل النار یہ جمنیں کا لباس ہے۔ اسے مت استعمال کیا جائے۔ دنیائے رفقہ الہی لنگ جا کتاب تیری امام تیرا۔ جنت تیرا اور کالے لباس کو جنسی کا لباس کہتا ہے۔ حق نواز کہتا تو جرم تھا۔ حق نواز کہتا تو لایعزہ آؤر کے مسئلے ہوتے حق نواز کہتا تو امام بی او بنتے۔ حق نواز نہیں کہتا تیرا امام کہتا ہے

کوئی کتاب ہے الکافی۔ جس کی امام ممدی نے عار میں بیٹھ کر تصدیق کی۔ میں سمجھتا ہوں کہ تجھے آواز آئی کے سوا کچھ نہیں حد کے چپکے کے سوا اور کوئی ہتھک اور کوئی خشل نہیں ہے اس لئے میں ہی تیری مدد کرتا ہوں۔ کہ تیری کتاب سے جواب دیتا ہوں تین چیزوں میں سیاہ رنگ کی اجازت دی گئی ہے بتلاؤں یہ میرے ہاتھ میں شیعہ کی معتبر ترین کتاب تہذیب الکلام ہے اس تہذیب الکلام کے صفحہ ۲۱۳ اس پر بھی موجود ہے۔ ان ابی عبداللہ علیہ السلام قال یکرہ السود الا فی الثناء۔ سیاہ لباس پہننا مکروہ ہے۔ لفظ ہے الا فی الثناء۔ تین جگہ اجازت دی گئی لفظ موزے ہیں کہتے ہو۔ العلماء پگڑی کالی بن کہتے ہو۔ چادر کالی بن کہتے ہو گویا امام نے جواب دے دیا کہ تین چیزوں میں اجازت ہے اگر آپ کے پاؤں کا موزہ سیاہ ہو اجازت ہے بن لیجئے اگر آپ کی پگڑی سیاہ ہو اجازت ہے بن لیجئے اگر چادر سیاہ ہو اجازت ہے بن لیجئے تو جواب ہو نہیں گیا کہ آقا کی کالی ٹو کالی تھی اس کو تو شرع نے قدغن نہیں لگائی۔ تیرے کرسے پہ قدغن لگائی ہے جو تو پاپ کا بازار سے خرید کے لاتا ہے جس پہ چمک پڑتی ہو پھر اس کے ارد گرد عجیب قسم کی کڑھائی ہو تیری اس بد معاشی پہ قدغن لگ رہی ہے کالی کلمی ہے تو یہ قدغن نہیں ہے۔ آگے من ابی عبداللہ علیہ السلام امام جعفر صادقؑ کہتے ہیں راوی نے سوال کیا میں پوچھا کیا ہم کالی ٹوپیوں میں نماز پڑھ لیں تو فرمایا لا تصلی فیہا نہ کالی ٹوپیوں میں نماز پڑھیے کیوں قاتلہ لباس اہل النار۔ یہ تو جمنیں

کا لباس ہے۔ متعبر ترین کتاب ہے گویا میں نے شیعہ مذہب کی اساس بنیادی تقاریر سے اس حقیقت کو واضح کر دیا کہ کالا لباس جمنیں کا لباس ہے۔ کالا لباس فرعون کا لباس ہے اس کے پہننے کی اجازت نہیں تین جگہ پہننے کی اجازت ہے موزہ سیاہ ہو حرج کوئی نہیں۔ پگڑی سیاہ ہو حرج کوئی نہیں۔ چادر سیاہ ہو حرج کوئی نہیں۔ تو کالی کلمی پہ اعتراض رہا۔ سامعین نے کہا نہیں۔ شیعہ مذہبی معتبر ترین کتاب جو قرآن کی تفسیر کلمی گئی ہے اس کے جواب عرض کرتا ہوں درود شریف پڑھنے میں حوالہ نکال لوں۔ کتاب کا نام کیا ہے تفسیر (نئی) کتاب کا مصنف لکھتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ وسلم کے پاس عورتیں بیٹ کے لئے آئیں تو ان کو آقا نے فرمایا کہ اچھی باتوں میں میری غافری مت کرو تو انہوں نے کہا وہ کوئی معروف اور اچھی باتیں ہیں۔ جس کا اللہ حکم کرنا چاہتا ہے جس میں ہم آپ کی نافرمانی نہ کریں۔ اللہ کے پیغمبر نے فرمایا کہ اپنا من نہ فوج۔ اپنے من پہ لٹا چمتے مت مارو۔ اپنے ہاں مت فوج۔ اپنے گریبان مت چاک کر۔ اور کالا لباس سیاہ لباس مت پہنو۔ تفسیر کی صفحہ ۳۳ سورۃ ممتحنہ شیعہ کو پہنچا دیتا ہوں کہ آج قریشی (علامہ دوست محمد قریشی) کی روح مجھ سے خوش ہو گی انشاء اللہ خوش ہو گی۔ قریشی کی روح خوش ہو گی جس نے میری تربیت کی تھی بیسے کرے حالات میں۔ آج وہ خوش ہو گی کہ اس کے شاکر نے بالآخر جنگ کی زمین پر

محمد علی احمد

مجلدیں بالاکوٹی

جھوڑ کر رکھ دیا۔ عوام و خواص اس شخص کی طرف حوجہ ہو گئے خشک سوتے لٹل پڑے مرد خمیر جاگ اٹھے۔

اب فطری اصول کے مطابق کچھ لوگ اس کی فکر کی سخت مخالفت پر اترے تو کچھ نے اپنی راہیں قائم کر لیں اس میں سے بعض ماس شخص کی شہرت قبولت پر حسد کی آگ میں جلنے لگے اور اسے نچا دکھانے اور اس کی عیب جوئی اور کٹھ پتلی کو ہی اپنا دلچسپ بنا لیا مگر مقصد نامزد ہونے کے باعث آگے نہ بڑھ سکے۔

پھر بعض وہ بھی ہوئے جنہوں نے اس کی حق گوئی اور بیباکی کو مکمل سراہا اور وقت کا تقاضا قرار دیا مگر ساتھ دینے اور رفاقت اختیار کرنے سے احتراز کیا اور کچھ نے اس کی روش کو ان حالات میں خطرناک تصور کیا کسی ایک نے آوازے کے شیخ پتلی کی طرح خوش فہمیوں اور خوابوں کی دنیا میں بس رہا ہے۔ یہ بھلا اس طرح قوم میں زندگی کا صور پھونک سکے گا۔ یہاں کچھ بھی نہیں ہو گا اسی طرح اپنی توانائیاں صرف کر کے پار کر جاگ کی طرح بیٹھ جائے گا۔ اس سے پہلے بھی کتنے اٹھے ابھرتے رہے تحریکیں منظم کیں فوٹے لگے جلے جلوس ہوئے مگر کچھ ہاتھ نہ آیا۔

دشمن بڑا عیار مکار ہونے کے ساتھ پرانا کھلاڑی ہے اسے جلدی پستی تجزیہ ہے یہ فوٹاموز نا تجزیہ کار بے وسیلہ ہے دشمن کے پاس سب کچھ ہے اس کے پاس کچھ بھی تو نہیں۔

اس نے جو حالی اپنی طوائف لسانی اور زور بیان سے جمع کئے ہیں وہ کونہ میں محمد ابن مسلم کی طرح اسے بین وقت پر جھوڑ بھانگیں گے اور یہ خبا رہ جائے گا اور پھر پناہ گاہ بھی نہ ہو گی۔

اس مرحلے پر بعض شخصیات نے خاصانہ فہمائش بھی کہیں کہ فلاں شخص نے یہاں حق بات کہی اور اسی طرح اسی زبان میں جس میں تم کہہ رہے ہو مگر اس کی زبان کٹ گئی فلاں شخص کا انجام کیسا بیباک ہوا فلاں کے

چنانچہ مذہب کے نمائندہ مشائخ و علماء اور مختلف مکتب فکر کے حقیقی ذمہ داروں نے ان کی سوچ کو چچی قول کو درست اور صحیح کو وقت کی اہم ضرورت قرار دیا اور گاڑی صحیح سمت رواں دواں ہو گئی اس شخص کا دوسرا ترقیب حریف اپنے جیسے میں قبولت کے بعد ہم چوں ما دیکرے نیست کے زعم میں جہلاء ہو گیا چنانچہ اپنے زور قلم اور زور زبان و بیان کے بل بوتے پر پرواز شروع کر دی مگر جلدی اس کی جدوجہد آگے بڑھنے کی بجائے روبہ زوال ہو گئی۔ بالآخر اپنے عوام اور ہم وطنوں سے مایوس ہو کر سب کچھ نہیں چھوڑ چھاڑ کر دوسری جگہ منتقل ہو گیا۔ اس شخص کی بات ہم نہیں چھوڑتے ہیں کہ وہ منزل سے دور ابھی راہ میں ہے ہم اس کی بات کرتے ہیں جس نے اپنی جدوجہد جہاں سے جاری کی تھی وہیں سے آگے بڑھائی اور وہ منزل کو پا گیا بلکہ اپنی راہ گزر پر بھی موتی بکھیر گیا جسے سعادت مند جن کہ اپنی جمہولیاں بھر رہے ہیں۔

اس شخص کو اپنے رب پر مکمل توکل تھا اور بھرپور خود اعتمادی کے ساتھ عوام میں بھی اس نے اعتماد پیدا کر لیا۔

اب اس شخص نے اپنی تمام تر توانائیوں اور قوت زبان و بیان سے قوم کو گریبا۔ پست حوصلہ قوم کو بلندی حوصلگی کا سبق دیا۔ مردہ دل عوام کو زندہ دلی کا راز سمجھایا۔ سوتے ہوئے کو خواب غفلت سے جگایا۔ بیخبروں کو خبردار کیا محروم و مایوس افراد کو جینے کا گر سکھایا اور اس سلیقہ مندی سے کہ ان کے دلوں میں گھر کر گیا۔ اس کے بڑے اور پیارے انداز خطاب نے قوم کو

کچلے چند عضوں میں پاکستان کے افق پر جنگ سے دو شخصیتیں ابھریں شاہدہ دونوں اعلیٰ چیلنے کے مقرر بہت ذہین و فطین اور قادر الکلام عوامی سطح کے مبلغ تھے ایک کی داخل آب و ہوا وطن و علاقے میں پردوش پاکر پروان چڑھنے والے یہ ”برہنہ و دعویٰ تعلیم سے بھی آراستہ تھے۔ فکر و نظر کی وسعت بھی دونوں میں موجود تھی عموماً کا باہمی ثقافت بھی معمولی تھا۔ مگر راہیں دونوں کی جدا جدا ہوئیں فکری جو لا نگاہ میں خاصا ثقافت بلکہ پختہ پیدا ہوا۔

میدان عمل میں اترنے کے بعد اپنی فکری تنگ و باز میں ہر دو نے اپنی قوم کی اصلاح کا بیڑا اٹھانے کا عہد کیا عوامی جدوجہد ہر دو کی آگے بڑھنے لگی کبھی دونوں کا باہمی پکا سا ٹکراؤ بھی ہوا اور کبھی اپنی اپنی راہ پر چلنے لگے تا آنکہ عوام میں پذیرائی ہونے پر ہر دو نے اپنی جتنہ بندی شروع کی دونوں نے علیحدہ علیحدہ اپنی سوچ و فکر اور نصب العین کے مناسبت سے تنظیمیں بنائیں اور منظم طریقے سے بھرپور جدوجہد شروع کر دی۔

ان میں سے ایک نے اپنی جدوجہد عمل اور نصب العین کی صداقت کیلئے قوم کے مذہبی قائدین علماء و مشائخ اور دینی اداروں کے علمائین کو جنگ و دعوت دی اور ایک عظیم اجتماع متفقہ کر کے اپنی سوچ و فکر ان کے سامنے رکھی تاکہ ملت اسلامیہ کی ترغیباتی کرنے میں میری رائے کہیں ٹھوکر نہ کھا جائے یا کہیں ذاتی رائے اور مذہب حقہ کی صحیح تصویر سے ہٹی ہوئی نہ قرار پائے اور بعد میں دشمن کے پروپیگنڈے میں میری بات دب نہ جائے

ساتھ ہوں ہوا تم اپنے اور اپنے پوری بچوں پر رحم کھاؤ حق تعالیٰ کی یہ روش پھر دو دیا اس میں نری خلقت کا پہلو نمایاں کر لو۔

آہم جب انہیں پانی سر سے گزرتا نظر آیا تو پھر اصل حربہ استعمال کرنا شروع کیا کہ جھکوی اور بیڑی پال بچوں اور مستحقین سے جدائی اور جیل کی کال کوٹھڑی میں قید

نری اور نظربے میں تراج اور طریق کار میں تبدیلی لائیں گے یا۔ جواب تھا۔ نوا راج ترون چوندق نقد کم پائی۔

تھہ کوتاہ ان حالات میں حفاظت کی تدبیر ہوا نہیں چلے گئیں اور وطن کو بے ہوش لگے اور ایسی صورت احوال سامنے آئے گئی جس سے بڑے بڑوں کے پاؤں ڈوگ جائیں اب لوگوں کی اس طرف نگاہیں انھیں نہ کیا غریب ماں باپ کا نادار بیٹا وہ بھی مولوی ملاں اتنے بڑے لیزدوں، شیخی دھنسیں موڈی بیڑوں ہوا کے دوش پر فضا میں سڑ کرنے والوں، دھن دولت کے بل بوتے پر خمیوں کے سوسے کرنے والوں کا مقابلہ کر سکا ہے۔ یہ ایک جھگے میں منہ کے بل توبہ کھا کرتا ہوا قدموں میں آگرے کا اور اس کے سنی انقلاب پیا کرنے کا خواب یکدم چٹکا چور ہو جائے گا پہلے پہل تو فریق مخالف کی اس پر نظری نہ تھی کہ یہ مولوی کیا ہمارا مقابلہ کرے گا ہماری خون خوار ایک نگاہ کی تاب نہ لائے گا۔ یہ اور ہمارا مقابلہ۔

کہ جھکوی اور بیڑی پال بچوں اور مستحقین سے جدائی اور جیل کی کال کوٹھڑی میں قید تھائی پولس بلا کر رکھ دے گی چنانچہ یہ غرض پایہ جلاں جیل کی سلاخوں کے پیچھے دیکھل دیا گیا جب کچھ عرصہ بعد اندازہ ہوا کہ اب نا تجربہ کار بچہ سمجھ جائے گا باہر لایا جائے۔ رہا ہوا۔ استقبال ہوا۔ بیچ لگا اندازہ غلط نکلا اس کے سینے کی سکتی آگ آتش فروزاں میں بجی تھی اور یہ جس عشق کی آگ میں جل رہا تھا وہ بجنے کے بجائے بھڑک اٹھی۔ اب یہ موسیٰ عصا بدست فرعونوں کو لٹکانے لگا اس نے پکار کر کہا مجھے جلا وطن کر دو آتش فرود میں جھوک دو آلاؤ روشن کرد میں کوہنے کے لئے تیار ہوں مگر مجھ سے بٹے، دبے، رکے، جھکے کی توقع نہ رکھو اور وہ بڑی جرات اور بیباکی سے اپنی سعی و محنت میں لگ گیا۔

او مجھ سے سوال کرنے والے۔ سن اور کان کھول کے سن لے کر پھر شاید سننے کا وقت نہ ملے۔ میرا سبق تھی ہے۔ میرا مرکز نگاہ دول دھن دولت اور دنیا طلبی نہیں تھیں ابھی تک سمجھ نہیں آئی میری نظر خلاق عالم کی توجہ اس کے بچے نبی حضرت محمد رسول اللہ کی نبوت اس مقدس پیغمبر کی آل و اصحاب کی وادواج کی عصمت کے تحفظ پہ نہ یہی میرا مطغ نظر یہی میرا نصب العین ہے میرا مشن مقدسین کی عزت و ناموس کی حفاظت ہے میں اپنی مقدس ماؤں کے آنکھ کی حفاظت میں مار کھا رہا ہوں میں اسی لئے پتہ رہا ہوں کہ ان کی عزت پر حرف نہ آئے میں ایی عاقل کے دوپٹہ جسی دوپٹے کے پھر کپڑے پر ہزار جان سے تھی فوج ٹٹ جاتی تھی جو جھڑا ملت اسلامیہ کی آن تھا آہو تھا وہ دیکھو اس جھڑے کو قہاے ہوئے ایک مقدس امانت سمجھتے ایک صحابی کا دایاں ہاتھ کٹ گیا اس نے دوسرے سے قہا لیا دوسرا ہاتھ بھی کٹا تو سینے سے لگا لیا جیتے جی جھڑا نہ کرنے دیا گردن کٹ مٹی تب بھی نہ گردنے دیا میں اس جھڑے کو اٹھائے ہوا ہوں میں اسے کیسے گردنے دوں میرے پاؤں کاٹ دو میں گھٹنے کے بل کھڑا رہوں گا۔ ہاتھ کاٹ دو میں تو زبان ٹا خوانی پر چلتی رہے گی میری گردن اڑا دو گے تو خاک مرقد بھی پکارے گی اصحابی کا انجوم۔ بھول جاؤ حق قواؤ کو دبا لو گے۔ بھگا دو گے۔ موقف سے دستبردار کر دوا لو گے۔ ڈر جائے گا جبک جائے گا میں یقیناً ٹخیف و زار ہونے کے بجائے بدن کا مالک ہوں مگر دشمن کو مجھے جیل احد سمجھ لیتا چاہیے۔

تب نئے طرز سے تدارک کا سوچا گیا کہ محض جیل بیڑی کافی نہیں اسے زور دار بھنگا لگے گا تب سیدھا ہو گا اب جلدی ہی تھی سزا تجویز ہو گئی اور سزا دینے میں دیر بھی نہ لگائی گئی کہ تاخیر سے اس کے قوی مضبوط ہو جائیں گے اور پھر وہ نئے سرے سے مار پیٹ کر، خوب انتہیں پہنچا پچھا کر جیل لایا گیا وہاں اس کے استقبال کو لا تھی۔ ڈیڑا بیڑی۔ بجلی کے جھگے گرم ترین دلوں میں کڑی دھوپ رات کو نیند سے محروم غذا میں مرچیں ڈال ریت گھول کر کھانا پانا موجود تھا۔

او مجھ سے سوال کرنے والے۔ سن اور کان کھول کے سن لے کر پھر شاید سننے کا وقت نہ ملے۔ میرا سبق تھی ہے۔ میرا مرکز نگاہ دول دھن دولت اور دنیا طلبی نہیں تھیں ابھی تک سمجھ نہیں آئی میری نظر خلاق عالم کی توجہ اس کے بچے نبی حضرت محمد رسول اللہ کی نبوت اس مقدس پیغمبر کی آل و اصحاب کی وادواج کی عصمت کے تحفظ پہ نہ یہی میرا مطغ نظر یہی میرا نصب العین ہے میرا مشن مقدسین کی عزت و ناموس کی حفاظت ہے میں اپنی مقدس ماؤں کے آنکھ کی حفاظت میں مار کھا رہا ہوں میں اسی لئے پتہ رہا ہوں کہ ان کی عزت پر حرف نہ آئے میں ایی عاقل کے دوپٹہ جسی دوپٹے کے پھر کپڑے پر ہزار جان سے تھی فوج ٹٹ جاتی تھی جو جھڑا ملت اسلامیہ کی آن تھا آہو تھا وہ دیکھو اس جھڑے کو قہاے ہوئے ایک مقدس امانت سمجھتے ایک صحابی کا دایاں ہاتھ کٹ گیا اس نے دوسرے سے قہا لیا دوسرا ہاتھ بھی کٹا تو سینے سے لگا لیا جیتے جی جھڑا نہ کرنے دیا گردن کٹ مٹی تب بھی نہ گردنے دیا میں اس جھڑے کو اٹھائے ہوا ہوں میں اسے کیسے گردنے دوں میرے پاؤں کاٹ دو میں گھٹنے کے بل کھڑا رہوں گا۔ ہاتھ کاٹ دو میں تو زبان ٹا خوانی پر چلتی رہے گی میری گردن اڑا دو گے تو خاک مرقد بھی پکارے گی اصحابی کا انجوم۔ بھول جاؤ حق قواؤ کو دبا لو گے۔ بھگا دو گے۔ موقف سے دستبردار کر دوا لو گے۔ ڈر جائے گا جبک جائے گا میں یقیناً ٹخیف و زار ہونے کے بجائے بدن کا مالک ہوں مگر دشمن کو مجھے جیل احد سمجھ لیتا چاہیے۔

کیا پدی کیا پدی کا شوبہ۔ مگر کچھ عرصہ کے بعد بدقماش دشمن نے محسوس کیا کہ ہم خوش خیالوں میں جتا ہیں کہ یہ ملاں کیا کر لے گا مگر یہ کیا یہ تو دل دھلا رہا ہے۔ دلوں کی دنیا بدل چا رہا ہے قوم اس کی پکار پر گوش بر آواز ہے اور بلیک کتھی جا رہی ہے اس کے قدم بقدم چلنے پر آمادہ ہے پانی خطرے کی جگہ کو چھوٹے لگا ہے چنانچہ فوری بند باندھنے کی تدابیر ہونے لگیں اولاً ڈرائے دھبکانے اور پھر لالچ دینے کا سلسلہ چلا مگر جلد ہی معلوم ہوا کہ یہ شخص عام سے گارے مٹی کا بنا ہوا نہیں ہے کسی خاص مٹی سے خاص ساخت سے بنا ہے یہ نہ جھکا ہے نہ دھتا ہے نہ لالچ میں آتا ہے نہ ہی ڈرتا ہے دشمن نے پھر بھی یہی سمجھا کوئی بات نہیں ابھی پہنچا ہے ضد ہے اس کے پیش رو نہ ضمیر تھے یہ کس بارگ کی مولیٰ ہے۔

اسے جیل میں ان قیدیوں میں رکھا گیا جو انیوں پر سن ملنے پانی کر غل غلاؤہ کرتے اور قسٹ گالیاں بکتے ایک طویل عرصہ گزر جانے کے بعد اس کے حلقین بھی خواہوں اور ہم دردوں کے مطالبات اور دوڑ دھوپ اور بڑی جدوجہد کے بعد اس کی مشروط رہائی ہوئی اور ایک بار پھر وہ عوام میں پہنچ گیا۔

میری صدا کے دینے میری آہ مرش بریں پہ میری سوچ بلند میری فکر رسا تحفظ ناموس صحابہ مجھے کون خریدے میں دو بازار تھی میں صحابہ کرام کے ہاتھ کپڑے چکا میرے دام کون لگائے میرا سورا کون کھینچے۔

عظیم شخصیت کے عظیم کارنامے

محمد یوسف مجاہد
مکرمات سے جڑے سیکرلز
سچا صحابہ پاک است

امیرِ مہمیت نے فرمایا !

”مجاہد صاحب ہم نے ایک شاعر دیکر اور
تین الاقوامی دجال بیٹے کے خلاف جہاد کا آغاز
کیا ہے“

شیدہ کافر کے نعرے نے دشمنانِ صحابہ

والہل بیتؑ کو اپنی وضاحتوں پر لگا دیا ہے۔ اللہ

نے اپنے دین کا کام ہر روز میں لیا ہے خواہ

وہ غازی علم الدینؒ کو منتخب کرے یا شاہجی

کو۔ حضرت مولانا حق نواز بھنگوی شہید کے

چند واقعات تحریر کر رہا ہوں میں نے انتہائی

کوشش کی ہے۔ کہ حضرت بھنگوی شہید کے

معلوم کو ہی اہمیت دوں اور واقعات کی اصل

روح بھی متاثر نہ ہو میانوالی جیل سے لکھتا

شروع کرتا ہوں ۳ ماہ کی نظری بندی کے ۹۰

دنوں میں لاتعداد واقعات اور معاملات پر بحث

ہوئی ہر روز ۲۳ گھنٹوں میں بہت سارے

مکالمات ہوئے۔ معاملہ جی سے لیکر طرمزاح دے

کے لمحات بھی آئے۔ حضرت صاحب نماز فجر آئے۔

”مجھے سخت پیاس تھی میرے ساتھ

کے بعد مطالعہ شروع کرتے تقریباً“ سوا آٹھ

تاریخ غشی پر علاقے کے کچھ بااثر مگر فائدہ

ساز سے آٹھ کے قریب ناشتہ پھر تقریباً نو بجے

تک آرام فرماتے تقریباً“ دس بجے مطالعہ

شروع کرتے اور ایک بجے تک مسلسل مطالعہ

میں مشغول رہتے۔ نماز ظہر کھاتے اور چائے

کے بعد تقریباً“ پونے دو بجے سے تقریباً“ چار

بجے تک پھر مطالعہ۔ نماز عصر اور چائے کے

بعد چل قدمی کرتے نماز مغرب ملاخوں کے

پیچے پڑتے اور عشاء کی نماز و کھانے کے بعد

پھر مطالعہ کرتے اور اکثر رات دو بجے تک

پڑتے رہتے۔ اس دوران انہوں نے جناب ہر

کرم شاہ صاحب آف بھیرہ۔ جناب مولانا

مودودی مرحوم۔ جناب۔ حضرت رائے پوری

صاحب۔ دی بندی مسلک کی طرف سے کبھی

مٹی شدہ تقائیر اور شیشی نام فساد تقائیر و کتب

کا زبردست مطالعہ کیا۔ ایک روز مجھے کہنے لگے

”میں کیا باپ ہوں میرے پاس جب بھی اولاد

ہوئی ہے میں جیل میں ہوتا ہوں“ یہ جملہ

انہوں نے اپنے تیرے بیٹے مسرور نواز کے

پیدا ہونے پر کہا۔ انہوں نے مزید کہا کہ آج

کل آٹھ بجے کو سینکڑوں ہزاروں لوگ خواہش

کرتے ہیں لیکن میں نے سخت سے سخت

مراحل کو شانِ مرواگی سے نبھایا۔ ذمہ غازی

خان کے علاقہ میں مارشل لاء دور میں گرفتار

تھا۔ پندرہ روز بعد ملاقات ہوئی تھی۔ فقط ایک

فصل ”حالی اللہ وسایا“ مجھے ملے آتا۔ ایک

کو چینی۔ صابن اور دس پندرہ روپے مجھے

دے جاتا۔ ایک مرتبہ حاجی اللہ وسایا نہ

”مجھے سخت پیاس تھی میرے ساتھ

تاریخ غشی پر علاقے کے کچھ بااثر مگر فائدہ

ساز سے آٹھ کے قریب ناشتہ پھر تقریباً نو بجے

تک آرام فرماتے تقریباً“ دس بجے مطالعہ

شروع کرتے اور ایک بجے تک مسلسل مطالعہ

میں مشغول رہتے۔ نماز ظہر کھاتے اور چائے

کے بعد تقریباً“ پونے دو بجے سے تقریباً“ چار

بجے تک پھر مطالعہ۔ نماز عصر اور چائے کے

بعد چل قدمی کرتے نماز مغرب ملاخوں کے

پیچے پڑتے اور عشاء کی نماز و کھانے کے بعد

مروانی ! پھر وہ وقت بھی آ گیا کہ پولیس آفیسر

نے کہا کہ چلو سب کو تار بٹھیں دے دی ہیں۔

تب میرے ساتھ بھنگوی لگے افراد نے کہا

قائدِ ار صاحب ! حافظ صاحب کے بندے

ابھی نہیں آئے توڑا انتظار کر لیں تب انہوں

نے پولیس والوں کو بوٹیں پیش کیں اور

زبردستی مجھے بھی ایک بوٹ پائی۔ تقریباً“ تین

چند منٹ انتظار کے بعد ہم پھر بھنگویوں

سمیت جیل کی طرف چل دیے۔ مجاہد صاحب

میں نے تقریباً“ ۱۰ بجے سے ۲ بجے تک پیاس

برداشت کی نہ کوئی ملے آیا نہ ہی میں کسی

سے پانی کا گلاس تک مانگ سکا۔ کبھی کبھی

بیب بے واقعہ یاد آتا ہے تو غم غلا کرنے کیلئے

اکابر کی تاریخ پڑھتا ہوں۔ قائدِ ار کا شہر بھرا

فقر کبھی بھی یاد آتا ہے۔ حافظ صاحب !

بے کے آٹا ہوئے آہن تائیں آ جاوے آ

چلو پھیلے۔ اکابر کی تاریخ“ انبیاءِ خوب آنحضرتؐ

پر آزمائشیں اصحابِ رسول والہل بیتؑ پر

مظالم۔ تابعین و تبع تابعین پر امتحانات ان کا

مہر۔ استقلال ثابت قدمی۔ جدوجہد۔ مشن سے

لگن۔ ہمت و کوشش اور حق کوئی کے واقعات

پڑھ کر ایسے لگتا ہے پیسے میرے ساتھ کچھ بچو

نہیں ہوا۔ اگر خود خاتمِ المرسلین۔ رحمتِ دو

جہان پیسے برگزیدہ پیغمبرؐ اللہ نے آزمائشیں

دلی ہیں تو پھر ہم کیا کریں؟

محمد علی سے ہے آدمی کے ہر دو جہاں

کہ اس مکان کو عزت اسی کیس سے ملی

امد فیوض در مصطفیٰ کا کیا کرنا

بشر کو جو بھی سعادت ملی ہمیں سے ملی

آنحضرتؐ کے بعد جن کا کوئی جانی نہ

ہو۔ جن کی تحریف و تہذیب انبیاء کے بعد سب سے زیادہ بیان کی گئی ہو۔ جن کی صداقت و صداقت کے تذکرے سب سے مقدم و مقدس ہوں ایسے قدسی نفوس جن کے تذکرے سب سلاوی اور صفحہ آسمانی میں بار بار درجائے گئے ہوں ایسے نفوس قدسہ کے وقائع کیلئے شاید وہ حضرت نے مجھ جیسے فضل کتب کو متنب کیا ہے تو میں فقط عاشقین محمدؐ غلامان محمدؐ گداہان محمدؐ ندایان محمدؐ جاثاران محمدؐ کے خدام میں اپنا نام رجسٹر کرانے اور عمر بھر ان کی خدمت و وقائع کرنے کو اپنا فرض اور نصب العین قرار دے چکا ہوں۔

عاجلہ صاحب ! ہم نے دنیا کے بدترین دجال، کذاب، منافق، دین دشمن عقیدہ تحریف قرآن رکھنے والے۔ تقریر امامت کی آڑ میں انبیاء کی توہین اور عقیدہ ختم نبوت کی نفی کرنے والے بین الاقوامی دین دشمن طبقہ کو لگایا ہے یہ کوئی معمولی واقعہ یا کام نہیں اس پر عزت، آزادی، دولت جان سب کچھ داؤ پر لگ سکتا ہے۔ مگر اس صدی کے اتنے بڑے مشن سے پیچھے نہیں ہٹا جا سکتا۔ پہلے ہمارے لوگ صحابہؓ کی دین داری اور فضائل بیان کرتے جب دشمنان صحابہ متعدد الزامات کیساتھ انہیں کافر و مرتد کہتے۔ میں نے جس انداز میں قبم اٹھایا ہے دشمن دین اپنا ایمان ثابت کرنے پر لگ ہوا ہے اور یہ بھی اس کے نظریہ تہذیب و کثمتان کا حصہ ہے۔ میں دنیا بھر میں انشاء اللہ مدحت اصحاب رسول کی اک و وحوم چا دوں گا۔

اللہ نے دین کا کام ہر حال اور ہر دور میں لیا ہے کبھی حضرت شاہی کے انداز میں اور کبھی غازی علم الدین کے روپ میں۔ علماء کا ایک طبقہ فی الحال میرے موقف پر میرا ساتھ نہیں دے رہا مگر مستقبل میں ایک وقت ضرور آئے گا کہ دیوبندی، بریلوی، اہل حدیث علماء کو میرے موقف کی تائید کرنا پڑے گی۔ سائنوالی جیل میں نماز عمر کے وقت میری دنیا مجھے کتنی تیرا رسوائی ہے اب میرا ہوش میں آتا تیری رسوائی ہے مولانا شہیدؒ راقم الحروف سمیت مختص کمرہ میانوالی میں شیخ حاکم علی صاحب اور شیخ اشفاق صاحب بھی تقرر بند تھے۔ کام میں شرکت اور مشغولیت کے لئے طے پایا کہ اپنے اپنے کمرے دھونے کے علاوہ بقیہ کام کاج کیلئے پرچیاں والی جائیں۔ مولانا شہید کی پرچی لکڑیاں انہی کرنا اور درختوں سے ششیاں وغیرہ توڑنا کی نقلی۔ مولانا شہید روزانہ یہ کام سرانجام دیتے۔ میرے ذمہ حوالاتیوں سے کام لینا اور پھیل کمرہ سمیت ٹیل کی صفائی چھڑکاؤ وغیرہ کھانا حاکم صاحب کے ذمہ سالن ترکاری گرم کرنا اور کبھی کبھار تیار کرنا یعنی پکانا وغیرہ جبکہ اشفاق صاحب کے ذمہ برتن دھونا وغیرہ جس پر تقریباً ۳ ماہ تک بلا تاخیر مملو رہا ہوتا ہے۔ جب جیل گئے تو ہمارا ٹیل بدترین تھا جب ہمارا رہنا طے لیا گیا تو اس وقت ۳ ماہ کی کوششوں اور محنت کے سبب جیل میں بہترین تھا۔ جو پودے ہم نے لگائے تھے وہ پھول دے رہے تھے۔

شیراں والا یا جامعہ مدینہ۔ حضرت بھنگوی شہیدؒ نے رائیونڈ کے سالانہ تبلیغی اجتماع کے موقع پر جماعتی فیصلہ کے مطابق تربیتی کونشن اور جلسہ کی اجازت دے دی۔ مگر معاملہ اس وقت عجب صورت اختیار کر گیا جب بعض احباب نے پروگرام شیراں والا لاہور میں بعض احباب نے جامعہ مدینہ لاہور میں منعقد کرنے پر اپنے دلائل دینے شروع کر دیے۔ میں، تسلیم، بٹ صاحب و قادی منور صاحب مقابلہ مولانا کے پاس لے گئے۔ یہاں دیر تک بحث و محصلہ ہوئی۔ کہا کہ دونوں جگہوں پر ایک ایک پروگرام رکھ دیں۔ مگر یہ الگ بات ہے کہ لاہور میں پروگرام جامعہ مدینہ ہی میں ہوئے۔

پشاور میں سپاہ صحابہ کے فیصلہ کے مطابق یادگار چوک پر بت بڑی کانفرنس رکھی گئی۔ صوبہ سرحد سے بت سے علماء نے خطاب کیا اور بت دیر ہو گئی۔ سرحد میں انکو بلے جلد ختم ہو جاتے ہیں اور رات کو زیادہ دیر نہیں کرتے جلد ختم ہونے کے وقت تک مولانا کی تقریر شروع نہ ہو سکی۔ ہزاروں کا مجمع تھا ہر فرد مولانا کی تقریر سننے کا مشتاق تھا۔ میں نے منتظرین کو کہا کہ آدھی رات گزر چکی ہے میرے سمیت دیگر سب افراد سے معذرت کر لیں اور مولانا کو دعوت ختم دیں۔ سو ایسا ہی کیا گیا مگر مولانا تھے کہ شیخ سیکرٹری کو بلا کر کہا جب تک جیل سیکرٹری عاجلہ صاحب مایک پر نہیں آئیں گے۔ تقریر نہیں ہو گی۔ سو مجھے مجبوراً مایک پر جانا پڑا اور چند منٹ تقریر کرنا پڑی۔

یادگار چوک میں انشاء اللہ یادگار تقریر ہو گی جو مدقوں یادگار رہے گی۔ بھنگوی شہیدؒ۔

آپ مایک پر آئے علی خطبہ اور مختصر تجلید کے بعد آپ نے کہا ایک عرصہ سے پشاور انتظامیہ مجھے آنے سے روک رہی تھی مگر اب موقعہ میسر آیا ہے تو یادگار چوک میں یادگار تقریر ہو گی جو مدقوں تک یادگار رہے گی۔ تقریباً پونے تین گھنٹے کے طویل تقریر میں اپنے عقیدہ تحریف قرآن اور نظریہ امامت، رد راقیت اور شیشی تکفیر پر تاریخی تقریر کی اور دلائل دیے۔ یقیناً وہ تقریر سن کر نہ صرف مولانا کے تقررات کی تصدیق ہوئی ہے بلکہ مذہب شہید کو سمجھنے ان کے تکریر عقائد کے بارے معلومات اور ان کا رد کرنے میں علم حاصل ہوتا ہے اور مولانا کی اپنے مشن سے مشق و عقیدت انداز و علم کا انداز بھی بخوبی لگایا جا سکتا ہے۔ مولانا صاحب نے دیوبندی، بریلوی، اہل حدیث مفکرین سمیت

گورنر انوال انتظامیہ کی پوری کیمپ مجھے آنے سے نہ روک سکی تو جانے سے بھی نہیں روک سکی۔

ایک مرتبہ جنگ سے گورنر انوال روانہ ہوئے حضرت کو حالات کا علم تھا۔ مگر ہمیں اس وقت علم ہوا جب جلسہ گاہ کی طرف جانے والے تمام راستوں پر پولیس ہی پولیس موجود تھی ہمیں مولانا یعقوب راشدی کی مسجد میں جانا تھا جہاں جلسہ ہو رہا تھا۔ اگرتا سے ہمارا واؤ لگ گیا اور ہم مسجد میں تھے۔ اہل حدیث کتب فکر کے ترجمان مولانا عبداللہ صاحب تقریر کر رہے تھے۔ مولانا بھنگوی شہید نے اپنے مخصوص انداز میں خطاب کیا۔ لائسنس آف ہوٹل تو ہم نے چھت پر جا کر مولانا کو یعقوب راشدی صاحب کے گھر کی طرف لٹکایا دوسری طرف سے بھی انتقام تھا۔ مولانا ملحقہ گھر میں اور فلک شیر نعت خوان کو جیسے جیسے۔ بھنگوی جیسے کے نعروں سے جلوس کی شکل میں مخالف سمت لے جانے کی کوشش کامیاب رہی پولیس فکشر کے پیچھے پیچھے تھی اور ہم گاڑی نکال کر کسی اور جگہ چلے گئے نماز فجر سے یکدم دیر پہلے ہم بھی اٹھنے ہوئے اور جنگ کی طرف رواں دواں تھے۔ مسجد کی چھت سے دوسری سمت کود جانے کا معاملہ بڑا خطرناک تھا اور بہت مشکل بھی۔ برحال یقیناً پوری انتظامیہ مولانا کو آنے جانے اور تقریر کرنے سے روکنے میں کامیاب نہ ہو سکی۔

”وہ ہو قائلہ حق کا کارکن اور دیوبندی مگر عمل انتظامیہ کی ٹاؤٹی ہو دونوں چیزیں یکجا نہیں ہو سکتیں“

مولانا نے فرمایا مجاہد صاحب مظفر گڑھ انتظامیہ اور چند ٹاؤٹ قسم کے مولوی ایک عرصہ سے میری راہ میں رکاوٹ بنے ہوئے ہیں اس مرتبہ میں ہر حال مظفر گڑھ جانا چاہتا ہوں۔ کسی بھی صورت حال سے ہٹنے کیلئے آپ اور محمد سلیم اختر بہت صاحب ضرور آئیں گے۔ پروگرام کے مطابق مولانا کو سہ ماہیہ

دوسرے کنارے پر سانچہ ال ضلع ہے۔ میں گاڑی اور ڈرائیور کو لیکر واپس جا رہا ہوں اب کوئی آگے آیا تو گاڑی کے پیچھے ہو گیا پھر میری گولی کی زد میں۔ ہاں اپنے ڈی سی ایس پی کو بتا دو آج حق نواز چیچہ وطنی ضرور آئے گا۔

میں نے صورتحال کا جائزہ لیا اور مولانا کو گاڑی میں بٹھا دیا۔ واپس پر بات چیت ہوتی رہی اور ہم کلیہ کی مسجد میں آ گئے۔ پروگرام ملے ہوا۔ میں اور فلک شیر چیچہ وطنی کی ست کار پر روانہ ہوئے۔ چیک پوسٹ سے پیچھے گاڑی محفوظ مقام پر پہنچا دی گئی اور ہم بس پر سوار ہو گئے۔ فلک شیر اور میں الگ الگ نشستوں پر بیٹھ گئے کسی جگہ پر چینگ ہوئی۔ مگر ہم بچ گئے۔ پل پر بدستور پولیس کی بھاری جمیت موجود تھی میں نے ایک گاڑی چندا توڑی چاندنی میں دیا جلا جائے رے گنگنا شروع کر دیا اور آنکھیں بند کر لیں۔ گاڑی چل پڑی اور ہم چیچہ وطنی پہنچ گئے مولانا شہید ان ساتھیوں کے ہمراہ دو موٹر سائیکلوں پر سوار ہو کر راوی دیا کے کنارے پہنچے۔ دریا میں درمیانے درجے کا سیلاب تھا۔ ملاح کسی طوف کشتی دریا میں ڈالنے کو تیار نہ تھا۔ کوشش بسیار کے بعد مولانا شہید۔ جی جی عبداللہ شہید دو موٹر سائیکل سوار اور موٹر سائیکل بعد ملاح دریا کو بذریعہ کشتی پار کر کے دوسرے کنارے پر پہنچے۔

دونوں ڈرائیور جی جی شہید اور حضرت بھنگوی کو لیکر جلسہ گاہ کی طرف روانہ ہوئے۔ تقریباً پونے بارہ بجے میری تقریر ختم ہونے کو تھی کہ مولانا بھنگوی مسجد اور سٹیج کی عقبی دیوار سے چھلانگ لگا کر سٹیج پر پہنچے میں پیچھے ہٹا تو مولانا بھنگوی نے تقریر شروع کر دی۔ مولانا نے آغاز اسی حوالے سے کیا کہ انپکڑ تعداد کرتا تو میں تقریر نہ کرتا۔ واپس پر چند میل ہم نے موٹر سائیکلوں پر سفر کیا پھر گاڑی میں سوار ہوئے اور جنگ پہنچ گئے۔

اولیاء اللہ کے اقوال پیش کئے اور ہر صدی کے بزرگوں کے اقدامات و فیصلہ جات فیسی غیر کے ضمن میں پیش کئے۔

”یاد انپکڑ اپنے ایس ایس ڈی سے کہ دو بھنگوی چیچہ وطنی ضرور آئے گا۔“

چیچہ وطنی میں سرکاری جگہ پر امام بازار بنانے کے منصوبے کو ختم کر کے مسجد بنا دی گئی کی رسم افتتاح کیلئے حضرت بھنگوی کو منتخب کیا گیا۔ یہ سب کچھ بڑی جگت میں کیا گیا۔ راقم الحروف۔ فلک شیر حضرت بھنگوی کا غلام خاص اور خود امیر عزیمت بذریعہ گاڑی روانہ ہوئے۔ کلیہ پہنچ کر عدالتوں کے قریب چوک میں ایک ہوٹل سے چائے پی جس میں حضرت سید عطاء اللہ بخاری کی تصویر لگی ہوئی تھی۔ چائے پی کر گاڑی میں سوار ہوئے اور چیچہ وطنی پل کی دوسری سمت پہنچے تو عجیب منظر تھا۔ پولیس کی بہت بڑی جمیت موجود تھی۔ باوردی وسفید پوش اہلکاران آگے بڑھے۔ مولانا پہچان لئے گئے اور داخل بندی کے کانڈا پیش پیش گئے مولانا نے کہا یہ تو ایک کاپی ہے دو بونی چائیں۔ پولیس انپکڑ! سر آپ تشریف رکھیں بوقت نہیں۔ ابھی فوٹو سٹٹ کروا لاتے ہیں۔ آپ اپنا ڈرائیور وگاڑی بھیج دیں۔ آپ کے پاس بہت سی گاڑیاں اور ڈرائیور ہیں کسی کو بھیج دیں یہ میرا کام نہیں حضرت بھنگوی نے فرمایا۔ انپکڑ نے کہا کہ تعداد بھی کوئی چیز ہوتی ہے۔

مولانا نے کہا کہ ٹھیک ہے آپ گاڑی میں آجائیں آپ کی موجودگی میں فوٹو سٹٹ ہو جائیں گی اور میں احباب کو بھی قیل سے مطلع کر دوں گا۔ انپکڑ نے کہا کہ آپ تو آگے نہیں جا سکتے مولانا نے کہا میں گاڑی اور ڈرائیور بھی نہیں دے سکتا۔ اس پر تلخ کلائی ہوئی۔ مولانا شہید عام ڈگر سے ہٹ کر تھے۔ انپکڑ گاڑی اور ڈرائیور کو قابو کرنے پر تلا ہوا تھا مولانا بھنگوی پٹنل نکال کر گاڑی سے باہر آ گئے۔ ”انپکڑ گاڑی اب پل پر ہے پل دریا پر ہے ایک کنارے پر فوہ ضلع اور

مظفر کرمہ میں داخل ہوا تھا اور تاڑ دیا تھا کہ وہ قتل کی سب سے بعد دوپہر آئیں گے۔ غالباً پل تھری ٹائم تھا میں اور محمد سلیم اختر بٹ صاحب حسب پروگرام پہنچ گئے۔ استقبال ہوا۔ جلوس بنا۔ ٹریفک رکی اور نماز مغرب کے وقت یہ صورت ہو گئی کہ جلوس بہت بڑا ریلوے بن گیا اور شہر کی سمیت ہر طرف ٹریفک جام ہو گئی۔ کارکنان اور عہدیداران نے بتا دیا تھا کہ دو بجوں پر پانی چھوڑ دیا گیا ہے اور سروسٹ کسی جگہ بھی جلسہ کا انتظام نہیں ہو سکا۔ مین روڈ پر ایک پٹرول پمپ پر کھڑے انتظامیہ کے ذمہ دار افراد نے کہا کہ آپ ڈی۔ سی صاحب سے بات کریں اور ٹریفک دور دور تک رکی ہوئی ہے۔ سلیم بٹ صاحب نے گاڑی پر کھڑے کھڑے میری طرف اشارہ کیا۔ جواباً انتظامیہ نے میری طرف رخ کیا مذاکرات شروع ہوئے۔ میں نے کہا کہ دو بجوں پر پانی چھوڑ دیا گیا ہے تیری جگہ انتظام نہیں مغرب کی اذان ہوا چاہتی ہے ایسے میں میں جلسہ اسی روڈ پر اور اسی جگہ کروں گا۔ پٹرول پمپ کے عین سامنے ایک بہت بڑا پلاٹ تھا جس کے پچھلے سرے پر ایک مسجد تھی ذریعہ قیام مکان کے سبب قدرتی طور پر ایک سٹیج بنا ہوا تھا۔ انتظامیہ کی توجہ ٹریفک پر مرکوز تھی میں نے کہا کہ تمام کارکنان گاڑیوں سے نیچے اتر جائیں اور دس منٹ کے اندر اندر اپنی اپنی گاڑیاں سڑک سے اتار کر کچے پر بائیں ہاتھ لے جائیں بٹ صاحب اور میں مذاکرات میں مصروف رہے اور ہدایت کے مطابق عشاء سے قبل کارکنان نے قاضی۔ ٹیوب لائنیں اور بارڈن فٹ کر دیئے۔ اور دریاں بچھا دی گئیں جلسہ گاہ منوں میں تیار ہو گئی۔ درجنوں کارکنان نے زبردست کوشش محنت کا تاریخی مظاہرہ کیا۔ اعلان ہوا۔ پھر عشاء کی اذان و نماز اور جلسہ شروع ہو گیا۔ کسی کو بھی سامنے چند افراد کے علم نہ تھا کہ حضرت جھنگوی کہاں ہیں۔ آپ تشریف لائے۔ استقبال ہوا اور بعد خطبہ آپ نے کہا

تقریر سے پہلے مقامی علماء اور انتظامیہ پر سب لاگ تبصرہ کروں گا۔ علماء کو مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ کوئی دیوبندی عالم جس کا تعلق قافلہ حق سے ہو اور وہ انتظامیہ کی ٹائیگر لے یہ نامکن ہے۔ آپ نے اپنے انداز میں مختلف فقرات و الفاظ چست کے اور خوب قبل کی۔ انتظامیہ کو مخاطب کر کے کہا کہ آج تقریر نہیں کروں گا آگ اور شعلے برساؤں گا۔ پھر آپ نے جو تقریر کی اس نے سالہا سال کی لیت نکال دی اور سبھی مقررین پر مقدمہ بنا اور وہ تقریر ”ہنگ اور شعلے“ کے عنوان سے مشہور ہوئی۔

میان چٹوں کیسے گئے مرکزی دفتر میں فون آیا کہ مولانا پر پابندی ہے ضلع خانیوال میں داخلہ بند ہے۔ سرائے سدھو سے عبدالکھیم آتا تھا پھر چوہدری دکنڈہ سے فارغ ہو کر رات میں چٹوں خطاب تھا پتہ چلا سرائے سدھو سے تو چل پڑے ہیں مگر عبدالکھیم نہیں پہنچے شاید گرفتار ہو گئے ہیں یا کسی مشکل میں ہیں۔ راتم الحروف محمد سلیم بٹ صاحب اور شیخ اشفاق صاحب گاڑی لیکر عبدالکھیم پہنچے۔

معلوم ہوا کہ مولانا ابھی ابھی تقریر کر کے کسی معلوم علاقے کی طرف روانہ ہوئے ہیں۔ شاید گرفتار ہو جاتے ہیں سید اسحاق شاہ صاحب المعروف پیر بلالی آئے آ گئے انہوں نے انتظامیہ کو اپنی طرف متوجہ رکھا اور مولانا طے شدہ پروگرام کے مطابق موٹر سائیکل پر سوار ہو کر چلے گئے ہیں۔ ہمیں چائے وغیرہ پیر اسحاق شاہ صاحب نے پلائی۔ میان چٹوں پہنچے تو عشاء کی نماز کا وقت ہو چکا تھا۔ ہم نے اپنی گاڑی کسی اور طرف روانہ کر دی۔ خود مسجد کے قریب چائے کے ہوٹل پر بیٹھ کر چائے پینے لگے۔ بعد عشاء جلسہ شروع ہوا۔ تقریر کا سلسلہ جاری و ساری رہا محمد سلیم بٹ صاحب نے تقریر کی اور مخصوص فقرات پر پہنچے تو میں خود بخود سٹیج پر پہنچ گیا میں نے تقریر ختم کی تو ظاہر جھنگوی نے اپنی آواز کا جادو جگانا شروع کیا۔ میں کچے سے باہر گیا۔

مولانا شہید نے طبع بدلا ہوا تھا ایک افسر نے پوچھا میںاں رش کیوں ہے؟ افسر نے جواب دیا بلیا مولویاں دا جلسہ اے۔ مولانا نے کہا اچھا آگے بیٹھے اور مسجد میں داخل ہوئے جب لوگوں نے دیکھا تو مولانا کے لئے استقبالیہ نعروں کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ مولانا شہید نے سیر حاصل تقریر کی۔ لائنیں آف ہوئیں میں اشفاق اور مولانا مسجد کے چنار پر چڑھ گئے بیڑی گا کہ ایک سیرا چنار پر تو دوسرا سرا گلی کے دوسری طرف یوں مولانا سڑک عبور کر گئے۔ ہم چنار پر فخر گئے پولیس اندر میرے مایع چلا چلا کر مولانا کو تلاش کرتی رہی۔ روشنیاں بحال کر دی گئیں۔ ہم نے کھانا کھایا اور صبح صادق جھنگ کی طرف روانہ ہو گئے۔

الہان کوٹ اور بلدیہ گراؤنڈ میں جس شان و شکرت سے کانفرنس منعقد کی جا رہی ہے آپ اس پر داد و تحسین کے لائق ہیں مگر آسانی سے میں بھی نہیں پہنچا آپ کے سامنے ابھی ابھی دیوار پچاند کر مینڈیم میں داخل ہوا ہوں۔“

کوٹ اور شہر میں واقع مینڈیم میں ایک کانفرنس کا اہتمام تھا۔ مقامی انتظامیہ یہ تاڑ دے رہی تھی کہ مولانا حق نواز کو شہر میں داخلے کی اجازت نہ ہے۔ بندہ کو کوٹ اور پہنچنے کا پیغام ملا براہ راست چوک اعظم کوٹ اور بازار سے کھانا کھایا۔ مینڈیم میں پہنچا تو کوئی شامسا چرو دکھائی نہیں دے رہا تھا۔ بعض نے پہنچانے کی کوشش کی تو میں طرح دے گیا۔ کافی دیر آوارگی کے بعد فلک شیر نعت خوان نے مجھے اور اسے میں نے دیکھ لیا اشاروں اشاروں میں ایک طرف نکل گئے مولانا صاحب کی رہائش اور مینڈیم تک راستہ وغیرہ قاضی ہونے کے بعد ہم دونوں جلسہ گاہ میں آ گئے جلسہ کیا تھا معلوم ہوتا تھا کہ پورا کوٹ اور امنڈ آیا ہے۔ انتظامات بھی بڑی خوش اسلوبی سے کئے گئے تھے۔ میں اپنی تقریر کے مخصوص فقرات ادا کر رہا تھا اور کبھی کبھی وقت بھی

تجھ سے تاریخ کے چہرے نے ضیا پائی ہے

مولانا حق نواز شہید کی نگاہیں اپنی ماں کا چہرہ کیوں نہ دیکھ سکیں؟

محمد عیسیٰ خاں عبدالحمید

مولانا حق نواز بھنگوی ابھی ایک

برس کے تھے کہ آپ کی والدہ مکرمہ انتقال کر گئیں۔

”ماں“ کیا ہے؟ کس عظیم رشتے کا

نام ہے؟ معاشرے میں اس کا کردار کیا رہا

ہے؟ ”ماں“ اپنے بچے کی پرورش کی ذمہ دار

ہوتی ہے۔ جب بچہ بگڑتا ہے تو ”ماں“ اسے

جھولا جھلاتی ہے۔ مٹھی مٹھی لوریاں دیتی ہے۔

جب بچہ سردی محسوس کرے تو اسے گرم

پکڑوں میں لپیٹ لیتی ہے اور جب گرمی کا

موسم ہو تو ”ماں“ اپنے بچے کو ہوائے خشک

میں سلا دیتی ہے۔ جب بچہ بھوک کی وجہ سے

زار و قطار روئے لگے تو اس کی زبان کو سمجھ

کر اسے دودھ پلانے والی ”ماں“ ہوتی ہے۔

”ماں“ کس عظیم رشتہ کا نام ہے؟ شاعر نے

اسے ان الفاظ میں بیان کیا ہے۔

”یقیناً“ دھوپ بھی پینٹی نہیں ہوگی وہاں اب تک

سلامت ہے جہاں بھی مانتا کا ساتیاں اب تک

کبھی راتوں کو اکثر نیند سے جب دور ہوتا ہوں

مجھے پتہ سمجھ کر لوریاں دیتی ہے ”ماں“ اب تک

قابل غور مقام ہے کہ امیر عزیمت

مولانا حق نواز بھنگوی جیسی عظیم شخصیت کو

ایک برس کی عمر میں ”ماں“ کے عظیم رشتہ

سے دور کیوں کر دیا گیا؟ مولانا شہید کی نگاہیں

اپنی ”شفیق ماں“ کا چہرہ کیوں نہ دیکھ سکیں؟

مولانا شہید کو اپنی ماں کا پیار میسر کیوں نہ

آیا؟ میں ان سوالوں کا جواب اسلامی تاریخ

کے صفحات سے مانگوں گا کہ کیا تاریخ میں کوئی

ایسی شخصیت بھی گذری ہے کہ جس کی

”ماں“ اس کی سفر سنی میں انتقال کر گئی ہو اور

خوابیدہ قوم کو تاریخ کے مخفی ابواب سے آشنا

کیا وہ تھے شہید ناموس صحابہؓ امیر عزیمت

شعلہؓ، شہنشاہ حضرت مولانا علامہ حق نواز

بھنگوی شہید۔

مولانا حق نواز بھنگوی قیام پاکستان

کے پانچ برس بعد ضلع جھنگ میں پیدا ہوئے۔

بارہ سال کی عمر میں قرآن مجید حفظ کرنے کے

بعد عبدالحمید تشریف لائے۔ جہاں آپ نے

جامع مسجد محمدی جو ”مسجد شہنائولی“ کے نام

سے مشہور ہے میں روپنڈ کی معروف شخصیت

قاری تاج محمود صاحب سے قرأت و تجوید کی

تعلیم حاصل کی۔ یہاں سے آپ ”علوم دینیہ

کی فکھی لے پاکستان کی معروف دینی درسگاہ

دارالعلوم کبیروالہ میں تشریف لے گئے۔ جہاں

پانچ سال کے مختصر سے عرصہ میں آپ نے

دینی علوم میں مکمل دسترس حاصل کر لی۔ اور

پانچ سال کی عمر میں آپ ”بلور خلیب جھنگ

تشریف لائے۔

آپ کی ہمارا زیت سے تاریخ کے

ان ہیروز اولیاء ابدالوں اور فلسفیوں کے

نفوس ملتے ہیں جنہوں نے اپنے اپنے وقت میں

ہمت و استقلال اور مہر و استقامت کی مثالیں

قائم کیں اور ظلم و ستم کے پڑھتے ہوئے خوفناک

طوفانوں کے رخ موڑ دیئے۔ گویا آپ کی

زندگی کا مطالعہ تاریخ کے کئی رہنماؤں کی

زندگیوں کا مطالعہ ہے۔ اور جب بھی کوئی

مورخ آپ کے سوانح حیات رقم کرنے کے

لئے قلم اٹھائے گا تو اسے آپ کی ہر ایک ادا

میں اور ہر ایک انداز میں مسلم سکالروں کے

نفروش حیات نظر آئیں گے۔

تاریخ انسانی کے اوراق جرات و استقلال کی

ان سہری داستانوں سے مجھے پڑے ہیں جن

کی زندگی بخش خوشیوں سے دنیاے علم و عمل

سدا معطر رہے گی۔ بیل بیل اور اولوالعزم

انسان ہمیشہ انسانی قلوب میں جذبات اور

انتخاب پیدا کرتے رہے ہیں۔ اور کسی دور میں

بھی ان شخصیات کی کمی نہیں رہی ہے۔

جنہوں نے اپنے کردار کی عظمت اور ارادے

کی چمکی سے تاریخ کے دھارے کا رخ بدل

دیا۔ ایسی عظیم ہستیوں سے متعلق زبان غیر

یوں ہی کہا جاسکتا ہے کہ

They die but their death makes them

immortal because they live in our hearts.

ہم اس روشن حقیقت کا تقاریر اس

عظیم انسان کے کردار میں کر سکتے ہیں جس

نے رحمت عالم، ہادی کائنات حضرت محمد مصطفیٰ

احمد متقی مسلم کی حیات خلیب کو اپنے لیے

مشعل راہ اور عظمت اصحاب رسول کو اپنی

زندگی کا نصب العین قرار دیا۔ اور جس نے

اپنی فہم و فراست اور سحر طراز جادو بیانی سے

پندرہ سو سالہ تاریخ میں مخفی سیکڑوں بدین

چروں سے منافقت کے ثقب الٹ دیئے اور

تاریخ کے ان مجرموں کو عدالت عوام کے

کنبرے میں لا کھڑا کیا۔ تاکہ عوام میں یہ پہچان

پیدا ہو کہ تاریخ کے قبرستان میں مدفون

گروہوں انسانوں میں کون عاشق رسول تھا؟

کس نے اپنے خون سے چمن اسلام کی آبیاری

کی؟ اور کس نے اسلام کے مکتبے کوئی

گلستان کو زک بچانے کی کوشش کی؟

مسلمان عوام میں جس منفرد شخصیت

نے یہ پہچان اور شعور پیدا کیا اور جس نے

وہ مسلم قوم کا اسرار بن گیا ہو؟ اپنے وقت کرمہ رحلت فرما گئی۔ یہاں بھی یہی مقصود تھا کہ اہل بیت کو۔۔۔ لکھنی بنا ہو۔۔۔ اور قید بنا ہو۔۔۔ کہ جس عطاء اللہ شاہ بخاری نے ایک سو چھپ میں تاریخ کی ورق گردانی کرنا ہوں تو جہاں مجھے ایک طرف امیر شریعت سید نے برصغیر میں تحریک آزادی کے افادہ روشن عطاء اللہ بخاری کی شخصیت نظر آتی ہے وہاں کرتے تھے اگر آپ کی "ماں" آپ کے چہرے کے پوسے تھیں۔ شفقت اور پیار سے چومتی۔ اور آپ کو نرم ونازک پھولوں پر سونے کا عادی بنائی تو والدہ۔ عطاء اللہ عفت اسلام کی خاطر ختم نبوت کی خاطر اور آزادی وطن کی خاطر عرف کی سطوں پر سونے کی معویتیں برداشت نہ کر سکتا۔

ایسا کیوں ہوا؟ اس کے اسباب کیا تھے؟ علماء فرماتے ہیں کہ خالق کائنات اپنے جس بندے سے کوئی کام لینا چاہیں تو اس کی پرورش اور تربیت کا انتظام اپنے ذمہ لے لیتے ہیں۔ اور چونکہ حضرت محمد بن عبد اللہ کو اللہ رب العزت نے نبوت عطا کرنی تھی اس لئے آپ کی والدہ کرمہ کی وفات کے بعد آپ کی پرورش کا انتظام اللہ تعالیٰ نے اپنے ذمہ لے

لیا۔ اور آپ کی پرورش اس طرح کی گئی کہ مستقبل میں جب آپ کے اپنے رشتہ دار آپ کے مخالف ہو گئے اور آپ کو "جہنم" اور "دیوانہ" کہنے لگے تو آپ کو اپنی "علم والی اور امن والی ماں" کی گود یاد نہ رہی بلکہ خالق کائنات کا پڑھایا ہوا یہی سبق یاد رہا۔

وانذر عشیرتک الاقربین۔ (القرآن)۔

یالہیا العزمل۔ قم فاندز۔ طائف کے بازاروں میں یہی درس یاد رہا۔ ان اللہ مع الصبرین۔ میدان جہاد میں یہی کلمات یاد رہے۔ یالہیا النبی جابد الکفار والمنافقین واغلظ علیہم۔ یہ تو خاتم النبیین رحمتہ الامامین

شامی محرم ساقی کوثر کی سیرت طیبہ ہے۔ تاریخ کی دوسری عظیم شخصیت سید عطاء اللہ شاہ بخاری ہیں۔ آپ اپنی عمر کے چوتھے سال تعلق "مومنوں کی ماں" سے شروع سے ہی داخل ہوئے ہی تھے کہ آپ کی والدہ جوڑ دیا تھا۔ مولانا شہید کی نگاہوں نے اپنی

"مفتی ماں" کا چہرہ تو نہ دیکھا مگر خالق کائنات نے خواب میں آپ کو مومنوں کی "ماں" کی زیارت کرا دی۔ مولانا شہید کو اپنی "حقیقی ماں" کا تو پیار میر نہ آیا۔ مگر خالق نے مومنوں کی ماں کا پیار آپ کے دل میں اس قدر گہ کوٹ کر بھر دیا تھا کہ آپ کی منتظر سے یوں معلوم ہوتا تھا کہ آپ "جیسا" خدا کا کر بیٹا "آج تک جیسے کسی "ماں" نے بتایا نہ ہو۔ مولانا شہید نے ۱۸۹۸ء میں خان پور میں خطاب کرتے ہوئے فرمایا تھا کہ "میں چاہتا ہوں کہ میں آج کائنات کے مومنوں کی "ماں" امام الکونین کی عزت اور آئندہ کو اس طرح خزانہ عقیدت پیش کروں کہ جس طرح ایک حلالی بچہ اپنی ماں کی کرتا ہے۔ میری خواہش تھنا اور تڑپ ہے کہ ہم اس "ماں" کی قدر و منزلت کو عام کریں۔ مسلمان قوم کو اس کی عظمت سے آگاہ کریں۔"

مولانا حق نواز شہید جب مومنوں کی "ماں" کا تقدس بیان کرتے ہوئے دشمن کے چہرہ سے نقاب اٹھتے تھے تو اپنے درد دل کا اظہار ان الفاظ میں کرتے تھے۔

----- ہائے ای۔ ای۔ ای۔ اللہ میری آواز میری اہی عائشہ تک پہنچا کہ میں مجبور ہوں کہ تیرے مذہبی تقاضوں کو میں عداوتی طور پر قبول کروانا چاہتا ہوں۔ ورنہ میں یہ کفر کبھی بھی نقل نہ کرتا۔ اللہ میری معافی کے الفاظ اپنی قدرت کالمہ سے میری اہی عائشہ تک پہنچا۔ تجھے ساری قدر تیں ہیں۔ ای۔ ای۔ ای۔ ای۔ ای۔ عائشہ اگر مجھے تیرے دشمن کی دشمنی کو واضح کرنا مقصود نہ ہوتا تو میں یہ الفاظ نقل نہ کرتا۔ نقل کفر کفر نہ باشد کہ کر "نعوذ باللہ کہ کر" معاذ اللہ کہ کر "لرزتے ہوئے دودھ کیساتھ میں یہ الفاظ نقل کر رہا ہوں۔ سنی بیدار ہو۔ سنی اٹھ کھڑا ہو۔ سنی فیرت کر۔ سنی ہوش کر۔ سنی بے ضمیری چھوڑ۔۔۔ بے ایمان اشتیاق کاظمی اپنی کتاب چراغ مصطفیٰ کے صفحہ نمبر ۶ پر لکھتا ہے کہ "بیٹو! تم عائشہ کو عورت سمجھتے ہو یا

باندھ دی؟

ہائے عانکہ۔ کون عانکہ۔ جس مولانا شہید نے علوم دینیہ کے حصول کے لیے جہاد کرنا شروع کیا۔ ۲۔ آئیں۔ وہاں کوفہ کے جابر شہید عسکران عید اللہ ابن زیاد اور کوفہ کے "اغمارہ بنار" شیعوں کے چہرے سے بھی شہید ہو گئے۔ مولانا قن نواز شہید جب اسٹیج پر آئے تو تاریخ کی وہ کتابیں جو صرف الماریوں کی زینت بن چکی تھیں، انسانی ذہن کی زینت بنی۔ اور آپ کی ہماراد زینت سے تاریخ کے "صفحات" کو "روشنی" ملی۔ یہاں یہ کہنا بھی مبالغہ نہ ہو گا کہ مولانا قن نواز کا تاریخ پر "احسان" ہے۔ کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے کہ

مولانا جھنگوی شہید کے مذکورہ کلمات سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ خالق کائنات نے آپ کے دل میں حضرت عانکہ بنت صدیق اکبرؑ کی محبت اس طرح بھری تھی کہ دشمن اسلام کے بڑا بڑا قاتلانہ حملے، گورنمنٹ کی تاریک جلیں، ۳۰۴ کے جوئے مقدمات اور پولیس تشدد آپ کو حلیفہ کائنات کی تقدیریں بیان کرنے سے باز نہ رکھ سکے۔

یہ وجہ صورت، پختہ قامت، جوانمرد اور بے مثل خلیفہ مولانا قن نواز شہید کی زندگی کے ایک ساعت کا تذکرہ تھا۔ اگر آپ کی پوری حیات کو تاریخ کے آئینہ میں دیکھا جائے اور رقم کیا جائے تو یہ مضمون ایک جامع کتاب کی شکل اختیار کر جائے گا۔ اس لیے کہ ہمارا دعویٰ ہے کہ مولانا شہید کی زندگی کا ہر حصہ ہر لمحہ تاریخ کے کسی نہ کسی راہنما کی "زندگی" اور "خدمات" کا ترجمان ہے۔ اور آپ کی ہر ایک ادا اور ہر ایک انداز سے کسی نہ کسی اکابر کے نقوش حیات ملتے ہیں۔ مولانا جھنگوی شہید کی والدہ محترمہ کا انتقال آپ کی ایک سال کی عمر میں ہوا، تاریخ کے دلائل سے ثابت ہے کہ یہ ایک "مکرامت" تھی۔ اس کے علاوہ آپ کی جوانی کے چند حالات و واقعات جو بعض تاریخی شخصیت سے مطابقت رکھتے ہیں انشاء کیساتھ رقم کیے جاتے ہیں۔

۱۔ مولانا شہید نے بارہ برس کی عمر میں قرآن مجید حفظ کرنا شروع کیا جبکہ قید امت مولانا رشید احمد گنگوہی نے بھی بارہ برس

بجائے خاصیت کا لفظ مندرجہ

ایک تاریخ رقم کی ہے۔ ان کی جرات کا پیمانہ

بہ امداد کر رہا ہے۔

انہ کے میکے چل دیا ساقی

وہ سے وہ خم وہ سراق وہ جام باقی ہے

آج مولانا ایثار القاسمی کا پیمانہ نوجوان

نسل کے لئے مشعل راہ ہے۔ اور مجھے بڑی

خوشی ہے کہ جنگ میں سپاہ صحابہ کی تنظیم نو

اور "باطل" میں تیز کھائی۔ "شہید" میں

"فرق" بتایا۔ اور تاریخ کی کتابوں کو لائبریریوں

سے نکال کر عوام کے سامنے پیش کیا تاکہ

مسلمان عوام میں یہ پہچان ہو کہ تاریخ انسانی

میں وہ کوئی شخصیت ہیں کہ جنہوں نے عظمت

اسحاب رسولؐ کو اپنے سینے سے لگایا؟ اور صحابہ کو

وہ کون تھے جنہوں نے اسحاب رسولؐ کی شان

میں گستاخیاں کیں؟ جب "عوام" نے تاریخ کا

مطالعہ کیا تو جہاں خلیفہ اول سیدنا صدیق اکبرؑ

جیسے "مفتیِ بقیہ" کی شخصیت سامنے آئی وہاں

اللہ تعالیٰ کے بانی عبداللہ بن سبا کی "پہاں"

بازیاں بھی سامنے آئیں۔ جہاں فاروق اعظمؓ

جیسے "عاشقِ رسول" کی شخصیت سامنے آئی تاکہ

وہاں ایران کے بدترین شہید ابولولو فیروز کا

عقائد بیان سکے۔ عصر کی نواز کا وقت ہو چکا تھا

ہدایہ کردار بھی سامنے آیا۔ جہاں نواسہ رسولؐ

سیدنا حسین ابن علیؑ کی عظیم "قریباں" سامنے

عظیم الشان کائناتیں اختتام پذیر ہوئی۔

امیر عزیمت مولانا حق نواز جگر کی شہید

مؤرخین
ماہرین

جانب ہے۔

آپ کا اصول تھا کہ حق بات کہنے سے بھی گریز نہ کرو۔ حالات سے ڈر کر سچی بات کہنے میں ہچکچاہٹ اختیار کرنا انسانی بزدلی اور ایمان کی کمزوری ہے۔

مولانا حق نواز شہید کی ذات گرامی کلمات کا مجموعہ تھی آپ اس دور میں اپنے اسلاف کا عملی نمونہ تھے۔ آپ کی شخصیت کا ایک نمایاں پہلو شہرت سے بے نیازی تھی اسی کا اثر تھا کہ آپ ہمیشہ سربلند رہے۔ سیاست میں جاہ و منصب کی طلب ایک بڑی خرابی ہے بہت کم ہی رہتا اس خالی سے پاک ہوتے ہیں لیکن اس قدر اپنے مشن میں مخلص تھے اور جاہ و منصب سے بے نیاز تھے کہ آپ نے فرمایا ہیں کسی کا قاتل نہیں ہوں سپاہ صحابہ کا ادنیٰ رضا کار ہوں اور اسی پر فخر کرتا ہوں (منظر گڑھ میں خطاب)۔

آپ نے اس قدر محنت اور خلوص سے کام کیا کہ آج آپ کی جاری کردہ تحریک مدح صحابہ دنیا کے درجنوں ممالک میں پہنچ چکی ہے اور سپاہ صحابہ کے یوش قائم کر دیئے گئے ہیں ہم سب سے پہلے اس کامیابی پر اللہ تعالیٰ کی مدد و نصرت پر شکر ادا کرتے ہیں کہ چند سالوں میں مولانا جھنگوی شہید کا قاتلہ حق کہیں سے کہیں پہنچ گیا ہے۔

آج سپاہ صحابہ پاکستان نے پارلیمانی زندگی میں ایک مضبوط قوت کی حیثیت حاصل کر لی ہے۔ یہ محض اللہ تعالیٰ کے فضل سے حاصل ہوا ہے کہ سپاہ صحابہ مسلمانوں کے بنیادی عقائد و نظریات کا تحفظ کرنے والی عالمگیر تحریک بن چکی ہے۔ ان تمام کامیابیوں کے پس منظر میں بانی سپاہ صحابہ کی بے مثال جدوجہد ہے۔

حق نواز شہید میں عزم و وصلہ جرات

امیر عزیمت علامہ حق نواز جھنگوی توحید جو کہ اسلام کی بنیاد تھا کو پامال کرنے کی شہید" اسلامیات عالم کے ان جلیل القدر ہر ممکن سعی کی۔ اللہ تعالیٰ کو نظریہ "ہوا" کے مجاہدوں میں سے ہیں جنہوں نے اپنی تمام تحت بھول جانے والا لکھا گیا۔ عقیدہ شتم نبوت زندگی تحفظ اسلام کیلئے وقف کر دی تھی کے مقابلے میں نظریہ امامت پیش کیا گیا خاتم اسلامی عقائد و نظریات کے تحفظ کیلئے کسی قربانی المومنین رحمۃ اللعالمین حضرت محمد مصطفیٰ کو سے دریغ نہ کیا جھنگوی شہید" درد دل رکھتے پاکام قرار دے دیا غرض یہ کہ غیبتی نے ایوب کو والے بے پاک حق گو اور غیور عالم دین تھے۔ وعز کو کافر و مرتد لکھا۔ اصحاب رسول کو قرآن وہ اس بات کو شہادت سے محسوس کا باقی کیا۔ پوری دنیا کی راقیت دیکھتے ہی کرتے تھے کہ دشمنان اسلام نے مسلمان قوم دیکھتے ان غلیظ عقائد کو اسلام کا لیل لگا کر کی عقلت و شوکت کو شتم کرنے کیلئے اصحاب پھیلائے میں معروف ہو گئی خانہ فرہنگ ایران رسول پر کفریہ بحث اور توہین امیر لڑچکر کی ثقافت کے نام پر مبینی کے خطاب مفت تقسیم اشاعت شروع کر رکھی ہے ان کے نزدیک کرنے لگے دہشت گردی کیلئے اسلحہ کی تقسیم اسلام کی سرپرستی کیلئے اصحاب رسول کی شروع ہو گئی۔ ان حالات میں اللہ تعالیٰ کی ناموس کا تحفظ کرنا فرض عین تھا۔ اس مقصد رحمت کو جوش آیا۔ اس راقیت کے مقابلے کی خاطر شہید قائد کی ساری زندگی جدوجہد میں علامہ حق نواز شہید کا انتخاب ہوا۔ لہذا سے عبارت ہے۔ قید و بند تو معمول بن چکا یہ مصلحت سوز شخص

فتاویٰ اللہ کی ت میں ہٹا کا راز مضر ہے تھا۔ آپ حقیقتاً حق نواز تھے۔ حق کو کہنے سے مرنا نہیں آتا اسے جینا نہیں آتا ڈنکے کی چوٹ بیان کیا کرتے تھے مگر آپ کو کہنا لغو مستان بلند کرتا ہوا میدان عمل میں کود دینا کے بدترین باطل سے واسطہ پڑا۔ باطل کی گیمیا۔ اس کی لٹکار ملک کے کوئے کوئے میں غنڈہ گردی اور سحرانوں کی بے اعتنائی کو گونجنے لگی۔ شہید قائد کی خطابت تمام خوبیوں سرعام انہوں نے عیاں کیا۔ اس قدر مصائب کا مرقع تھی۔ شورش کاشمیری نے جو باتیں برداشت کئے کہ ان کے نزدیک تحفظ اسلام کی خاطر ہر مشکل سعادت بنتی چلی گئی۔ بالکل اس کا نمونہ تھے۔

شہید قائد کی خطابت میں زہد کی ۱۱ فروری ۱۹۷۹ء کے ایرانی انقلاب کے بعد راقیت نے کرسی اقتدار پر بیٹھ کر اپنے قیہ کی چادر انداز دی اور تمام وسائل کو اپنی عقائد و نظریات کے پھیلائے کیلئے استعمال کرنے شروع کر دیئے۔

نام نداد امام خمینی نے اپنی تصنیفات میں اصحاب رسول متکلف یا وہ مگوئی کی بھر مار کر کے عالم اسلام کو درط حیرت میں ڈال دیا۔ خمینی نے اپنی تحریروں اور تقاریر میں نظریہ کا انفاض تھا۔ آپ ایک پرجوش مبلغ اور فیور

استقامت کی دہا نہ تھی۔ میت تمام مقتلات قلم کرنے کی دھن کی ہر قرآن آخری قرآن کج کر کرتا ہوں گے آپ کی ہر کج غصبت بھاری ہے شراب ہے کہ آپ آگے ہے۔ تکی ایسی ہوتی ہے اور ایسی اپنی جان صریح دھنات کی تمام بھاری ہے آگاہ تھی۔ آپ (موسیٰ جسدی ائمہ) میں شامل ہو جائیں اگر کسی عزت سے زیادہ عزت میں ایسا اسم کی جرات اور حق گوئی نے نہ صرف دشمنان شیعہ قائم نے جو جواب قاتلہ انہی کے اٹھانے میں نہیں۔ فرمایا۔

ایک مسلمانوں کی دھن غیبت کی کیاوی اپنے مولانا میں جتنے دار پر چڑھ سکا ہوں لیکن لوہے کے کر گئے۔ آپ کے ہاں سیاسی مصالحتیں اپنے مشن کی سوا پائی نہیں کر سکتا۔

ذہنی غیبت کے سامنے کوئی مقام نہ رہتی جیسا کہ یہ شرف صاحب حریت امتیوں کو ی جیسے آپ ہر حال میں حق کو بیان کرنا اپنا حاصل ہوتا ہے۔ ان خالک من عزم فرض گئے تھے۔ اور آجیہ آپ پر عمل ہوا الامور۔

وہ جس کی وجہ سے بعض قدر لڈر ولادت تو بھی کی بارہ زاد ہوتی ہے مگر حق شیعہ قائم کو اپنے سیاسی مقاصد میں استعمال نواز کی موت بھی غاند زاد خفی موت ہر نفس کرنے سے بری طرف ناظم رہے اور اپنی اصلاح کرنے کی بجائے مولانا شیعہ سے ملاں دعویت کے اس مرد آہن نے عقلت اصحاب تھے۔ لیکن آپ نے اپنے مشن اور پروگرام کو رسول کا علم لرا کر موت کا انتخاب کیا۔

ان تمام تر مشکلات کے باوجود جاری رکھا۔ دنیا میں بہت کم لوگ ہوتے ہیں جو وعدہ وفا کرنے کیلئے چاہت رہتے ہیں مولانا نے مصدق اکبر کو کافر کئے والوں کو مسلم حلیم میں کرنا مجھے صحابہ کرام کے مقدس سے کوئی زیادہ عزیز نہیں ہے۔ میں اصحاب رسول کے دشمن سے ٹکراؤں گا۔ اپنا جان و مال اسی مشن پر صرف کروں گا تاکہ اسن عزیز ہے لیکن ایمان کی حفاظت کرنا اس سے کہیں زیادہ ضروری ہے۔ میں زندہ رہوں یا شیعہ کر دیا جاؤں میں صحابہ کرام کا ہوں۔ ہم عقلت اصحاب رسول کے دفاع کیلئے ہر مشکل کا سامنا کرنے کے لئے ہر لمحہ تیار ہیں۔ حق نواز اور حق گوئی لازم و ملزوم ہیں۔ زمانہ نے وہ لمحات بھی دیکھے کہ آپ پر تنگدوں مقتلات ہیں۔ جب پل پر اترے تو عجیب منظر دیکھنے میں آیا انتظامیہ اور ارقیت ہر محاذ پر آپ کے خلاف ایک تاکہ والا ایک مولوی کی انتظار میں تاکہ ہر حربہ استعمال کر رہی ہے ذرائع ابلاغ فرقہ لے کھڑا تھا کہ جب مولوی صاحب تشریف واریت کا راگ الاپ رہے ہیں اپنے پرانے لائیں گے تو جلد گاہ لے جاؤں گا ہم اس خفا میں لیکن حق نواز ان تمام مصائب کا سامنا سے کلام کے بغیر ہی جلسہ کی طرف چل دیے کرتے ہوئے منزل کی طرف گامزن ہے۔ ان جب ہم جلسہ گاہ میں پہنچے تو شرکاء جلسہ اس حالات سے فائدہ اٹھانے کیلئے ٹکراؤں نے مولوی صاحب کے شدت سے شہر تھے جس پیغام بھیجا۔ وزیر اعلیٰ پنجاب کا پیغام لیکر ایک کے لئے تاکہ والا انتظار کرتا رہا کچھ ہی دیر عالم شیعہ قائم کے ہاں پہنچا کہ وزیر اعلیٰ بعد تاکہ خالی واپس آ گیا جیسے ی علم ہوا کہ پنجاب میں نواز شریف نے آپ پر قائم ۳۰۲ مولوی صاحب ابھی تک نہیں پہنچے تاکہ واپس

یہ کون

محمد امجد اکبر کھوراجی

آ گیا ہے تو لوگ مایوس ہونے لگے چہ بیگوناں شروع ہو گئیں ابھی یہ مایوسی کی کیفیت طاری تھی ایک آدمی چھوٹے قد کا ہاتھ میں کھڑی لے ہوئے شلوار پنٹوں سے اوپر کئے ہوئے گردنبار کو چیرتے ہوئے اپنی منزل کی طرف تیز تیز قدموں سے بڑھ رہا تھا چند ہی منوں بعد وہ جلسہ گاہ پہنچ گیا لوگوں پر مایوسی کے چھائے ہوئے بادل چھٹنے لگے چوروں پر مایوسی کے آثار خوشی میں بدل گئے تھوڑی دیر میں مولوی صاحب سادہ مگر پروکار لباس میں ملبوس اونچے پر جلوہ افروز ہوئے اور ٹانگے پر تشریف

یہ منظر گروہ کا کمر والی مل ہے۔ ہم جب پل پر اترے تو عجیب منظر دیکھنے میں آیا ایک تاکہ والا ایک مولوی کی انتظار میں تاکہ لے کھڑا تھا کہ جب مولوی صاحب تشریف لائیں گے تو جلد گاہ لے جاؤں گا ہم اس جلسہ کی طرف چل دیے

کہا۔ یہ بدعت انسان اس عظیم ہستی پر مبنی ہے تو قرآن قسم ہو گی اس مرد فاجر کو اس
و خبیث کسے گا میں اس کا ظلم نہ کرے گا کہ اس پر ظلم انسان کو پر غار دلوں جو کرنے
چاہے مجھے خیر دار پر ہی کیوں نہ جانا پڑے والے عظیم شخص کو اس دکھ عالم ربیع
ابھی تقریر جاری تھی کہ عصر کی نماز کا وقت وصحاب کو خندہ و شالی سے خوش آمدید کہنے
والی ہستی کو نبی عالم اسلام شہید ہائوس صحابہ
تھے وہ آدمی ہلکا ہوا اور کہنے لگے ابھی اور علامہ حق نواز عسکری شیعہ کے نام سے یاد
تقریر کو عصر کی نماز کا وقت قیل ہوئے کی کرتا اور کرتا رہے گا۔ انتہاء اللہ۔

بانی سپاہ صحابہ پاکستان حضرت مولانا حق نواز جھنگوی شہید

تحریر: حافظ کوشفت سیکرٹری نشر و اشاعت سپاہ صحابہ ہمدانی
مطبیعات سرگرم

کچھ لوگ وطن کیلئے لڑتے ہیں کچھ وہ مرد مجاہد اسلام کچھ اس طرح بے برگری سے
لوگ قوموں کے حقوق کیلئے لڑتے ہیں کچھ برسرِ پیکار ہوا کہ قبیلہ مدت میں ملک بلکہ
لوگ اپنے حقوق کی جنگ لڑتے ہیں ہر دور میں پوری دنیا کے صف اول کے قائدین میں اپنا
لوگ کسی نہ کسی نظریے پر لڑتے رہے ہیں۔ مقام بنایا اس عظیم انسان کو تاریخ اسلام
ہر کسی نے کہا میں یہ حق ملنا چاہئے تھی کہ پیشہ شہید ہائوس صحابہ کرامؓ والی بیٹہ علامہ
زندگی کے ہر شعبے سے تعلق رکھنے والے حق نواز عسکری کے نام سے اپنے دامن میں
انسانوں نے اپنے حقوق کی لڑائی لڑی۔ مزدور محفوظ رکھے گی۔

اپنے حقوق کی لڑائی لڑتا رہا۔ جاگیردار اپنے اس عظیم مجاہد اسلام نے اپنی تمام
حقوق کی لڑائی لڑتا رہا۔ استاد اپنے حقوق کی ملاجعتیں دین پر خرچ کرنے کے بعد ان
لڑائی لڑتا رہا۔ شاگرد اپنے حقوق مانگا رہا۔ تاریکیوں کا مقابلہ کیا اور اس نے امت مسلمہ
کے کسی روشن دماغ اور ذہین انسان نے کسی کے ہر فرد کو چمکا کر اللہ اور صحابہ کرامؓ
یہ زمین سوچا کہ آج دین کی مارے ہاں کیا واصل بیٹہ کے تحفظ کی جنگ لڑے۔ لیکن آج کل
حیثیت ہے کسی نے اس کی ضرورت ہی نہیں کے روشن خیال لوگوں نے اس کی بات پر
کبھی کہ مارے دین کے ساتھ کیا ہو رہا اپنی توجہ نہیں دی جتنی کہ اس کا حق بنتا تھا۔
ہے۔ ہر عقل مند مسلمان نے یہ کہا کہ وہ اس نے لوگوں کو صاف صاف بتایا کہ جس
جائے اور اس کا کام جائے ہمیں اس سے کوئی ملک میں ہم وہ دے ہیں کھر کے نام پر
تعلق نہیں آج کے مسلمان کے ذہن کے حاصل کیا گیا تھا اور اس ملک میں جتنی صحابہ
اندہ سے دین کی وقعت کل جلی ہے معجے کے کرامؓ سے زیادتی ہو رہی ہے اتنی کسی کے
تمام ملک اپنی تمام ملاجعتیں دنیا پر خرچ کر رہا ساتھ ہی نہیں ہو رہی ہے اس مرد مجاہد نے
لوگوں کے دلوں میں صحابہ کرامؓ کا مقام بتایا ہے۔

یہ دور مدت پر فتن دور ہے ہر طرف اور صحابہ کرامؓ واصل بیٹہ کو برا بھلا کہنے والوں
تاریکی ی تاریکی نظر آ رہی ہے لیکن مرزئین کو صاف الفاظ میں کائنات کا بدترین کافر کا
جنگ سے ایک مرد انھن نے کھر حق بلکہ کیا اس عمل کے نتیجے میں علامہ حق نواز عسکری

ہائے ہر وقت کے بعد شان صدیق اکبرؓ کے موضوع خطاب کا آغاز کیا ابھی تقریر کی ابتدا
ی تھی کہ ایک آدمی کھڑے ہو کر کہنے لگا مولوی صاحب ہم کام چھوڑ کر آئے ہیں تقریر
اچھی کر دو نہ کسی دوسرے مولوی صاحب کو اسچہ پر آئے وہ شاید کہ یہ آدمی اس مولوی
صاحب کو جلی مرتبہ دیکھ اور سن رہا تھا اگر کوئی عام مولوی ہوتا تو شاید غصہ میں سچے
چھوڑ کر چلا جاتا یا کم از کم اس آدمی کو واٹ ضرور دتا مگر اس مرد مجاہد نے اس کی بات
سن کر کچھ کہنے کی بجائے سکرا کر اپنا خطاب جاری رکھا کچھ کتا کیوں وہ تو ایک فکر لکھ آیا تھا
تھا۔ واثا کیوں وہ ایک پاکیزہ سوچ لکھ آیا تھا غصہ کیوں کرتا وہ تو ایک عظیم مکر الم
وصحاب سے بھرا ہوا مشن لکھ آیا تھا آہستہ آہستہ اپنی خطابت کے جوہر نکھیرنے لگا دیکھتے
ی دیکھتے فضا میں خطابت کی خوشبو منکے گی۔ رفتہ رفتہ خطابت میں شایب آنے لگا دیکھتے ی
دیکھتے بوڑھوں کا جذبہ بھی جوان ہونے لگا ایک ظیفانی خطاب میں آنے لگی تو دیکھتے ی دیکھتے
ایسے محسوس ہونے لگا کہ کفر کی دیواریں بنے والی ہیں فضا میں مرد فکدہ کی یلغار اور
پر عجب آواز گونجنے لگی وہ شیر کی سی آواز سے یہ کتا ہوا سنا گیا کہ نبی کا سر پاکستان کی
سرزمین پر منکھم کیوں؟ افضل البشر بعد الانبیاءؑ مسلم ملک میں گدی چلی کا نشانہ
کیوں؟ سب سے قبل کھر پڑنے والے انسان کے ایمان میں شک کیوں؟ خلیفہ باطل پر
کھر کا فتنی کیوں؟ اس عظیم انسان کی پاکیزہ خلافت کا انکار کیوں؟ وہ صدیق اکبرؓ جو نبوت
کو کتھوں افشا کر سکی میل پیدل چلا رہا۔ ہائے وہ صدیق اکبرؓ جس نے مجربات مانگے بغیر
نبوت کے ہاتھ پر بیعت کر ڈالی۔ ہائے وہ صدیق اکبرؓ جس نے کھر کا سب کچھ لکھ لیا گو
چش کر دیا۔ ہائے وہ صدیق اکبرؓ جس کی بیٹی کھر کے نکاح میں آئی۔ ہائے وہ صدیق اکبرؓ
جس کو آہستہ کے آہستہ بکر نے خود منط پر کھڑا

شہید کو بہت عظیم مقام ہے مگر وہ چاہے وہ کتنا ہی بڑا ہو۔ جب کہ صحابہ اہل بیت کے دشمنوں کا کسی کے چلے جانے سے اس کو ہشیمہ نہ لے سکے یہ ہم ہی قابل غلبہ تھے۔ چونکہ صدیوں قبل کریم۔ جب کوئی کام طومس نہت سے ہے طالب لڑنے دشمنی میں لگا رہا۔ کسی کو کیا جانے کہ وہ کام پہلے کرنا ہے اور کامیاب اپنی جرات نہ ہوئی کہ اس کا سرعام مقابلہ واکمان ہوتا ہے۔ آج اسی ہشیمہ کے طومس کہہ سکتوں میں کہ ان کو کافر گننے سے عین کی بات ہے کہ اس کا مشن دنیا کے کونے ان کی آگہ میں آگہ وال کر بات کرنے والا کونے میں پہنچ چکا ہے۔ اور ہر جگہ کی زبان ہ اور ان کو سزاوار کافر گننے والا صرف مرزین کافر کافر شیعہ کافر کا نمو ہے۔ مولانا حق نواز بھنگ کا چاہد اسلام علامہ حق نواز بھنگوی بھنگوی شہید نے اپنی تمام زندگی دفاع صحابہ ہے۔ علامہ شہید نے کہا کہ زندگی ایک نہ کرامت کیلئے وقف کر دی۔ اس عظیم مشن ہ ایک دن فتح ہو جائے گی میری جان جانے ہی چلے ہوئے دشمنوں نے ہائیں فروری ۱۹۴۷ کو تو صدیق و مہر کے کمانے میں چلی جائے۔ رات سوا آٹھ بجے اصحاب رسول اور اصوات علامہ حق نواز شہید نے مسلمانوں کو ایک پلیٹ المونین کی عقلیت، مفت اور ناموس کی قارم پر جمع کیا اور کہا تمام فروری اختلافات پاسان و درمیان زبان خاموش کر دی۔ عین

مولانا حق نواز بھنگوی شہید کی

قاری عنایت الرحمن رحمان خاں خلیل
ضلع ٹوبہ اسماعیل خان

حق گوئی

انجمن سپاہ صحابہ کے بانی اور صدر مولانا حق نواز بھنگوی شہید رحمۃ اللہ علیہ زمانہ قرب کی ایک نمایاں شخصیت اور ممتاز خطیب تھے۔ ان کی خطابت کا ایک خاص انداز تھا جس سے مردہ جذبات بیدار ہو جاتے تھے۔ اور خوابیدہ عوام انگڑائیاں لینے لگتے تھے۔ ان کے انداز بیان نے نہ معلوم کتنے دلوں کی سرد انگلیوں کو گرم کر دیا اور کتنے گمراہوں کو راہ راست پر لگا دیا حقیقت میں مولانا حق نواز شہید کی خطابت صود ابراہیل کا کام کرتی تھی اور اس میں دم مٹنے کی سی تاثیر تھی وہ گلی لپٹی رکھنے کے عادی نہ تھے کسمان حق سے وہ سخت نفرت کرتے تھے الفاظ کا بہرہ بھر اور خوشادانہ انداز انہوں نے سیکھا ہی نہ تھا۔ وہ جو کہتے تھے ڈنگے کی چوٹ کہتے تھے ان کے جھبے میں تلوار کی کات، ہڈی کی گرج، کلی

کی کڑک، شعلے کی لپک اور طوفان کی سنناہٹ ہوتی تھی وہ فیروں کی طرح حاضرات اور منافقوں کو سرعام لٹکارتے تھے وہ سمندر کی موجوں کی طرح بھرتے وہ خود بھی بھڑکتے اور دوسروں کو بھی بھڑکاتے تھے خود بھی ترپتے اور دوسروں کو بھی ترپاتے تھے وہ خود بھی حق کی خاطر سرکھٹ اور آمادہ پیکار رہتے تھے اور دوسروں کو بھی جان فروشی اور سر دھڑکی بازی لگانے کا درس دیتے تھے ان کی خطابت میں ان کا دل سلگتا اور خون بولتا تھا وہ طبع سازی کے قائل نہ تھے سیاسی مضامین، معاشی حالات، انہوں کی فکلی فیروں کا غضب و ڈیروں کی سازشیں ارباب اقتدار کا خوف کوڑوں کی ضربیں برفوں کی سلیں داورسوں کے کٹھن مرے پولیس کی درندگی، فریضہ تقذیب اور اذیت کا کوئی حربہ انہیں حق بات سے نہ روک سکا ان کا سر صرف خدا کے سامنے جھکا

تھا وہ جب وقت کے نمودوں اور عمر حاضر کے سائیتوں کو لٹکارتے تھے تو فضا قزاقی تھی اور جذبات شعلہ بوالہ بن جاتے تھے جان ثار ان معظنی کا عشق ان کی رگ رگ میں پایا ہوا تھا ان کا خیر صحابہ کی عقل و محبت سے اٹھایا گیا تھا وہ خلفاء راشدین اور آذواج مطہرات کا تذکرہ ایسے والمانہ انداز میں کرتے تھے کہ لوگ عش عش کر اٹھتے تھے وہ جب سیدہ عائشہ کی عصمت و عفت کے ساتھ ساتھ ان کی مظلومیت اور قدیم و جدید منافقین کے سب و شتم کا ذکر کرتے ہوئے ای، ای، کتے تھے تو جلسہ گاہ کی فضا سکیوں اور چیخوں سے بھر جاتی تھی وہ جب صحابہ کی بے مثال قربانیوں کے ساتھ چند بے فیروں اور کم ظرفوں کی طرف سے ان پر ہونے والی لعن وطن اور دشنام درازی کا تذکرہ فرماتے تو کیچے منہ کو آ جاتے اور جذبات بگولوں کی صورت

اعتقاد کر لیتے اور حاضرین دنیا کی ہر طاقت سے ٹکرانے کیلئے تیار ہو جاتے یہ ایک حقیقت ہے جسے ہر مہمال بھٹایا نہیں جاسکتا کہ بھولے بھٹکے مسلمانوں کے دلوں میں صحابہ کرامؓ اور اذواج مطہراتؓ کی عظمت و محبت بٹھانے کے سلسلہ میں بڑی بڑی ہمتاؤں اور انجمنوں نے سالہا سال میں وہ کام نہیں کیا جو کام یہ شعلہ مشعلہ چند سالوں میں تیار کر گیا ان کا نام حق نواز تھا اور واقعی انہیں حق گوئی کی صفت سے حق نے نوازا تھا ان کی حق گوئی سے بیگانوں نے جسم انتقام کی صورت اختیار کر لی اقتدار کے ماتھے پر تل پڑ گئے ہواؤں نے تیز بدل لینے طوفانوں نے خوف و ہراس کی فضا پیدا کر دی سوم اور صبر کے نتیجوں نے راست روکا چاہا مگر وہ بندہ خدا حق گوئی سے باز نہ آیا اس نے اپنے موقف سے ایک قدم پیچھے ہٹا گوارہ نہ کیا شہید مظلوم مولانا محمد علی جوہرؒ کے اس شعر کا صحیح مصداق تھے۔

توحید تو یہ ہے کہ خدا وحشر میں کدے یہ بندہ دو عالم سے خفا میرے لئے ہے آل پاکستان دفاع صحابہ کانفرنس جنگ میں آپؐ نے فرمایا تھا "میری عقل ماؤف نہیں ہو گئی میرے دماغ میں کوئی خرابی نہیں میرے عقل پر پردہ نہیں پڑا کہ مجھ پر بیسیوں مقدسے قائم ہیں ہر ضلع میں پولیس میرا راست روکے کھڑے رہتی ہے ان تمام پریشانیوں کے باوجود میں شیعہ کے کفر پر قائم ہوں ہر جگہ ان کا دہل اٹھارا کر رہا ہوں حکومت سدراہؒ ہے کئی سیاستدان مجھے روک رہے ہیں کئی مصلحتیں پند مجھے دوس امن دے رہے ہیں۔ میں یہ سب کچھ اس لئے کر رہا ہوں کہ اے سنی تو شیعہ کو مسلمان سمجھ کر اپنی لڑی ان کو دیکر ساری زندگی فتنہ کی وادی میں نہ دھکیل ان کے ساتھ بیٹھ کر ان کے جنازوں میں شریک ہو کر اپنے ایمان کا گلشن دیران نہ کر لاطی اور مصلحت کی خاطر اپنے دین سے دشمنی نہ کر میں تو تمام بھت کر رہا ہوں میں تو اپنا بنام ایک تہہ بر کوپے ہر شر ہر طالتے اور ہر

ملک میں پہنچا کر دلوں کا میں اس مشن پر اپنی جان تک قربان کرنے سے دریغ نہ کروں گا۔ اوکاڑہ میں آپؐ نے شیعہ اور اسلام پر خطاب میں فرمایا تھا پڑے کھٹے لوگو! رب ذوالجلال کی کبریائی کا واسطہ ہمارے موقف میں کمزوری نکالو جس میں بھی اور حکومت سے بھی کہتا ہوں ایرانی شیعہ اور پوری شیعہ قوم سے بھی کہتا ہوں کہ میں نے جنہیں کافر کہا ہے چونکہ یہ چوراہوں پر محراب پر مسجد میں اور اعلائیہ کہا ہے اگر تم سمجھتے ہو کہ میں غلام کہتا ہوں تو میرے خلاف ہائی کورٹ میں سپریم کورٹ میں رٹ دائر کراؤ اگر عدالت عالیہ تمہارے کفر کا فیصلہ نہ کرے تو رب کعبہ کی قسم رب محمدی قسم میں جلا وطنی قبول کر لوں گا لاہ اینڈ آڈر اور امن عائدہ کے دوپٹے سے زیادہ عزیز نہیں ہے عائدہ کے دوپٹے سے زیادہ تم عزیز نہیں ہو عائدہ کے دوپٹے سے مجھے اپنی اولاد زیادہ عزیز نہیں ہے آگ لگتی ہے لگ جائے میں اسی کے دوپٹے کا تحفظ جرات بھاری شجاعت کے ساتھ کر جاؤں گا۔ ۱۹۸۷ء میں مظفر گڑھ کے ایک خطاب میں آپؐ نے فرمایا۔ ہائے اے اللہ میری آواز میری اسی عائدہ تک پہنچا کہ میں مجبور ہوں کہ تیرے دشمن کا مذہبی تشخص میں عدالتی طور پر کھولنا چاہتا ہوں ورنہ میں یہ کفر بھیجی نقل نہ کرتا اللہ میری معافی کے الفاظ قدرت کاملہ سے میری اسی تک پہنچا تجھے ساری قدرتیں ہیں تو آواز پہنچا سکتا ہے اے اے اے اے عائدہ اگر تیرے دشمن کو مجھے واضح کرنا مقصود نہ ہوتا تو میں یہ الفاظ بھیجی نقل نہ کرتا نقل کفر کفر نہ باشد کہہ کر نفوذ باللہ، معاذ اللہ کہہ کر لڑتے ہوئے وجود کے ساتھ یہ الفاظ نقل کر رہا ہوں سنی بیدار ہو سنی اٹھ کھڑا ہو سنی فیرت کر ہوش کر بے ضریری چمڑو سنی جرات کر اشتیاق کاظمی چراغ مصلحتی کے صفحہ ۷۶ پر ہے ایمان کہتا ہے کافر و دجال کہتا ہے کہ سینو تم عائدہ کو عورت بنانا ایک تہہ بر کوپے ہر شر ہر طالتے اور ہر

مجھے ہو یا بندہ۔ ہائے عائدہ کون عائدہ جس کیلئے جبرائیلؑ خدا کا سلام لے کر آئے کون عائدہ جس کا چلیا ہوا مسواک نیت استعمال کرے کون عائدہ جس کا ہار گم ہو جائے کیونکہ سے اللہ تیمم کا حکم نازل کرے کون عائدہ جس کا جبرو جنت ہے کون عائدہ طیبہ عائدہ طاہرہ عائدہ اہی عائدہ اہی اہی اہی میرے ملک کا کافر اسے بندہ لگے اور میں دہلی کشمر کے آؤر مان کر اس کے خلاف آواز بلند نہ کروں تو میری زندگی پر لعنت ہے۔ مظفر گڑھ ہی کے ایک خطاب میں آپؐ نے فرمایا تھا بڑے غلم دشتد کے بعد میں آج آپ کو گواہ بنا کر کہتا چاہتا ہوں اس رب کی قسم جو محمدؐ کا رب ہے اس رب کی قسم جو کعبہ کا رب ہے اس رب کی قسم جو کائنات کا رب ہے میں اپنی اولاد کو وصیت کر چکا ہوں کہ تم میرے وجود کو بھول جاؤ کیوں بھول جاؤ اگر میری جان بھی اس راہ پر لگتی ہے اور اس جان کے لگ جانے سے سیدہ کائنات طیبہ طاہرہ عقیقہ ام المومنین سیدہ عائدہ کے دوپٹے کا تحفظ ہو جاتا ہے تو اس سے بڑی نعمت میرے لئے رب کی اور نہیں ہوگی یہ شخص شعلہ نوازی نہیں ہے۔ شہدہ بازی نہیں ہے نصیح نہیں ہے رب مجھے اس سے معاف رکھے بلکہ میں تو یہ کہتا ہوں کہ قیامت کی دن میرے یہ الفاظ حقیقت بن کر آپ کے سامنے آئیں گے آج شاید ہماری زبان پر کوئی یقین نہ کرے لیکن یقین حاصل کرنے کا ایک دن باقی ہے آنے والے دن آپ کو میرے ان الفاظ کی حقیقت معلوم ہو جائے گی کہ میں نے دل سے کہا تھا یا زبانی جمع خرچ کیا تھا۔ باری تعالیٰ مرحوم کے درجات بلند فرمائے اور ہمیں آپ کے مشن پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور اس مشن کی تکمیل کی توفیق مزید عنایت فرمائے۔ آمین۔

اثر خزیمین مولفہ مولانا محمد اسلام شیخ پوری

رمضان المبارک

رحمتوں اور برکتوں کا مہینہ

مکرت اور پان تمباکو کی طلب پوری کرنے کی وجہ سے روزے کھا جاتے ہیں۔ اور سخت گناہ گار ہوتے ہیں۔ یہ زبردست برائی اور بے ہمتی بلکہ اللہ تعالیٰ سے بدست بڑی بے وفائی ہے کہ جس نے انسانیت کا شرف بخشا اس کے لئے ذرا سی تکلیف گوارا نہیں۔ جس نے رمضان کے روزے نہ رکھے اس نے اسلام کا ایک رکن گرا دیا اور سخت جرم ہوا۔

روزہ ایک ایسی عبادت ہے جس کی کوئی ظاہری شکل نہیں اس لئے اس میں ریاکاری کا شائبہ نہیں ہے اس لئے اللہ تعالیٰ نے اس کی نسبت اپنی طرف قربانی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ روزہ میرا ہے اور میں ہی اس کا بدلہ دوں گا۔

ہم "خلافت راشدہ" کے ذریعے اپنے تمام کارکنین و احباب کو ماہ مبارک کی تحریف آدوی پر ہدیہ تحریک پیش کرتے ہیں ماہ مبارک اپنے جلو میں ہزارہا رکھیں اور برکتیں لے کر آتا رہا ہے اور آئندہ بھی انشاء اللہ آئے گا مگر کون جانتا ہے کہ اگر رمضان ہم میں سے کس کو نصیب ہو گا اس لئے ہم میں سے ہر شخص کو اس ماہ مبارک کی پذیرائی اس طرح کرنی چاہیے کہ گویا یہ ہماری زندگی کا آخری رمضان ہے اس ماہ مبارک کا ایک لمحہ بھی ضائع نہ ہونے دیں قہر "استغفار" مجز و نیاز اور آہ و زاری میں کسر نہ چھوڑیے۔ ذکر و تسبیح خصوصاً "طاووت قرآن مجید" سے اپنے اوقات معمور کیجئے۔ رمضان المبارک کو گزرنے نہ دیتے جب تک اللہ تعالیٰ لا امل میں ہماری بخشش و مغفرت کا اعلان نہ فرما دیں۔ چہرے کے وقت الصلا اور سعی کھانا تو معمولات میں داخل ہی ہے لیکن کو شش کیجئے کہ اس ماہ مبارک میں آپ کی چہر کی نماز فوت نہ ہو خواہ دور رکھیں ہی پڑھنے کا موقع ملے مگر آہ

کی تکلیف اور مشقت برداشت کر کے اپنے آپ کو مبرا کا ذکر بنانا ہے۔ اس مہینہ کے پہلے حصہ کو رحمت دوسرے حصے کو مغفرت اور تیسرے اور آخری حصہ کو جہنم سے آزادی کا قرار دیا ہے۔ لہذا ان تینوں حصوں میں اطاعت عبادت سے اللہ کی رحمت و مغفرت حاصل کر کے جہنم سے آزادی کا پروانہ حاصل کرنے کی کوشش کرنی چاہیے اور اس وسیع سے بچنا چاہیے جس میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بدعا دی کہ "پاک ہو وہ شخص جو رمضان کا مہینہ پاسے اور اپنی مغفرت نہ کرے۔" جس پر حضرت جبرائیل نے آمین کہی۔

اس ماہ مبارک میں اللہ تعالیٰ نے انسان کی پراہت و رہنمائی اور تزکیہ و اصلاح لے کر قرآن کریم کی صورت میں ایک نسخہ کیا امت محمدیہ کو عطا کیا تاکہ اس کی رہنمائی میں امت مراد مستقیم پر گامزن ہو اپنی زندگی کے مقصد کے حصول میں کامیاب و کامران ہو۔ اس ماہ مبارک میں روزہ تراویح اور اعتکاف کی اہم عبادتیں رکھی گئیں۔ روزہ سے مقصد بھوکا پیاسا رکھنا مراد نہیں بلکہ حیوانی اور نفسانی تقاضوں کو دبا کر ملکوتی صفات پیدا کرنا ہے تاکہ دل میں خوف خدا پیدا ہو اور تقویٰ کی صفت سے متصف ہو۔

بیت سے بیٹے کے عذر دست و توانا اور غمزدہ لوگ رمضان شریف کے روزے نہیں رکھتے ذرا سی بھوک پیاس اور معمولی سی جھڑی

بہار کا موسم جب آتا ہے تو ہر طرف روئیدگی کی روئیدگی نظر آتی ہے حد نگاہ تک ہنوز ہی ہنوز نظر آتا ہے۔ وہ درخت جو کل تک خزاں رسیدہ تھے۔ بہار کا موسم آتے ہی وہ ہنوز جو پھل پھول کر جوان ہو جاتے ہیں۔ زمین جو آفتاب کی تمازت سے جل کر اپنی صلاحیت کو چھٹی ہے بہار کا موسم شروع ہوتے ہی اس میں صلاحیت عود کر آتی ہے۔ واسے تکبیر دیجئے چند دن میں سرسبز و شاداب پودے نظر آئیں گے۔ رمضان المبارک نیکیوں کا موسم بہار ہے اللہ تعالیٰ کی رحمت اس ماہ میں بارش کی طرح برتی ہے۔ مغفرت کا پروانہ ملتا ہے۔ اور جہنم کی آگ سے آزادی ملتی ہے۔ اسے

خیر کے طلب گار آئے بڑھ اور اسے شر کے چاہنے والے پیچھے ہٹ کی صدا میں بلند ہوتی ہیں۔ اس مقدس مہینہ میں اللہ تعالیٰ کی رحمت کس قدر بے پایاں ہوتی ہے۔ اس کا اندازہ اس سے لگائیے کہ عبادت کا ثواب بڑھا دیا جاتا ہے۔ نفل کا ثواب فرض کے برابر اور فرض کا ثواب ستر فرضوں کے برابر عطا کیا جاتا ہے۔ یہ مہینہ ہمدردی اور خیر خواہی کا مہینہ ہے۔ اس مہینہ کو مبرا کا مہینہ بھی قرار دیا گیا ہے کہ ایک شخص باوجود قدرت و طاقت کے اور ہر چیز کے میسر ہونے کے بہت سی خواہشات سے اپنے کو روک لیتا ہے اور چاہنے کے باوجود وہ ان تمام چیزوں سے دست کش ہو کر مبرا کی مشق کرتا ہے بھوک پیاس

محرک گھی "کرنے والوں کی فرست میں اپنا نام درج تو کرا لیجئے۔

تراویح رمضان المبارک میں اہم

مہارت ہے لیکن آپ کی یہ کوشش ہوئی چاہئے کہ رمضان المبارک میں آپ کی کسی نازی کی بحیرہ تحریر فوت نہ ہو ٹیلی ویژن وی سی آر۔ ریڈیو اور دیگر تمام انفو تفریحات کو خیر باد کہہ دیجئے اور یہ ارادہ بلکہ عزم کریں کہ اس ماہ مبارک میں اپنے آپ کو گناہوں کی نہایت اور گندگی سے آلودہ نہیں کریں گے۔ ماہ رمضان قبولیت دعا کا خاص موسم ہے۔ رب سے خوب مانگیئے مانگئے والوں کو ملتا ہے اور خوب ملتا ہے۔ اللہ تعالیٰ مانگنے والے کی حیثیت کے مطابق نہیں بلکہ اپنی شان کے مطابق دیتے ہیں۔

رمضان المبارک اور عید کے موقع پر مجاہدین کشمیر، بوسنیا فلسطین اور چچنیا کے لئے خصوصی دعا فرمائیں اللہ تعالیٰ انہیں اپنی آزادی کی جدوجہد میں کامیاب کرے اور ان کے دشمنوں کو غائب و خاسر کرے۔ یہ بھی دعا کریں کہ افغانستان میں بھی اتحاد و اتفاق کی فضا قائم ہو۔ اور اللہ تعالیٰ ہمارے ملک کو بھی اندرونی و بیرونی دشمنوں سے محفوظ رکھے۔ (آمین)

شہید ناموس صحابہ مولانا قاری سعید الرحمن

قاری اللہ دتہ کراچی۔

آپ کا اسم گرامی مولانا سعید الرحمن صاحب ولد قاری دین محمد قاسمی صاحب ہے آپ ۱۹۶۸ء میں ضلع باولنگر موضع ماڑی میاں صاحب میں پیدا ہوئے ایک ماہ کے بعد حافظ آباد منتقل ہو گئے آپ کے والد محترم دین سے وابستہ اور ایک جید مدرس بھی ہیں آپ کو ابتداء سے ہی دینی ماحول میرا تھا اسی بناء پر دین اور دینی امور سے بہت زیادہ وابستگی رہی آپ نے اپنی ابتدائی تعلیم کا آغاز اپنے خالہ

زاد بھائی قاری مشتاق احمد صاحب سے کیا حفظ و ابتدائی تعلیم کی فراغت کے بعد آپ والد محترم سے تجویز علم قرأت حاصل کیا وہاں سے فراغت کے بعد علمی پیاس بجھانے کی مزید کوشش میں گئے رہے آپ نے درس نظامی کی ابتدائی تعلیم قاری اردو وغیرہ مدرسہ اسلامیہ امدادیہ میں مولانا عبدالکرم سے پڑھیں اس کے بعد اشاعت العلوم ہسپتال میں زیر تعلیم رہے ۱۹۸۵ء میں تکمیل درس نظامی کی غرض سے کراچی تشریف لائے موقوف علیہ اور دورہ حدیث شریف دنیا کی مشہور و معروف درسگاہ جامعہ العلوم علامہ بنوری ٹاؤن میں کیا یہاں آپ نے مختلف اوقات میں مختلف اساتذہ شیعہ و سنی دین سے فیض روحانی و علمی حاصل کیا۔ اور تقریباً ۱۹۸۶ء یا ۱۹۸۵ء کے اوائل میں درس نظامی سے فراغت حاصل کی آپ نے دینی تعلیم کیساتھ ساتھ ایف اے اور عربی فاضل کی ڈگریاں بھی حاصل کیں۔ دوران تعلیم ہی آپ نے جامع مسجد اکبر شائع قارئین "بی" ای" سی ایچ سوسائٹی میں خطابت کا منصب سنبھالا اس کے ساتھ ساتھ آپ نے ناموس صحابہ مشن میں بھرپور حصہ لیا۔ حضور صحابہ و اہل بیتؑ کی محبت آپ کے دل میں زمانہ طالب علمی سے رچ بس چکی تھی جو ہر سچے مسلمان کے دل میں کسی نہ کسی طور پر ہوتی چاہیئے اسی لیے جب مولانا حق نواز مٹھکوی شہیدؒ نے ناموس صحابہ کی حفاظت کیلئے سپاہ صحابہ کی بنیاد رکھی تو آپ بطور ایک کارکن و رضاکار کے ان کے ساتھ شامل ہو گئے فراغت تعلیم کے بعد تو آپ کا حفاظت ناموس صحابہ کا جذبہ مزید شدت اختیار کر گیا۔ آپ نے اہل حلقہ کو شیعہ کے کفریہ عقائد سے آگاہ کیا رفتہ رفتہ آپ کا تقاریری حلقہ وسعت اختیار کرتا گیا آپ نے کفر کو واضح کرنے کیلئے تن کی بازی لگائی مصالحت یا نرمی جیسا لفظ تو آپ کی لفت میں شامل ہی نہیں تھا آپ باطل کے گلے میں بڑی کی مانند انک

مئے تھے جسے نہ تھے جتنی جتنی نہ ہی اچھے جتنی جتنی اسی جذبہ و ہمت کی بدولت آپ کچھ عرصہ کراچی ڈویژن کے ڈپٹی سیکرٹری منتخب ہوئے پھر ۱۹۹۲ء میں اپنے غلوں سے کام کرنے کی بدولت سپاہ صحابہ کراچی ڈویژن کے صدر منتخب ہوئے اور آدم حیات اسی عرصہ پر قائم رہے اور اس کے ساتھ ساتھ آپ مجلس شوریٰ مرکزی کے رکن بھی تھے آپ نے اپنے آپ کو ناموس صحابہ کی تحفظ کی پاسبانی کیلئے وقف کر دیا تھا ہر وقت آپ کہیں نہ کہیں کسی نہ کسی تربیتی نشست سے کارکنوں سے ضرور خطاب رہا رہتے تھے کارکنوں کے مسائل حل کرنے کی دودھ دھوپ میں لگے رہتے تھے مشاغل میں آپ نے ۲۲ جمادی الثانی میں جلوس صدیق اکبرؑ کی قیادت کی اس کے بعد اسی دن مختلف یونٹوں میں آپ کی تربیتی نشستیں منعقد ہوئیں اس مشن کی خاطر آپ کو جان سے مار دینے کی دھمکیاں بھی ملتی رہیں لیکن آپ نے بغیر کسی پرواہ و ڈر کے اپنے مشن کو جاری رکھا کیوں کہ ڈرنا اس مشن کے متضاد ہے۔ آخر کار مورخ ۹۳-۱۳ء کے شب بعد نماز عشاء مسجد اکبر میں درس قرآن دے رہے تھے کہ آپ پر قاتلوں نے گولیوں کی بوچھاڑ کر دی جس سے آپ موقع ہی پر خالق لم یزل سے جاملے آپ کے خون کے فواروں نے قرآن مجید کے اوراق کو سرخی میں بدل دیا۔ آپ کے علاوہ آپ کے دیگر رفقاء جو درس میں شامل تھے۔ سات ساتھی شہید ہو گئے۔ آپ کی شہادت کی خبر جب لوگوں تک پہنچی تو لوگ شائے میں رہ گئے خوش قسمت شہداء جنہوں نے تحفظ ناموس صحابہ کی خاطر اپنی جان کی قربانی دی ان کے اسماء مبارک یہ ہیں۔ نمبر ۱۔ قاری سعید الرحمن صاحب۔ ۲۔ ڈاکٹر اوصاف۔ ۳۔ قاری عبدالجلیل۔ ۴۔ انعام الحق سیٹل۔ ۵۔ عبدالرحمان۔ ۶۔ شوکت۔ ۷۔ ضمیر خان۔ ۸۔ اعجاز۔

حضرت قاری صاحب رحمۃ اللہ کی

نماز جتانہ دوسرے دن شام کو قارئین کی مفتی
عظیم الدین صاحب نے پڑھائی دوسری مرتبہ
مولانا اعظم طارق (ایم۔ این۔ سی) نے لاہور
میں اور تیسری مرتبہ مولانا غیاث الرحمن قادری
صاحب نے بلاولنگر جامعہ العلوم مدینہ میں
پڑھائی اور چوتھی مرتبہ نماز جتانہ آپ کے
والد محترم نے لہجے آبائی گاہوں میں پڑھائی۔
پسماندگان میں آپ کی زوجہ محترمہ آپ کے دو
بچے چار حالہ محمد عمر وقاص اور دو سالہ
سانجیادی اولیٰ سعید شامل ہیں قاری صاحب
کے دو بھائی حبیب الرحمن اور رشید الرحمن
ہیں۔ اور چار بہنیں ہیں۔ آپ ہر دل عزیز
انسان تھے جب قاری سعید الرحمن صاحب کا

تصور کرتے ہیں تو ایسی شخصیت کا خاکہ لکھوں
میں فخر جاتا ہے جس کی نظیر حلقوں سے ملتی
ہے مناسب اعطاء درمیان قد اور کشادہ پیشانی
جس پر جذبہ ایمانی کے اثرات نمایاں نظر
آتے تھے۔ آپ کو اللہ نے خوبصورت نیک
میری خوش اخلاقی بات سمجھانے کا جلیقہ اور
ہمت سی خوبیوں سے نوازا تھا آپ ہمت دل
عظیم انداز میں مناسب الفاظ مسطور کھن لہجے
میں خطاب تک اپنی بات پہنچاتے تھے آپ
نے سب سے زیادہ زور کارکنوں پر دیا اور
کارکنوں کی روحانی تربیت کی کارکنوں کی تربیتی
نہشت میں کارکنوں کو نماز روزے کے احکام

و فضائل سکھاتے تھے اور ان پر عمل کا پتہ
سے حکم دیتے تھے کارکنوں کے لئے آپ کی
شخصیت تھی کہ نماز کا ہر حال میں اہتمام
کریں۔ یہ اللہ کو راضی کرنے اور اس سے
مانگنے کا بہترین ذریعہ ہے۔
اللہ پاک ہمیں بھی قاری صاحب کی طرح
جوش و جذبہ ایمانی سے نوازے اور وہ خطہ محنت
صحابہ کی خاطر ہر حالت میں استقامت دکھا
فرمائے شہید ناموس صحابہ کی طرح ہمیں بھی
شہادت سے سرفراز کرے آمین ثم آمین۔



خطاب کیا بعد ازاں مولانا عبدالسلام صاحب
نے مولانا اعظم طارق صاحب کو خطاب کی
دعوت دی تو جریں سپاہ صحابہ نے بڑی پر مغز
تقریر فرمائی۔ اور بتلایا کہ منافقت کے کئے
ہیں۔ عمد رسالت سے اب تک دین کیسے بچنا
نیز یہ کہ عبداللہ بن سبا کون تھا اور اس کی
ذریعہ خبیث کون ہے۔ اور یہ کہ شیعت
در اصل منافقت کفر اور ارتداد کا دوسرا نام ہے
جریں سپاہ صحابہ نے بڑے ہی عجیب لہجے اور
انداز میں عوام کو خطاب کیا۔ آپ کے
خطاب پر علماء کرام بھی جموم رہے تھے ایسا
معلوم ہوا تھا کہ اعظم طارق صاحب کے وجود
میں مولانا حق نواز شہید کی روح اتر آئی ہے
باشیر ضلع انک اور علاقہ چمچہ کی یہ ایک
کامیاب کانفرنس تھی جس میں مولانا محمد اعظم
طارق صاحب نے تقریباً ”سوا گھنٹہ خطاب کیا
اور عوام آخر تک جم کر بیٹھے رہے۔ آخر میں
ضلع انک کی انتظامیہ خاص کر قائد حضو کے
ایس ایچ او جناب واجہ رزاق صاحب کا ہم
انتہائی شکر یہ ادا کرتے ہیں کہ جنہوں نے
کانفرنس کے انتظامات کے سلسلے میں ہمارے
ساتھ مکمل تعاون کیا اور جریں سپاہ صحابہ کو
خصوصی پروٹوکول کے ذریعے جلسہ گاہ لائے۔
جلسہ کی مدداریت شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد
صابر صاحب نے فرمائی۔

مولانا اعظم طارق کا تیسری سالانہ پیام مصطفیٰ کانفرنس سے خطاب

مئی جلسہ کی باقاعدہ کاروائی تو بعد از نماز ظہر
شروع ہوا تھی لیکن مختلف دیہات قصبات اور
اضلاع سے کارکنوں کی آمد کا آہٹا بندھا رہا۔
ظہر کی نماز تک پڈال اور اسٹیج کو
بعد دیگر نئی تیاریوں کے ابھی طرح سجا دیا گیا
تھا۔ جس پر وقتاً فوقتاً آنے والے علماء کرام
بیٹھ کر وقت گزارتے رہے اور خطاب کر
کے عوام کے ذہنی احساسات کو تیز کرتے رہے
البتہ اتنی بات ضرور تھی کہ عوام پوری طرح
متوجہ نہیں ہو رہے تھے اس کی وجہ مسمان
خصوصی جریں سپاہ صحابہ حضرت مولانا محمد
اعظم طارق ایم این اے کا انتظار تھا۔ اچانک
مولانا اعظم طارق صاحب خصوصی کامیڈوز
پولیس کے ہمراہ جب جلسہ گاہ پہنچے تو پچھلے
پہلو سے گھرے کارکنوں کو دیکھ کر ان کی روایتی
مستراح ہوئے علماء کرام نے ان کا روایتی
پہلو سے استقبال کیا اس سے قبل
تعداد علماء کرام خطاب کر چکے تھے جن میں
مولانا عبدالقیوم عثمانی اکوڑہ ٹنک قادی محمد بشیر
صاحب مولانا علامہ شعیب عظیم مولانا
عبداللہ حق مولانا عبدالسلام مولانا عطاء الحق
مولانا انور شاکر اور مولانا حافظ محمد صدیق نے

تیسری سالانہ پیام مصطفیٰ کانفرنس حضو ضلع
انک علاقہ چمچہ کی روایتی اور
روپوش۔ راشد محمود قادری انک
یوں تو گذشتہ دو سال سے یہ کانفرنس
بڑی آب تاب کے ساتھ ہو رہی ہے ضلع
انک میں علاقہ چمچہ کی اس کانفرنس کا شمار ان
بڑی کانفرنسوں میں ہوتا ہے کہ جن سے بڑی
بڑی تہنیکیں رونما ہوا کرتی ہیں۔ اس طرح یہ
کانفرنس گذشتہ دو سال کے عرصے میں بڑے
اعلیٰ پیمانے پر ہوئی مگر اسال ضلع انک میں
وقفہ ۱۳۳۳ کی وجہ سے خاص اہمیت کی حامل ہو
گئی تھی۔ کارکن اور لیڈر اگرچہ مطمئن تھے
تمام عوام میں مختلف قسم کی چہ بیگوئیاں ہو
رہی تھیں کہ اس سال کانفرنس ہو گی کہ
نہیں۔ ۱۳ دسمبر ۱۹۹۳ء کا دن اس حوالے سے
عوام دعوام کا موضوع بحث بنا رہا۔
سپاہ صحابہ کے قارئین نے تو بہر حال
تباہی قاتلین جو بات مذاکرات سے حل ہو
جائے ضروری نہیں کہ اسے طاقت سے منویا
جائے چنانچہ انتظامیہ سے بھرپور مذاکرات کے
بعد بعض شرانکے کے ساتھ جلسہ کی اجازت مل

قائد سپاہ صحابہ مروج اسلام علامہ ضیاء الرحمن فاروقی

کادورہ ہانگ کانگ

اور انٹرنیشنل صحابہ مصطفیٰ کانفرنس خطاب

۹۳-۹۴ کو سپاہ صحابہ کے زیر
اہتمام انٹرنیشنل معراج مصلیٰ کانفرنس منعقد
ہوئی اس میں عالم اسلام کے عظیم اسلامی مفکر
شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد کی مجازی قبیلہ
الشیخ سعید عثمت اللہ اور سپاہ صحابہ کے سربراہ
مولانا ضیاء الرحمن فاروقی نے شرکت کی۔

کولون کی تاریخی جامع مسجد میں منعقد ہونے
والی معراج کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے
مکہ مکرمہ کے حضرت محمد کی مجازی نے کہا
انسانیت کی نجات اور کامیابی صرف محمدی پیغام
میں مضمر ہے، چین، جاپان اور ہانگ کانگ
میں اسلام کی بڑھتی ہوئی مقبولیت سے اسلام
کے عالمگیر انقلاب کا راستہ ہموار ہو رہا ہے۔
کیونز میں شکست کے بعد انسانیت کا واحد
سارا اسلام ہے۔ مولانا محمد کی مجازی نے کہا
عالم اسلام کے تمام مسلمانوں کا اتحاد وقت کی
ضرورت ہے۔ سپاہ صحابہ کے سربراہ مولانا ضیاء
الرحمان فاروقی نے کہا نظام خلافت کے ذریعے
دنیا بھر کے مسلمانوں کو ایک پلیٹ فارم پر جمع
کیا جا سکتا ہے۔ صحابہ کرام خلفاء راشدین اور
اہل بیت عظام کی تقلیدات کے فروغ سے
سادھ پیسنگ کے تمام ملکوں میں محمدی
انقلاب کا راستہ ہموار ہو جائے گا۔

مولانا فاروقی نے کہا نبی نسل کو اسلام
پر باقی رکھنا ہر مسلمان کی مشترکہ ذمہ داری
ہے قاری محمد طیب قاسمی نے کہا مولانا حق نواز
شہید کی آواز دنیا کے ہر خطے میں گونج رہی
ہے اس وقت ناموس صحابہ کے تحفظ کی ذمہ
داری ہر مسلمان پہ عائد ہوتی ہے۔ اجلاس
میں ہانگ کانگ، کولون اور علاقہ بحر سے
ہندوستانیوں پاکستانیوں اور عرب مسلمانوں کی
بھاری تعداد نے شرکت کی۔ بعد میں سپاہ صحابہ
ہانگ کانگ کا درج ذیل انتخاب عمل میں آیا۔
حضرت مولانا قاری محمد طیب قاسمی

اظہار تشکر
سپاہ صحابہ پاکستان کے مرکزی
مجلس شوریٰ کے رکن اور
خلاناحق نواز شہید کے دیرینہ
ساتھ جناب۔ ملک محمد احسان
صاحب طویلہ جیلے کاشٹن کے
بعد گزشتہ ہفتہ رہا ہوئے
ہیپے ادارہ خدمت راشنہ
ملک اسحاق صعب کی رہائی
پر خداوند کریم کا شکریہ ادا
لانے بیٹے کے ساتھ اسحاق کو مبارکباد
پیش کرنا ہے (ادارہ خدمت راشنہ)

ابو محمد اسامہ



علامہ شیخ القاسمی شہید کے یوم شہداء پر جہنگ میں عظیم الشان کانفرنس

رپورٹ، اے ایم قریشی جگت

انوار سے اشعار پڑھتے تھے کہ سامعین مقرر حضرات کی گذارشات ہوتی توجہ سے سننے رہے۔ حافظ ملک شیر نے دو نکلیں پڑھیں ایک عقلت صحابہ پر اور ایک مولانا ابھار القاسمی کی شہادت پر۔ سپاہ صحابہ سنوڑش کے راہنما منظور صاحب، مولانا محمد اشرف سررست شری تحفیم سپاہ صحابہ، محمد ریاض طالب علم گلشن، بھنگوی جامد محمودی، جمیت علماء اسلام جہنگ کے راہنما مولانا عمر دراز صاحب، سابقہ چیئرمین بلدیہ، صدر سپاہ صحابہ شری تحفیم جناب منیر احمد شاہ صاحب، ضلعی صدر مجلس ختم نبوت مولانا غلام حسین صاحب نے بھی کانفرنس سے خطاب کیا۔ محمد ریاض کی تقریر جاری تھی کہ جرنیل سپاہ صحابہ مولانا اعظم طارق ایم این اے کی آمد پر کارکنوں نے انہیں خوش آمدید کہتے ہوئے ملک شگاف نورو لگائے۔ سینئر کا وزیر اعظم۔ طارق اعظم طارق اعظم۔ طاہر بھنگوی صاحب جن کو سننے کو سامعین بڑے بے قرار رہتے ہیں وہ شان رسالت، عقلت صحابہ اور بھنگوی دقاسمی پر پرچوش اور اور اپنے مخصوص لمبے میں نظم بنا رہے تھے کہ پندال میں قائد سپاہ صحابہ علامہ ضیاء الرحمان صاحب قاروقی کی آمد کا شور ہوا۔ نیچ سیکرٹری نے نعرے لگوائے۔ سامعین نے نعرے لگا کر قائد کو خوش آمدید کہا چاروں صوبوں کا ایک نشان، ضیاء الرحمان ضیاء الرحمان، سنی قوم کا ترنما، ضیاء الرحمان ضیاء الرحمان، بھنگوی تیرا دوسرا نام، ضیاء الرحمان ضیاء الرحمان پھر طاہر بھنگوی نے اپنی نظم مکمل کی۔ اور سامعین بڑے محظوظ ہوئے۔ اس کے بعد نیچ سیکرٹری صاحب نے جرنیل سپاہ صحابہ مولانا اعظم طارق صاحب ایم۔ این۔ اے کو خطاب کی دعوت دی۔ جرنیل سپاہ صحابہ نے ان الفاظ سے اپنی تقریر شروع کی۔

اشعار کے مطابق جرنیل سپاہ صحابہ علامہ ابھار القاسمی شہید کانفرنس مورخہ ۱۰ جنوری ۱۹۹۵ء کو سرہل بازار چوک جہنگ صدر میں ہوئی تھی لیکن ریل بازار میں پانی کے نکاس کے لئے نالہ کی تعمیر شروع ہے بازار میں وہاں آئے۔ پاکستان کی تاریخ میں کسی مذہبی جگہ جگہ ایٹوں اور ریت کے ڈھیر تھے اس لئے کانفرنس کا انعقاد ذیل گھر واقعہ شہید روڈ میں ہوا۔ شہید روڈ پر جا بجا سپاہ صحابہ پرچم لہرا رہے تھے۔ اور ذیل گھر کو سپاہ صحابہ کے بیڑوں سے سجایا گیا تھا۔ کانفرنس کا آغاز گھر کی نماز کے بعد تقریباً دو بجے ہو گیا تھا۔ کاروباری مصروفیات ہونے کے باوجود جہنگ کے عوام نے علامہ ابھار القاسمی سے اپنی والماند محبت کا ثبوت دیا۔ اور دیکھتے ہی دیکھتے اس کانفرنس نے ایک عظیم الشان کانفرنس کا روپ دھار لیا۔ جہنگ کے عوام کو علامہ قاسمی شہید سے اپنی عقیدت تھی کہ جب ایکٹن، کمپن کے دوران ایک گاؤں میں ان کو زہر دے کر ہلاک کرنے کی کوشش کی گئی اور عوام کو پتہ لگا کہ قاسمی صاحب ڈسٹرکٹ ہسپتال جہنگ آچکے ہیں رات کا ٹائم تھا ہر آدمی کارنگ ہسپتال کی طرف تھا۔ ہسپتال میں قی نہ دھرنے کو جب نہ تھی۔ ڈاکٹروں نے بتایا بھی کہ قاسمی صاحب خیریت سے ہیں لیکن

اس عظیم الشان کانفرنس کی مدارات حضرت مولانا محمد الیاس بالا کوئی صاحب نے فرمائی۔ اور نیچ سیکرٹری کے فرائض عذر دے باک عالم دین ضلعی صدر سپاہ صحابہ مولانا عبدالغفور بھنگوی نے انجام دیئے۔ کانفرنس کا آغاز قرآن پاک کی تلاوت سے ہوا۔ تلاوت کرنے کی سعادت قاری نور محمد قاروقی نے حاصل کی۔ نیچ سیکرٹری مقرر حضرت کو دعوت ختم دینے سے قبل موقع کی مناسبت سے اس

صاحبِ مدظلہ 'حضرت علامہ کرام قلی قدر جنگ کے فیروز مسلمانوں اور سپاہِ صحابہ کے یونٹوں کے عہدیداران و دارائین اور سٹوڈنٹس سائیو۔ آج ۱۲ جنوری ۱۹۹۵ء بم اس شخص کی یاد میں اس عظیم الشان کانفرنس کی شکل میں منع ہیں۔ جو شخصیت ایثار القاسمی کے نام سے مولانا حق نواز شہید کا دامن پکڑ کر اس کے کارواں میں شامل ہوئی جس نے اپنے میر کارواں کے ساتھ اپنے سفر کا آغاز کیا تھا زندگی میں بھی ان کیساتھ وفا کی اور مر کر بھی ان کیساتھ سو کر وفا کی۔ ایثار القاسمی کون تھا وہ حق نواز شہید کے مشن کا پاسدار تھا وہ مشن جھنگ کی تحصیل کے لئے برہنہ کوشاں اور سرگرم عمل تھا اس کی خصوصیت یہ تھی کہ جو کچھ مولانا حق نواز شہید نے چوکوں چوراہوں میدانوں میں کہا وہی کچھ اس شخص نے وقت کے ایوانوں میں کہا جس قوم کے ساتھ مولانا حق نواز شہید نے معرکہ آرائی کرتے ہوئے مسلسل کر کے جنگ کی سیاست سے جنہیں بیشہ بیشہ کے لئے دہس نکالا دینے کی کوشش شروع کی تھی مولانا ایثار القاسمی مولانا حق نواز شہید کے ارمانوں کو پورا کرتے ہوئے جنگ سے جاگیرداروں اور وڈیروں کو شکست فاش دے کر اس شر سے نکال دیا۔ میں آپ کے سامنے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ شادی میں بیٹھیں پریشانی دکھ اور تکلیفیں یہ سپاہِ صحابہ کے لئے نئی نہیں ہیں نہ سپاہِ صحابہ کے لئے کوئی راستہ روکنے والی چٹائی نہیں ہیں وہ چیزیں ہیں جو ہمارا مقدر ہمارا نصب ہیں۔ اور جب تک تمام تر ایمانی قوتوں اور جذبوں کی سلامتی کے ساتھ ہم اپنے مشن پر بغیر جھگے اور بغیر کسی کے پیسے کی جھکار پر یکے دواں دواں رہیں گے۔ سپاہِ صحابہ کے ایک ایک کارکن کا ہمتا ہونا خود دینائے شہیت کی ناکامی، جانی اور بربادی کا سامان بنے گا۔ کچھ ساجھی یہ کہتے ہیں کہ کب تک لاشیں اٹھاتے رہیں گے اس وقت تک اٹھاتے رہیں گے جب تک حق کے گیت گاتے رہیں

کے۔ اور مولانا حق نواز شہید، مولانا ایثار القاسمی اور سپاہِ صحابہ کے درجنوں علماء، سیکڑوں جوانوں نے شہید کے کمر کا علم بلند نہ کیا ہوتا تو کیا خیال ہے وہ گولیوں کا نشانہ بن کے آج قبروں میں چلے گئے ہوتے۔ وہ گھر میں یا ایکسٹنٹ کی شکل میں طبعی موت کی بنیاد پر تو ہم سے جدا ہو جاتے مگر حیاتِ جاوانی شہادت کی شکل میں حاصل کر کے کبھی بھی اس دنیا سے نہ گئے ہوتے۔ یہ سلسلہ قیامت تک بھی رو سکتا ہے۔ ہمیں ملامت تب کر کہ اگر ہم نے اپنا موقف چھوڑ دیا ہے شادلوں پر ملامت نہیں۔ ہم اپنا جیتی سے جیتی خون دینا گوارا کر لیں گے اس خون کی قربانی دے چھوڑیں گے مگر اپنے موقف پر آج نہیں آنے دیں گے۔ اگر آپ اور ہم تھک گئے ہیں جنازے اٹھاتے اٹھاتے مجھے پتہ ہے ساجھی کس طرف اشارہ کرتے ہیں میں وہ آپ سے زیادہ جانتا ہوں۔ اس کاڑ کے لئے ایک جنازہ تو کیا اگر ہمارے بچوں کے جنازے اٹھے ہماری نسلوں کے جنازے اٹھے ہمارے لیڈروں کے جنازے اٹھے اور سنیت کا وجود خطرے میں بھی پڑ گیا تو وہ خطرہ برداشت کر لیا جائے گا مگر موقف نہیں چھوڑا جائے گا۔ سیدھی سی بات ہے شہید ہمیں مار رہا ہے ہمارے ساتھیوں کو قتل کر رہا ہے ہمارے سامنے سوچ دو طرح کی ہے اکثر دور کر اور کارکن بیٹھے ہیں۔ ذہن میں رکھیں ایک طریقہ یہ ہے جان بچاؤ ایم این اے ہیں دزیر دشیر ہیں عہدے بھی بڑھ جائیں گے اور وزارتیں بھی مل جائیں گی سرمایہ بھی مل جائے گا جنگ کو گرائیں بھی مل جائیں گی کوٹھیاں بھی بن جائیں گی جگے بھی بن جائیں گے آج تاکہ محترم کو کتا ہوں کہ اٹھیے اور کہیں شہید سنی بھائی بھائی، اتحاد کے طبردار بن جاتے ہیں۔ بھائی بھائی کا نعرہ لگاتے ہیں۔ میں لکھ کر دیتا ہوں مج کو دزیر اعلیٰ تو کیا۔ صدر فاروق لغاری آئے گا بے نظیر آئے گی کے گی شاہنشاہ۔ بہت بڑا کام کیا ہے سپاہِ صحابہ نے ایران کا رڈ پاکستان کا فی

دی دنیا بھر کے لی وی آپ کی نمایاں خبریں دینے کے لئے تیار ہیں آپ کے گھر میں باہر والے کے لئے تیار ہیں آپ کو عراق حسین پیش کرنے کے لئے تیار ہیں ہزاروں نوجوانوں کو نوکریاں بھی مل سکتی ہیں یہ راستہ آسانی کا ہے میرا آپ سے سوال ہے کیا یہ راستہ قبول کر لیا جائے۔ (سامعین نے کہا۔ نہیں۔ نہیں)۔ ٹھہریے۔ گرائٹ نہیں ملتی۔ سوئی گیس منکھو ہو کر کام رک گیا۔ اور آگے چل کر روزانہ جنازے۔ جو ساتھ چلتے تھے جو گمن اٹھاتے تھے وہ سایہ کی طرح ساتھ رہتے تھے وہ ساجھی گمن مین وہ بھی شہید ہو گئے۔ علماء تھے وہ بھی چلے گئے کارکن تھے وہ بھی اٹھ گئے کوئی ہم کا نشانہ کوئی گولیوں کا نشانہ کوئی جانی و بربادی گھر کی دیکھ رہا ہے۔ کسی کا کال لاکسی نے گھر چھوڑا۔ تو آج جنگ کے لوگو اگر تم ہات مار گئے ہو۔ جس طرح حق نواز شہید کا تم نے ساتھ دیا تھا وہ آگے بڑھے تھے آج ساتھ دو ہم پیچھے ہٹ جاتے ہیں۔

کیا خیال ہے آپ کا پیچھے ہٹ جائیں (سامعین نے کہا۔ نہیں نہیں)۔ نعرہ جو شہید کے کمر کا لگا ہے جس کی وجہ سے پوری دنیا میں بیداری آگئی ہے جس کی وجہ سے حق و باطل کی مغلوں میں جدائی ہو گئی ہے۔ آج دینائے شہیت اٹھا بھا کی اور اپنے تحفظ کی آخری جنگ لا رہی ہے دلائل کا راستہ اس کے لئے نہ تھا وہ مناظروں سے بھاگی عدالتوں سے بھاگی ایوانوں سے بھاگی آج آخری لڑائی وہ اپنے تحفظ کی لا رہی ہے۔ کہ کسی طرح ان کی ذہائن خاموش کر دی جائیں اور ان کے سینہ کو چھلنی کر کے ان کو ڈرا دیا جائے۔ تو میں عرض کر رہا ہوں ایک راستہ یہ ہے کہ جان بچاؤ اور مال ہلاؤ اور نام مکاؤ اور آرام کی زندگی گزارو۔ ایک راستہ یہ ہے کہ ہم جس راستہ پر چلے ہوئے ہیں۔ ایک تیسرا راستہ ہے۔ جو آپ کے دلوں کی آواز ہے۔ وہ کیا ہے ایک کے بدلے میں دس۔ خدا کی قسم نہ دساکں کی کی ہے۔ نہ نیالوں کی کی ہے۔ نہ

بیشہ مقصد اور مصلح نظر رہا ہے کہ ہماری جگہ سپاہ صحابہ نے اس پوری دنیا میں ایک ایسا تبلیغی انداز میں بھی دلائل کے انداز میں بھی مشن عام کیا کہ آج گراہی سے کامان کی دعا و نصیحت کے انداز میں بھی شیعوں سے چونوں تک کوئی شیعہ کسی پلے میں صحابہ کو رہے گی سینوں سے نہیں۔ کسی سنی افسر سے کافر کئے کی جرات نہیں کر سکتا اور کوئی سنی نہیں کسی سنی سپاہی سے نہیں کسی سنی فوجی مولوی کسی جلسہ عام میں شیعہ کے مسلمان سے نہیں ہو پائے گی۔ اس کے بعد مولانا ہونے کا اعلان بھی نہیں کر سکتا چار ہزاری صاحب نے انتخاب جیتے کہ بعد جنگ کے میں۔ اندر بینک میں تو کہہ سکتا ہے لیکن یہ ضروری دہائی مسائل پر اپنی جماعت کی کارکردگی نہیں ہو سکتا کہ ایک آدمی یہ اعلان کرے کہ تفصیل سے بیان کی۔

جرنل سپاہ صحابہ مولانا اعظم طارق کی صحابہ کے قیام سے پہلے آپ کے اس جنگ تقریر کے بعد قائد سپاہ صحابہ سنی قوم کے میں اس ضلع میں سیدہ عائشہ کے پتے بنا کر ترجمان مولانا ضیاء الرحمن نے اپنا خطاب لا لگیوں میں جلائے جاتے تھے سیدنا فاروق اعظم جواب شروع کیا۔

خوف و اندیشہ و تعزیرا و مزا رہنے دے کو کھینٹا گیا۔ فاروق اعظم کے پتے جلائے میرے ہونٹوں پہ مداح حق کی خدا رہنے دے گئے۔ یہ ٹیک ہے مولانا حق نواز کی شادت مالک روز۔ مکانات کو راضی کر لے کے بعد ہمارے آج تک ایک سو پچاسی حاکم وقت خفا ہے خفا رہنے دے فوجان جام شادت نوش کر چکے ہیں لیکن ہر قابل حد احرام جنگ کے فیور محض نے مرنا ہے کسی نے حادثے میں مرنا مسلمان مولانا ائثار القاسمی شہید کی یاد میں آج ہے۔ کسی نے ہسپتال کا یہ جلسہ ذیل گھر جنگ میں منعقد ہو رہا میں مرنا ہے۔ لیکن جو محض صرف اسی جرم ہے۔ اس میں آپ کی بھرپور شرکت قابل میں مارا جائے کہ اس کے دل میں صحابہ کی تعریف ہے۔ میرے بھائیو۔ سپاہ صحابہ ایک جگہ ہے اس سے بڑی اور سعادت والی موت نظریہ کا نام ہے۔ ایک تاریخ کا نام ہے ایک دنیا میں کوئی نہیں ہو سکتی۔ میرے بھائیو مولانا جد مسلسل کا نام ہے۔ مولانا اعظم طارق محمد اسلم عابد جو منادی ہماؤ الدین میں شہید صاحب نے جیسا کہ فرمایا کہ سوئی گئیں ہوئے۔ جب انہیں شہید کیا گیا ان کے ساتھ میاں آئے یا شیعہ کو کافر کہیں نہیں ان تمام ان کا ایک بچہ تھا اور اس بچے کی عمر بارہ باتوں کے باوجود میں آپ کے سامنے یہ بات سال ہے وہ لوگ قتل کر کے چلے گئے۔ وہ بچہ لاتا چاہتا ہوں کہ اللہ کی توفیق اور فضل سے زخمی تھا اپنے باپ کی لاش پر دو گھنٹے بیٹھا رہا آج مولانا حق نواز کو شہید ہوئے پانچ سال ہو اور ایک ڈاکٹر گبر نے کہا یہ کون مرنا؟ بچے چکے ہیں۔ اس مدت میں ہم نے کیا کھوایا کیلئے کہا مرنا نہ کو یہ تو شہید ہوا ہے۔ اس پایا۔ یہ آنے والا مورخ کھسے گا۔ کہ سپاہ صحابہ بچے نے کہا میں نے قاتل کو پہچان لیا ہے۔ کہ وہ رضا کار وہ فوجان جنوں نے مولانا محسوس میں نے لاہور میہ ہسپتال میں اس بچے حق نواز شہید کی مسند پر کام کیا جنوں نے لے کر چھڑا کر بیٹا تو نے قاتل کیسے پہچان کئے گا اس عظیم جہاد کو لیکر کہا انہوں نے اپنے دور یہ تو ہماری گلی میں رہتا ہے یہ شیعہ ہے سربراہ سنی سنی کیا کیا کام اس مشن کے لئے کھڑے ہوئے سب انہو کے پہلے بھی میرے ابا اس کو کوانے کی ضرورت نہیں آئے واللہ ان کے پیچھے کہ رہا تھا۔ اس دن بھی اس نے مورخ اور حالات اس کی گواہی دیں گے لیکن گولی ماری میں نے کہا پریشان نہ ہو۔ کئے گا آپ کے سامنے ایک بات ضرور آتی چاہئے کہیں پریشان اس لئے نہیں ہوتا کہ میرا باپ تو

جذبات کی کزوری ہے نہ ایمان کا ضعف ہے نہ ہاتھوں کی قوت کی کمی ہے۔ صرف مقصد ایک ہے وہ کیا؟ ہم اس ملک کے بانی ہیں۔ ہم اس ملک کے اکثریتی ہیں جس طرح ہم نے پراسن جدوجہد کو جاری رکھ کر سیاسی طور پر بھی مذہبی طور پر بھی اس ملک میں اپنے آپ کو مضبوط کیا ہے شیعہ کا سیاسی طور پر بھی ناظرہ بند کیا ہے مذہبی طور پر بھی شیعت کو گلی بنا دیا ہے۔ اگر ہم یہ سزاویہ طرح جاری رکھیں زیادہ فائدہ ہے۔ اور اگر میدان جنگ گرم ہو گیا تو پھر نتیجہ کے طور پر ملک کی فوج کو مداخلت کرنا پڑے گی۔ اور جب فوج مداخلت کرے گی تو پھر ہماری لڑائی شیعہ سے ہٹ کر فوج سے نہ ہو جائے شیعہ سے ہٹ کر پولیس سے نہ ہو جائے شیعہ سے ہٹ کر انتظامیہ سے نہ ہو جائے اور وہ دشمن آرام سے نکل جائے ہم اسی طرح فوج سے کرا جائیں جس طرح ملا کٹر کے لوگ ایک سازش کے تحت فوج سے کرا گئے۔ شادتیں ہوئیں قربانیاں دی گئیں مگر مسلسل جدوجہد کے نتیجہ میں ہم جنگ میں کامیاب ہوئے۔ یا شیعہ (سامعین نے کہا۔ ہم کامیاب ہوئے) آپ دیکھیں سپاہ صحابہ کامیاب ہوئی۔ اگر شروع میں مولانا حق نواز کے دور میں میاں جو واقعات پیش آئے ان کے نتیجہ میں ہم یہ راستہ جو مولانا نے شروع کیا ہے۔ کہ شیعہ کے کفر سے پردہ ہٹاؤ ان کی سازشوں سے لوگوں کو آگاہ کرو۔ اگر یہ راستہ چھوڑ کر مسلمہ جارحیت کا راستہ اپنا لیا جاتا۔ آج سپاہ صحابہ کے مسلمہ کارکن ضرور ہوتے مگر سپاہ صحابہ کی آواز اسمبلیوں میں نہ ہوتی ہیں یہ بات بیشہ پیش نظر رکھنی ہے۔ لیکن اس کا یہ بھی حل نہیں کہ ہم ذبح ہی ہوتے چلے جائیں ہم ماری کھاتے چلے جائیں اس سلسلہ میں اتنا کوں گا جتنا ہے ہم بھی انھیں گے جتنا ہے وہ بھی انھیں گے۔ ہمارے جتنا ہے انھیں گے صحابہ کی عزت کے لئے ان کے جتنا ہے انھیں گے کفر کے تحفہ کے لئے۔ تو دوستو! یہ ہمارا

صحابہ کے لئے شہید ہوا ہے یہ چھوٹا سا بچہ
میں حیران ہوتا ہوں۔ ایسے لوگوں کی شہادت کو
دیکھ کر ہمیں حوصلہ ہوتا ہے۔

قتلہ آثار اٹھاجس کا مقابلہ امین حبیب
نے کیا فلاسفہ کا قتلہ اٹھاجس کا مقابلہ امام
نزاری نے کیا اور لٹھوں کا قتلہ اٹھاجس کا
مقابلہ امام ابوحنیفہ اور امام مالک نے کیا۔

معتزلہ کا قتلہ اٹھاجس کا مقابلہ امام احمد بن
حنبل نے کیا۔ جلال الدین اکبر کے دین الہی
کا قتلہ اٹھاجس کا مقابلہ مجدد الف ثانی نے

کیا۔ انگریز کا دور آیا جس کا مقابلہ حامی اعداء
اللہ صاحب کئی مولانا قاسم نانوتوی شیخ الحد
مولانا محمود الحسن نے کیا۔ اسلام کی تاریخ میں

ایک شخص تاناؤ کر جس نے اسلام کی تحریک
چلائی ہو اور قربانی نہ دی ہو۔ ایک مجاہد تاناؤ
جو اسلام کے بے میدان میں اترا ہو جیل میں

نہ گیا ہو بھنگوئی نہ پستی ہو بھری نہ پستی ہو
ان ساری تاریخوں کو چھوڑ۔ رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم کے دور میں تو کیا بدر کے

میدان میں چودہ صحابہ کی لاشیں نہیں تریں۔
کیا احد کے پہاڑوں پر پیٹھر کے گچے کی لاش
کے بارہ ٹکڑے نہیں کئے گئے کسی باخلاق کی

کھاتوں میں ۱۹ صحابہ ذبح نہیں کئے گئے کیا
پیٹھر کے دور میں ۲۵۹ صحابی شہید نہیں ہوئے
کیا اسلام کی تاریخ سے پہلے انبیاء کے ادوار

میں اضافہ ہزار پیٹھر بے گناہی میں ذبح نہیں کئے
گئے۔ جس کا ذکر قرآن نے کیا یتیموں النہیں
بغیر حق بغیر قصور کے مارے گئے بغیر جرم کے

مارے گئے ۲۷ ہزار صحابی ذبح کئے گئے۔ چلو
ساری تاریخ کو چھوڑ۔ کل کی بات ہے کشمیر
میں جہاد شروع ہزار ہزار آدمی ذبح ہو چکا ہے

کشمیر کا چھوٹا سا بچہ اپنی آزادی کے لئے جنگ
لا رہا ہے۔ لیکن پیچھے نہیں ہٹا دریائے نیلم
میں خون بہتا رہا لاشیں پھری رہیں لیکن ایک
کشمیری تاناؤ جس نے جہاد کو چھوڑ دیا ہو۔
افغانستان کی جنگ دیکھ روس کا مقابلہ کیا پندرہ
لاکھ انسان ذبح کر دیئے گئے کیا بات تھی۔
وطن کی محبت حتی ملک کی محبت تھی۔ روس

کے غاصبان قتلے سے نجات دلانا مقصد تھا۔
چودہ لاکھ انسانوں نے قربانی دی لیکن روس کو
شخص نس کر دیا۔ ۴۷ سال ہو گئے فلسطینی

جنگ لا رہے ہیں۔ کتنے لوگوں کی لاشیں
بکھر۔ مسلمانو! کوئی نظریاتی تحریک خون
دینے کے بغیر کاسباب نہیں ہوتی۔

۱۹۷۲ء میں قادیانیوں کو غیر مسلم
اقلیت قرار دیا گیا لیکن ۱۹۵۳ء میں غیر نبوت
کی تحریک میں دس ہزار نوجوانوں نے خون کا

نذرانہ پیش کیا۔ آج ہم شیعہ کو کافر کہتے
ہیں۔ اور شیعہ کے کفر کو عام کرنا یہ کوئی
سیاست نہیں ہے۔ ہم اس کو مذہب سمجھتے ہیں

دین سمجھتے ہیں شریعت سمجھتے ہیں کہ جو ابوبکر
صدیق کو کافر کہتا ہو صحابہ کو کافر کہتا ہو کلمہ
تبدیل کرتا ہو۔ قرآن کو تبدیل کرتا ہو۔

مسلمان نہیں ہو سکتا ہم کرسی کے لئے پانوں
کے لئے چودھراہٹ کے لئے اور دنیاوی
سیاست کے لئے نہیں لا رہے۔ ہمارا پروگرام

دین ہے شریعت ہے۔ صحابہ ہیں عائشہ صدیقہ
کا دوشہ ہے فاطمہ الزہراء کی عزت ہے۔ اس
کے لئے حق نواز کو قبر میں اتارا۔ سیاست دنیا

کی ہوتی مٹ جاتی ایثار القاسمی کو قبر میں اتارا
سیاست دنیا کی ہوتی مٹ جاتی۔ مختار سیال
ذبح ہوئے سیاست دنیا کی ہوتی مٹ جاتی۔

عبدالصمد آزاد کی چچیاں یتیم ہو گئیں سیاست
دنیا کی ہوتی مٹ جاتی۔ روزانہ لاشیں دیکھتا
ہوں۔ روزانہ کفن دیکھتا ہوں ابھی برسوں اسلام

عابد کی لاش کو دیکھا۔ اس کے دو دن پہلے
حامی عارف کی لاش کو ڈیرہ اسماعیل خان میں
دیکھا اور آج صبح ہمارے دو نوجوان لاہور میں

شہید ہوئے جن کے جنازے میں جا رہا ہوں۔
لیکن جنگ کے لوگو تم گواہ ہو جہاد ہمارے
لوگ شہید ہوتے ہیں دین کے لئے دنیا کی

سیاست کے لئے نہیں۔ مسلم لیگ اور
پہلوانی کی کرسی کی جنگ میں نہیں۔ بلکہ ایک
ایک آدمی جو شہید ہوتا ہے۔ صحابہ کی قافلے
میں پہنچ جاتا ہے۔
میں جنگ کے عوام کو جنگ کی سنی
جرات اور ان کی صلابت اور ہمداری نے

قائد ہمارا۔

از قاری غلیل احمد بھنگوی



ہائم دفتر۔ رانا شرافت علی
سالار اول۔ رانا عبدالملک
سالار دوم۔ رانا غلام بشیر
سالار سوم۔ خورشید انور

اظہار تعزیت

حضرت شیخ الحدیث مولانا پیر عبدالقدوس صاحب مہتمم دارالعلوم قوت الاسلام حیدر آباد حضرت شیخ الحدیث عبدالرؤف صاحب مہتمم عربیہ متناح العلوم حیدر آباد پروفیسر و مشائخ وصال پا گئے۔ حضرت پیر صاحب سپاہ صحابہ کے مرکزی مجلس شوریٰ کے رکن رہے ہیں۔ آپ حیدر آباد ڈویژن کے نائب صدر حضرت مولانا محمد سعید جدون کے سر رہتے تھے۔ جمعیت علماء اسلام رات کے بھی امیر رہے ہیں۔ حضرت مدنی سے تلخہ کا شرف حاصل رہا بڑی اہم شخصیت کے مالک تھے۔ طائی الذکر سپاہ صحابہ حیدر آباد کے محسن اور سرپرستی فرماتے والے بزرگ تھے قادیان سپاہ صحابہ مولانا محمد ضیاء القاسمی، مولانا ضیاء الرحمن قاروقی، مولانا محمد اعظم طارق، جناب محمد یوسف مجاہد، شیخ حاکم علی، مولانا محمد الیاس بلا کوئی نے ان کے لئے دعا مغفرت کی ہے۔ وصال پر غم کا اظہار کیا۔ اللہ تعالیٰ ان کے حیات قبول فرمائے اور درجات عالیہ سے نوازے اور ہمیں ان کے بدل ثنات فرمادیں اور پس ماندگان کو مہربانیں عطا فرمائے۔

باڈی سپاہ صحابہ سٹوڈنٹس
پلے ٹیکنیک اسٹنٹ ٹیوٹ

لیہ
صدر
نائب صدر اول
نائب صدر دوم
نائب صدر سوم
نائب صدر چہارم
جنرل سیکرٹری
ڈپٹی سیکرٹری
پریس سیکرٹری
فنانس سیکرٹری
سالار
نائب سالار اول
نائب سالار دوم
یہ باڈی ڈویژنل صدر صادق حسین بھنگوی
موجودگی میں تشکیل دی گئی۔

سپاہ صحابہ سٹوڈنٹس میٹنگ ہال
کے عبوری باڈی کا اعلان کیا گیا
ہائم۔ سر فراز عالم

صدر۔ رانا محمد ادریس
صدر دوم۔ محمد رمضان
صدر سوم۔ رانا محمد محمود
یکرٹری جنرل۔ رانا اصغر علی جوہر
ڈپٹی سیکرٹری۔ رانا خالد
یکرٹری مالیات۔ غلام مجتبیٰ
یکرٹری نشر و اشاعت۔ عبید الرحمن عابد
مدلون نشر و اشاعت۔ رانا محمد اسلم

قائد ہمارا بھنگوی پیدا ہی کوثر سے جام کیا
جو اس کے رستے میں آیا آخر ہو ناکام کیا
غریب کے گھر میں ہوئی ولادت
وہ نے بخشی اس کو عفت
وہ پیدا کر کے نام کیا
حق نواز تھا نام نرالا
اس کا تھا ہر کام نرالا
کر کٹر کو طشت ازہام کیا
صحابہ کی عزت کی خاطر
ایچ کی عفت کی خاطر
زندگی کر کا غلام کیا
الفت کا مجتبیٰ تھا وہ
علم کا ایک خزینہ تھا وہ
ابن شہیل کا غلام کیا
حدیث قرآن کا وہ پابند تھا
روحانی بیٹا دیوبند کا
اعلان سر عام کیا
نصیب عجیب سعادت
معراج تھی ملی شہادت
سے لے انعام کیا
حسین سرور پیارے
یہ بھنگوی سارے
مج و شام کیا
اس کا ہر دم چمکے
رہیں اصحاب کے دنگے
خاص وعام کیا
نہ ہو گی اس کی کہانی
ہمارے پاس نشانی
کے ایسا کام کیا
مشن تھا اس کو پیارا
خون سے اس کو خوب نکھارا
کر قربان آرام کیا

مقبوضہ کشمیر کے کمانڈر ابو عبد اللہ سے ایک ملاقات

انٹرویو پینل - ڈاکٹر سید مقصود علی شاہ کاظمی، محمد یوسف فیض

— ہم میں مقابلہ بھی کیا ۳ پولیس والے
مردار ہوئے ہائی جہاز کھڑے ہوئے۔ ایک
وائٹس سٹ۔ ایک مشین گن اور دوسرا اسلحہ
کافی مقدار میں ہمارے ہاتھ لگا۔ مجاہدین کا کوئی
نقصان نہیں ہوا (الحمد للہ) میں اپنے ہی مجاہد
ساتھی کی گولی گتے سے زخمی ہو گیا جنوں کے
علاقہ میں یہ مجاہدین کی پہلی بڑی کاروائی تھی۔
اگست ۱۹۹۲ء میں ضلع ڈوڈہ کے علاقہ
کشتواڑ میں CRP کی پوسٹ پر راکٹوں سے

حملہ کیا ضلع میں یہ پہلا راکٹ انیک تھا۔ عوام
اور پولیس دونوں کیلئے سربراہز تھا۔ عوام نے
بدعق مشین گن وغیرہ کی آوازیں تو آخر سنی
تھیں مگر راکٹ کی آواز ان کے لئے بالکل نئی
تھی اور وہ پہلی بار سن رہے تھے۔ اس حملہ
میں CRP کے تیس سے زائد آدمی ہلاک
ہوئے۔

تحصیل بدرواہ میں ہم نے وڈی سینٹروں
اور شراب خانوں کے خلاف کاروائیاں شروع
کی ہوئی تھیں۔ رات کو پورے شہر میں کرفیو
ہوتا تھا۔ کرفیو کے دوران ہم نے چوگان
(مرکزی چوک) کا محاصرہ کر لیا۔ چوک
انگلش اور دیسی شراب کی دکان تھی۔ ہم نے
چوک میں پہلے ہوائی فائرنگ کی اس کے بعد ہم
ہاسٹ کیا۔ BSF والے بھاگ گئے۔ اس کے
بعد ہم نے دوکانوں کے تالے توڑے اور
شراب کو آگ لگا دی۔

یعقوب فیض۔ مجاہدین عسکری تربیت
کہاں سے لیتے ہیں؟ بھارت کا الزام ہے کہ
مجاہدین کو پاکستانی فوج تربیت دیتی ہے؟
کمانڈر ابو عبد اللہ۔ بھارت کا الزام
جھوٹ کا پلندہ ہے، ہم نے جنگوں اور پہاڑوں
میں تربیتی کیمپ بنائے ہوئے ہیں۔ جہاں مجاہدین
کو عسکری تربیت دی جاتی ہے۔ چونکہ بھارتی
فوج مسلسل ہماری تلاش میں رہتی ہے اس
لیئے کیمپوں کی جگہ بدلتے رہتے ہیں۔

یعقوب فیض۔ حرکت الانصار کے چیف
کمانڈر سجاد افغانی کی گرفتاری سے تحریک پر

بچنے والوں حرکت الانصار کے ایک
دوست سے معلوم ہوا کہ حرکت الانصار ضلع
ڈوڈہ (مقبوضہ کشمیر) کے امریا کمانڈر ابو عبد اللہ
فروری ۱۹۹۰ء تک ہماری یہ کاروائیاں جاری
پاکستان تشریف لائے ہوئے ہیں۔ ہماری خواہش
ہے کہ اسلام آباد میں ان کی خفیہ رہائش گاہ پر
ایک ملاقات کا اہتمام کیا گیا۔ ہماری ان سے جو
مشق ہوئی قارئین خلافت راشدہ کی نذر ہے۔
مقصود کاظمی۔ آپ کا تعلق کشمیر کے
کس علاقہ سے ہے؟ جہاد کی تحریک میں کس
طرح شامل ہوئے؟ بنیادی اسباب کیا تھے؟

کمانڈر ابو عبد اللہ۔ میں مقبوضہ کشمیر
ضلع ڈوڈہ کا رہائشی ہوں جو صوبہ جنوں کا ایک
اہم ضلع ہے ہمیں جہاد کی سوچ دینے اور اس
کیلئے تیار کرنے میں وہاں کے ہندو روپے نے
اہم کردار ادا کیا وہاں پر ہر شعبہ میں ہندوؤں
کو اہمیت دی جا رہی ہے۔ میٹیکل کالج میں
داخلہ کا مسئلہ ہو تو مسلمان زیادہ محتق اور قاتل
ہونے کے باوجود اس سے محروم رہتا ہے۔
نوکریوں میں بھی ہندو ڈوگرہ کو اہمیت دی جاتی
ہے، کسی نے کاروبار شروع کرنا ہو یا صنعت
لگانا ہو تو مسلمان ہزار کوشش کے باوجود ناکام
رہتا ہے اور یہ سب کچھ ہندو کو گھر بیٹھے مل
جاتا ہے، ان حالات میں نوجوانوں میں مایوسی
پھیلی۔ اس کے ساتھ ہمیں اطلاعات ملنا شروع
ہو گئیں کہ کشمیر میں مجاہدین نے انڈیا گورنمنٹ
کے خلاف کاروائیاں شروع کر دی ہیں۔ آزاد
کشمیر سے جو آزادی کے ترانے نشر ہوتے تھے
انہوں نے ہمارے اندر جوش و جذبہ پیدا کر دیا
تو ہم چھ سات دوستوں نے مل کر ایک گروپ
تشکیل دیا۔ ابتدائی طور پر ہم نے گروپ کا نام
GAM چوہدری غلام عباس موہٹ تجویز کیا۔
ہمارا مقصد گورنمنٹ کو پریشان کرنا تھا۔ شروع
میں ہم نے سرکاری عمارتوں پر پاکستانی پرچم
لہرانے شروع کر دیئے سرکاری عمارتوں میں دکنی

کمانڈر ابو عبد اللہ۔ جنوں میں حرکت
الانصار اپنی موثر کاروائیوں کی وجہ سے سب
سے بڑی تنظیم قرار دی جاتی ہے، حرکت کے
نوجوانوں کی دہشت سے الحمد للہ انڈین آرمی پر
خوف طاری ہے کاروائیاں تو بے شمار کی ہیں
ایک دو آپ کے سامنے رکھ دیتا ہوں۔ یہ
مارچ ۱۹۹۲ء کے شروع کا واقعہ ہے۔ ضلع ڈوڈہ
میں چھاترہ تھانہ ہے اس وقت تھانہ میں CRP
اور مقامی پولیس تھی۔ یہ لوگ بہت چوکس
تھے۔ اس لئے ہمارے لئے بہت برا خطرہ تھے
ہم نے تھانہ پر حملہ کا فیصلہ کیا۔ ہم کل ۱۳
مجاہدین تھے جبکہ تھانہ میں پولیس والے ۲۰
تھے۔ ہم نے اللہ کے بھروسے پر حملہ کر دیا۔
اللہ کے شہیروں کی لگاکر سن کر پولیس والوں پر
خوف طاری ہو گیا وہ ایک دوسرے کو کھینے لگے
بھاگو۔ افغانی آگئے ہیں انہوں نے بدحواسی

کوئی اثر نہ ہو گا؟

گناہ اور عہدہ۔ گناہ اور عہدہ کا تعلق کی
گرفتاری تحریک پر اثر انداز نہیں ہوا بلکہ
تحریک میں مزید ترقی آگئی ہے۔ فرانس کا ہر
عالمِ اسلام مخالف ہے اور انڈیا کیلئے یہودی کا پیغام
ہے۔

مقصود کاظمی۔ کیا غیر ملکی مجاہدین بھی
آزادی کشمیر کی تحریک میں آپ کے ساتھ شامل
ہیں؟

گناہ اور عہدہ۔ افغان مجاہدین سمیت
عالمِ اسلام کے لوہوں کی کافی تعداد جہاد کشمیر
میں شریک ہے۔

مقصود کاظمی۔ انڈین آرمی کشمیر کے
عام لوگوں سے کیا سلوک کرتی ہے؟

گناہ اور عہدہ۔ درندہ صفت انڈین
آرمی اور دوسری جیوگرافی فورسز جوں و کشمیر کے
مسلمانوں پر ناقابل بیان اور ناقابل برداشت
مظالم ڈھا رہی ہیں۔ خانہ تلاشیوں کے بہانے
لوٹ مار، خواتین کی اجتماعی عصمت دری، مکانوں
کو کینوں سمیت تار آتش کرنا اور گرفتار
ہونے والوں کو ازیتیں دے دے کر قتل کرنا
بہارت کی سیکورٹی فورسز کا معمول ہے۔ گرفتار
قیدیوں پر اس قدر تشدد کیا جاتا ہے کہ ان کی
شکمیں مسخ کر دی جاتی ہیں اور بعض اوقات
زندہ جلا دیا جاتا ہے۔ ناخن اکھاڑے جاتے ہیں
جلتی گریزوں سے دانا جاتا ہے، کبلی کے جھنگے
دبے جاتے ہیں اور تشدد کے کئی دوسرے
نا قابل بیان طریقے آزمائے جاتے ہیں۔ مجاہدین
کی کلادائیوں کے بعد انڈین آرمی قریباً ہستیوں
کو گھیرے میں لے لیتی ہے مسلمان عورتوں
اور مردوں کو نکال کر کے سب کے سامنے لایا
جاتا ہے۔ جس پر مجاہد ہونے کا شک گزرتا ہے
اسے ازیتیں دے دے کر سب کے سامنے شہید
کر دیا جاتا ہے۔

یعقوب فیض۔ کیا کشمیر کے بارے میں
عالمِ اسلام اپنی ذمہ داریاں پوری کر رہا ہے؟

باقی صفحہ ۴۷ پر

جنگلاتا رہا

ہم سنا رہا تھو کہ افغان رہا جن کا دیوان تھا ان کا مسکن
آندھوں میں بھی وہ جنگلاتا رہا وہ خدا سے بھی موت چاہتا رہا
حق کی خاطر وہ سنا رہا سر برہم افغان تو زمین آسمان وہ جس
وہ گرجنا رہا کھر کے زمینوں کے بچے بوڑھے روئے لوہوں وہ جس
شہید مسلم نہیں وہ سنا رہا ہاں بنوں کو بھی وہ دلتا رہا
آندھوں میں بھی وہ جنگلاتا رہا آندھوں میں بھی وہ جنگلاتا رہا
وہ جبر کے مقابل بھرتا گیا وہ جو جھنگلی کا جرنیل تھا قادی
اس کو جتنا دلیلا ابرہتا گیا اب تو وہ بھی شہید ہو گیا قادی
کھر کی وہ دیواریں ہلاتا رہا نئے وہ بھی صحابہ کے گنا رہا
آندھوں میں بھی وہ جنگلاتا رہا آندھوں میں بھی وہ جنگلاتا رہا
وہ چلتا رہا کہ مرے دلیں میں پیارا قادری جھنگلی کا شاہکار ہے
کھر بھرتا ہے اسلام کے بیس میں یہ سپاہ صحابہ کا سلاہ ہے
وہ دلاک کے انبار لانا رہا جن کو ظاہر وہ مھر پہ لانا رہا
آندھوں میں بھی وہ جنگلاتا رہا آندھوں میں بھی وہ جنگلاتا رہا
اس کو کوئی بھی جائز جگانہ نہ سکا اس کے اعظم نے بھی حق ادا کر دیا
علم اس کو مشن سے ہٹا نہ سکا جس نے پوری اسٹیج کو لرزا دیا
شیلٹ کی وہ دجیاں اڑانا رہا گو کہ شہید سدا حملانا رہا
آندھوں میں بھی وہ جنگلاتا رہا آندھوں میں بھی وہ جنگلاتا رہا
وہ مجاہد وہ عاززی وہ بیاک تھا جس کو جھنگلی نے مانگا علی شیر ہے
اپنے اقوال و اعمال میں پاک تھا جس نے شہت کو ہرپا کیا زیر ہے
وہ سچائی پہ جاں کو جلاتا رہا راضی پیٹے اس کو دکھاتا رہا
آندھوں میں بھی وہ جنگلاتا رہا آندھوں میں بھی وہ جنگلاتا رہا
وہ نئی کی محبت میں سرشار تھا
وہ صحابہ کا مخلص وفادار تھا
ان کی خاطر جوانی لانا رہا
آندھوں میں بھی وہ جنگلاتا رہا
وارث الانبیاء کا وہ صدق تھا
دیں سمجھ کے کہا اس نے جو بھی کہا
منہی فرض اپنا نبھاتا رہا
آندھوں میں بھی وہ جنگلاتا رہا
اس کو حشہ کی مانند گھسیٹا گیا
اس کو بیڑیاں پٹا کے چٹا گیا
زخم کھا کے بھی وہ سکرانا رہا
آندھوں میں بھی وہ جنگلاتا رہا
اس پہ جھوٹے مقدمے بنائے گئے
اس کو پیغام اجل کے سائے گئے
کتنا بے خوف تھا دندنا رہا
آندھوں میں بھی وہ جنگلاتا رہا

چھٹی سالانہ

قانونی مشورہ و کونسل

مینار پاکستان لاہور

۲۴ مارچ
تفصیلی اشتہار کا انتظار
فرمایا



جس میں ماہِ صیام کے فضائل و مسائل کے علاوہ قرآن کریم کی متعدد سورتوں اور آیتوں کے خاص خاص فضائل بھی بیان کئے گئے ہیں مکی مسنونہ امیر اور مختلف امثالِ عبرت اور اذکار و اوراد و نون کتابوں میں توحید باری تعالیٰ کی بھیجی ہوئی خوشبو جو ملت اسلامیہ کی اساس اور اصل الاصول ہے جا بجا بھیکری گئی ہے

جو کتابوں کو دیکھ کر ہاتھ میں معادن ہے کتاب صاحب نے فتحِ جنگ میں بے حدت الرسول کے خواتین کے ایمان تازہ کئے ہیں مگر آپ کے کے آخر میں چند صفحات پر محترم مصباح ایک جگہ میں دورانِ خطاب فرمایا تھا۔ پناہ صحابہ ایک یادداشت تیار کردہ چھپیں چھپیں ملکوں کے سربراہوں کو بھیجی گئی عرصہ ہوا ہے ابھی تک کوئی پیش رفت سامنے نہیں آئی۔ نوید اختر بادشاہی مسجد موجی بازار ہری پور

سوال۔ حضرت فاروقی جواب۔ ہماری مجبوریوں اور رکاوٹوں اور وسائل نہ ہونے کے باعث تاخیر ہوئی اب تیار ہو رہی ہے اور تیار شدہ مواد حضرت فاروقی صاحب بعض ممالک میں دتی لے کر گئے اور ملاقاتیں کر کے بھی برفک کیا۔ یہ کام اب چل نکلا ہے۔ یہ ایک اہم دستاویز ہے جو شیعہ کی اصل کتابوں کی فوٹو میٹ پر مشتمل ہے۔

(معادنِ مدبر)

فیض کا منظر ابو عبد اللہ۔ تحریکِ تحفیر شروع کرنے سے پہلے مجاہدین کی عالم اسلام سے بت سی توقعات وابستہ تھیں لیکن جمہوی طور پر عالم اسلام نے مجاہدین کو بایں کیا ہے۔ تحفیر میں سکتی ہوئی انسانیت دم توڑ رہی ہے لیکن عالم اسلام خاموش تماشا کی کاروار ادا کر رہا ہے۔ تمام اسلامی ممالک ہجرت کا مکمل اقتصادی پائیکٹ کر کے مجاہدین سے اظہارِ بیعتی کا شیوہ یعقوب نیس۔ کشمیریوں کا مستقبل کیا؟

جواب۔ ہماری مجبوریوں اور رکاوٹوں اور وسائل نہ ہونے کے باعث تاخیر ہوئی اب تیار ہو رہی ہے اور تیار شدہ مواد حضرت فاروقی صاحب بعض ممالک میں دتی لے کر گئے اور ملاقاتیں کر کے بھی برفک کیا۔ یہ کام اب چل نکلا ہے۔ یہ ایک اہم دستاویز ہے جو شیعہ کی اصل کتابوں کی فوٹو میٹ پر مشتمل ہے۔

نہضتِ کتب

کاملاً ابو عبد اللہ۔ مجاہدین نے اللہ کے بھروسہ پر جملہ کار آغاز کیا ہے۔ ہجرت کو تحفیر سے ذیل دوسرا ہر کر نکلتا پڑے گا۔ آزادی کشمیریوں کا مقدر بن چکی ہے۔

کتاب معرفت شیعہ یعنی راقیت اپنے آئینے میں تالیف محترمہ حافظ مصباح امیر صاحب مرکزی سکوتر خواتین پناہ صحابہ پاکستان۔ قیمت ۳۰ روپے صفحات ۱۲۰۔

کاملاً ابو عبد اللہ۔ مقام مسلمانوں کو چاہیے کہ وہ جہادِ کشمیر میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیں خواہ وہ کسی بھی شکل میں ہو۔ خصوصاً نوجوان عسکری تربیت حاصل کر کے اپنے مظلوم مسلمان بھائیوں کی مدد کو پہنچیں۔

کتاب معرفت شیعہ علماء کرام جن میں مولانا محمد اعظم طارق شامل ہیں۔ کتاب جیسا کہ نام سے ظاہر ہے فکری مذہبی تہذیب باز سازش قوم کا کیا چٹا ہے بندہ حافظ مصباح صاحب کی تقریری ملا جلا کی تو معترف تھا بلکہ خواتینِ اہل سنت کی آپ مقبول و معروف مقررہ ہیں جنہوں نے ملک اور

کاملاً ابو عبد اللہ۔ مقام مسلمانوں کو چاہیے کہ وہ جہادِ کشمیر میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیں خواہ وہ کسی بھی شکل میں ہو۔ خصوصاً نوجوان عسکری تربیت حاصل کر کے اپنے مظلوم مسلمان بھائیوں کی مدد کو پہنچیں۔

کتاب معرفت شیعہ علماء کرام جن میں مولانا محمد اعظم طارق شامل ہیں۔ کتاب جیسا کہ نام سے ظاہر ہے فکری مذہبی تہذیب باز سازش قوم کا کیا چٹا ہے بندہ حافظ مصباح صاحب کی تقریری ملا جلا کی تو معترف تھا بلکہ خواتینِ اہل سنت کی آپ مقبول و معروف مقررہ ہیں جنہوں نے ملک اور

سوالات و جوابات کا مستقل سلسلہ

مولانا محمد الیاس بالاکوٹی

جواب دیجئے

ذہنی آزمائش نمبر ۳۔

- ۱۔ سیدنا حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا جنازہ کس نے پڑھایا اور کیوں؟
 - ۲۔ وہ کونسا جانور ہے جس کا کوئی حصہ کسی حال میں بھی پاک نہیں ہو سکتا؟
 - ۳۔ کلمہ طیبہ قرآن کریم کی کوئی سورتوں میں کس جگہ ہے؟
 - ۴۔ پاک و حلال۔ ناجائز و حرام میں فرق بیان کریں۔ کیا ہر پاک حلال اور حلال پاک ہوتا ہے؟
 - ۵۔ کوئی گیدڑ کتے، بٹے یا حرام گوشت جانور کی پوتین یا موزے پن کر نماز ادا کرے تو ہو گی؟
- دس مارچ تک جوابات شامل کئے جائیں گے۔

جواب لیجئے

- ہمارے سلسلہ ذہنی آزمائش کو بہت پسند کیا گیا اور ہمیں بے شمار خطوط ملے مگر صحیح اور مکمل جوابات صرف چار افراد کے تھے جن کے نام حسب ذیل ہیں۔
- ۱۔ مولانا نصیر احمد ناصر سیکرٹری سپاہ صحابہ عثمانی خان گڑھ۔
 - ۲۔ محمد الطہر اقبال نمائندہ خلافت راشدہ ٹوبہ۔
 - ۳۔ سر محمد افضل میانوال رانجھا منڈی بہاؤ الدین۔
 - ۴۔ اللہ دے مغل چک ف ۸۶/۱۵ اہل میاں چنوں خانیوال = قرعہ اندازی میں اللہ دے صاحب کا نام نکلا ان کے نام رسالہ ارسال ہے۔

مختصر جوابات یہ تھے

- ۱۔ عقیدہ بداء۔ عقیدہ امامت انکار ختم نبوت، تحریف قرآن ماننا۔ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی صحابیت کا انکار۔ صدیقہ کائنات عائشہ صدیقہ کی توہین۔ تمام صحابہ کی تکفیر وغیرہ۔
- ۲۔ فاروق اعظم کا قاتل ابولولو فیروز مجوسی حضرت علیؓ کا عبدالرحمن ابن ملجم غسانی۔
- ۳۔ عبداللہ ابن زید ابن عبدالہ بعد میں فاروق اعظم و دیگر تقریباً ۱۳ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم۔
- ۴۔ حضرت عبداللہ ابن مسعود نے سر تن سے جدا کیا آخری الفاظ تھے مجھے حسرت ہے کہ گھاس کھودنے والوں کے ننھے بچوں نے مجھے قتل کیا اور پھر آخری فرمائش کی کہ گردن نیچے سے کاٹو کہ سردار کا سر اڑنچا رہے۔
- ۵۔ تین بیٹوں کی جدائی برداشت کینی پڑی۔ یوسف علیہ السلام۔ نبیا میں اور یسودا (روٹل) حسب اختلاف روایات ۳۰ سال اڑھائی سال ڈیڑھ سال یا ایک سال وغیرہ قرآن کریم میں یہ موجود ہے۔

پاکستان میں سپاہ جہاد کے وابستگان کیلئے

سالانہ امدادی فنڈ کی طلبہ کی رقم کا طریقہ

۱۹۹۵ء میں امدادی فنڈ کی رقم ۵۰ روپے ہوگی

بہ فائدہ سے ۲۱ سے ۲۵ تک
سیر ۱۲۷ جارت سے ۲۱

خصوصی گنڈیشن

سپاہ صحابہ کی کثیر مشکلات، شدید تنگانی، فارق اعظم سیکرٹریٹ کی تعمیر اور بے پناہ اخراجات کے باعث سالانہ امدادی فنڈ کی رقم ۵۰ روپے ہوگی۔ اس مرتبہ رقوم کے حصول کا طریقہ حسب ذیل ہوگا۔
۱۔ سالانہ فنڈ کی رقم میں رقوم کے حصول کے لئے چار ماہ تک سالانہ امدادی فنڈ کی رقم ڈیڑھ تین میں جاری رہے گی مرکزی مالیاتی کمیٹی کی طرف سے دو ٹیمیں — ہر ڈیڑھ ۱۵، ۱۵ روزہ قیام کر کے خود نمٹ جاری کرے گی، ضلعی اور تحصیل یونٹ سطح کے تمام عہدیداران اور کارکنان اپنے اپنے علاقے کی مالیاتی ٹیموں کے معاون آہستہ۔

ڈیڑھ تین سطح پر مالیاتی ٹیموں کیلئے کے پروگرام کا اعلان

صریحہ سندھ

۰ یکم اپریل ۱۹۹۵ء تا ۱۵ اپریل ۱۹۹۵ء
۰ یکم اپریل ۱۹۹۵ء تا ۱۵ اپریل ۱۹۹۵ء
۰ یکم اپریل ۱۹۹۵ء تا ۱۵ اپریل ۱۹۹۵ء
۰ یکم اپریل ۱۹۹۵ء تا ۱۵ اپریل ۱۹۹۵ء
۰ یکم اپریل ۱۹۹۵ء تا ۱۵ اپریل ۱۹۹۵ء

۰ یکم اپریل ۱۹۹۵ء تا ۱۵ اپریل ۱۹۹۵ء
۰ یکم اپریل ۱۹۹۵ء تا ۱۵ اپریل ۱۹۹۵ء
۰ یکم اپریل ۱۹۹۵ء تا ۱۵ اپریل ۱۹۹۵ء
۰ یکم اپریل ۱۹۹۵ء تا ۱۵ اپریل ۱۹۹۵ء
۰ یکم اپریل ۱۹۹۵ء تا ۱۵ اپریل ۱۹۹۵ء

صریحہ سرحد

۰ یکم مئی ۱۹۹۵ء تا ۱۵ مئی ۱۹۹۵ء
۰ یکم مئی ۱۹۹۵ء تا ۱۵ مئی ۱۹۹۵ء
۰ یکم مئی ۱۹۹۵ء تا ۱۵ مئی ۱۹۹۵ء
۰ یکم مئی ۱۹۹۵ء تا ۱۵ مئی ۱۹۹۵ء
۰ یکم مئی ۱۹۹۵ء تا ۱۵ مئی ۱۹۹۵ء

صریحہ بلوچستان

۰ یکم مئی ۱۹۹۵ء تا ۱۵ مئی ۱۹۹۵ء
۰ یکم مئی ۱۹۹۵ء تا ۱۵ مئی ۱۹۹۵ء
۰ یکم مئی ۱۹۹۵ء تا ۱۵ مئی ۱۹۹۵ء
۰ یکم مئی ۱۹۹۵ء تا ۱۵ مئی ۱۹۹۵ء
۰ یکم مئی ۱۹۹۵ء تا ۱۵ مئی ۱۹۹۵ء

شیخ محمد رضا خان مرکز خاندان سیکرٹریٹ سپاہ جہاد
ذات مرکز سپاہ صحابہ ۶۲۱۶۹۶ / ۳۲۹۶ / ۳۲۹۶ / ۳۲۹۶ / ۳۲۹۶

مہتاب